تذکیر

شرح نحو میر

پسند فرمودہ

جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض الباری صاحب مدظلہ العالی

جانشین حافظ الحدیث حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی

تصنیف

مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی حفظہ اللہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و مدرس جامعہ مدنیہ کراچی

خصوصیات

عام فہم سلیس ترجمہ وتشریح

ذی استعداد طلباء کیلئے نحوی فوائد جو بیسیوں کتب کا نچوڑ ہیں

عملی مشق کیلئے ہر بحث کے آخر میں تمرینات

حلِ تراکیب

ابحاث کے ضمن میں عقائد اہل السنۃ والجماعۃ واکابر اہلسنت کا مختصر تعارف

قرآن مجید پر مستشرقین کے نحوی اعتراضات کے مدلل جوابات

{...انتساب...}

آج کل مصنفین کے ہاں ایک روایت چل پڑی ہے کہ وہ اپنی تحریری کاوش کو اپنے کسی محسن یا بزرگ ہستی کی طرف منسوب کرتے ہیں راقم بھی اپنی اس علمی کاوش کو اپنے انتہائی مشفق و مہربان استاذ جامع المعقول والمنقول استاذ الحدیث شیخ التفسیر امام الصرف والنحو حضرت مولانا فرمان علی صاحب مدظلہ العالی (المعروف شیخ سعدی حفظہ اللہ) کی طرف منسوب کرتا ہے۔ یہ ان ہی کا فیضان ہے کہ کل تک جن لوگوں کو عربی کی عبارت پڑھنے نہیں آتی تھی آج وہ نحو کی شرح لکھ رہے ہیں اللہ پاک تا دیر ان کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر رکھے، اس کے بعد جس مقدس و مطہر ہستی کی طرف اس کتاب کا انتساب کرنا چاہوں گا وہ میری مشفقہ والدہ ماجدہ ہیں جنہوں نے اپنی اولاد میں سے مجھے اس دین کیلئے وقف کیا اگر ان کی شفقت اور دعائیں شامل حال نہ رہتی تو آج یہ مقام نصیب نہ ہوتا۔

براہ کرم کتاب شروع کرنے سے پہلے ''عرض مولف'' کے تحت معروضات کو لازمی پڑھ لیں

دعائیہ کلمات

جانشین حافظ الحدیث

حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی صاحب مدظلہ العالی

تقریظ...

جامع المعقول والمنقول نمونہ اسلاف امام الصرف والنحو حضرت مولانا **فرمان علی** صاحب مدظلہ العالی

استاذ الحدیث جامعہ تعلیم القرآن والسنہ

مولوی ساجد خان سلمہ اللہ نے ابتدائی درجات اور خاص کر کافیہ وشرح جامی اس فقیر سے پڑھیں۔ زمانہ طالب علمی سے ہی ان کا شمار ادارے کے ذہین وذی استعداد طلباء میں ہوتا تھا اور ابتداء ہی سے علم نحو کا کافی ذوق رکھتے ہیں۔ جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ثالثہ کے سال کافیہ کیلئے شرح جامی، شرح رضی، شرح اشمونی اور الانصاف فی مسائل الخلاف کا مطالعہ کرتے تھے۔ ان کے اس ذوق کو دیکھتے ہوئے ادارے نے انہیں اگلے سال اولیٰ میں ایک گھنٹہ اعزازی نحو پڑھانے کیلئے بھی دیا تھا۔ اب تو الحمد للہ ملک بھر میں ایک مناظر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ ان کی علمی و مناظرانہ کاوشوں کا وقتاً فوقتاً ساتھیوں کے ذریعہ سے علم ہوتا رہتا ہے تو سن کر خوشی ہوتی ہے۔ اب انہوں نے نحو میر کی ایک جامع شرح لکھی جتنا پڑھا ماشاء اللہ خوب پایا۔ جس وقت مسودہ میرے پاس پہنچا حرمین کیلئے عازم سفر ہوں اس لئے کما حقہ تو نہیں لکھ سکتا مگر مولوی صاحب کے پیہم اصرار پر یہ چند کلمات لکھ دئے ہیں۔ مختصر یہ کہ بندہ کو مولوی صاحب کی تحقیقی وعلمی کاشوں پر مکمل اعتماد ہے۔

اللہ پاک مولوی صاحب کے علم وعمل میں برکت دے اور مزید علمی کاوشوں کی توفیق عطا فرمایے۔ آمین۔

تقریظ...

مفسر قرآن شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول نمونہ اسلاف استاذ العلماء

حضرت مولانا مفتی **صاحب الدین جبوی صاحب** مدظلہ العالی

صدر مدرس استاذ الحدیث ورئیس الافتاء جامعہ مدنیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن تفرد بالقدم و کل شیء ماسواہ مسبوق بالعدم والصلوۃ والسلام علی سید العرب والعجم و علی الہ و اصحابہ الذین قاموا بنصرۃ الدین القویم۔

حمد وستائش اس ذات کیلئے جس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا درود وسلام اس ذات پر جس نے انسانوں کو جینے کا طریقہ سکھایا۔

میں نے مولانا محمد ساجد صاحب مدرس جامعہ مدنیہ کی تصنیف مسمیٰ بہ تذکیرشرح نحومیر کے بعض مقامات کوغور سے دیکھا اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کتاب مبتدی طلباء کیلئے بہت ہی مفید ہے اس کی دیگرخوبیوں میں سے ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ کتاب کے اندر تحریرشدہ قواعدکوقرآن وحدیث کی نصوص سے امثلہ پیش کرکے حل کیا گیا ہے۔ وللہ الحمد۔

مصنف موصوف کواللہ نے نوعمری میں علم ومطالعہ کی نعمت سے مالا مال کیا ہے میں نے موصوف کے اندرایک ایسی شخصیت کودیکھا ہے کہ علم جس کا اوڑھنا بچھونا ہے۔

اللہ پاک اس کوقبول فرمالیں۔آمین۔

نوٹ: کتاب میں موجودعقائد سے متعلق طویل مباحث کو چندوجوہات کی بناء پرحضرت مولانا صاحب الدین جبوی صاحب مدظلہ العالی نے نکالنے کا مشورہ دیا حضرت کی اس رائے پرعمل کرتے ہوئے اس حوالے سے مباحث کوکافی حدتک نکال دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ حضرت نے بعض مقامات پرترمیم واصلاح بھی کی ہے۔

تقریظ...

خطیب اسلام مخدوم العلماء عالم باعمل حضرت مولانا **عدنان صاحب کلیانوی** مدظلہ العالی

استاذ الحدیث والفقہ جامعہ انوار القرآن کراچی

خطیب جامع مسجد مہران نارتھ کراچی

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ''نحو میر'' کی حیثیت علم نحو میں ریڑھ کی ہڈی جیسی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم نحو کے تمام ضروری و بنیادی مسائل وقواعد اس میں موجود ہیں ۔اسی اہمیت کے پیش نظر ہندو پاک کے تمام مدارس عربیہ میں یہ کتاب شامل نصاب ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہندوستان، افغانستان ، ایران کا کوئی عالم ایسا نہیں جس نے اس کا سبق درسا حاصل نہ کیا ہو۔ بناء بریں علمائے کرام نے ہر دور میں اس کی توضیح وتشریح کی طرف توجہ دی ہے تاکہ یہ بنیادی کتاب طلباء کیلئے سہل سے سہل ترین ہو اور وہ اپنی ٹھوس علمی بنیادوں پر اپنی خوبصورت تعمیر قائم کرسکیں۔

زیر نظر کتاب ''تذکیر شرح نحو میر'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کو ہمارے انتہائی فاضل، محقق ،مناظر ،مدرس اور ہر دلعزیز دوست مناظر اہلسنت علامہ ساجد خان نقشبندی مدظلہ العالی نے ایک اچھوتے اور جدید انداز میں تحریر کیا ہے۔جس میں نہ صرف نحوی قواعد وضوابط کی تشریح ہے بلکہ نحوی امثلہ کے ضمن میں ''عقائد اہلسنت'' اور ''اکابر اہلسنت'' کا تعارف مزید برآں ''نحوی اجراء'' کے ضمن میں قرآن مجید پر مستشرقین کی طرف سے کئے جانے والے سطحی اور بے بنیاد اعتراضات کے تحقیقی اور تسلی بخش جوابات بھی موجود ہیں ۔جس سے یہ شرح کتب خانوں میں موجود دیگر شروحات سے اپنے آپ کو ایک ممتاز اور جداگانہ حیثیت پر قائم کر دیتی ہے۔

ہمارے دینی مدارس کے طلباء ''میڈیا کی بڑھتی یلغار'' بالخصوص ''سوشل میڈیا'' کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے اپنی علمی و تحقیق استعداد میں انتہائی ابتری کی طرف بڑھتے

چلے جارہے ہیں، درسی کتب کے ساتھ ساتھ اپنے عقائد اور اکابر کے تعارف سے بھی نابلد ہوتے جارہے ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کو نوکِ قلم کیا جارہا ہے کہ انتہائی درجات کے طلباء اپنے عقائد و نظریات سے اس قدر بھی واقف نہیں ہوتے جس قدر باطل و دیگر مسالک کے ابتدائی طلبہ اپنے عقائد و نظریات میں رسوخ رکھتے ہیں۔ ان تشویشناک حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس کے اساتذہ ابتداء ہی سے درسی اسباق کے ساتھ ساتھ اپنے سبق کا کچھ حصہ وقتاً فوقتاً، موقع بموقع طلبہ کی نظریاتی تربیت و اصلاح کیلئے بھی مقرر کریں اور اس کی ترتیب و انداز کیا ہو؟ اس کی ایک جھلک آپ کو نقشبندی صاحب کی اس دلپذیر شرح میں نظر آئے گی مثلاً حروف نداء کی بحث میں آپ کو عقیدہ حاضر و ناظر اور ندائے یارسول اللہ کہنے کی شرعی حیثیت مل جائے گی، مبتداء خبر کی بحث میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کی وضاحت مل جائے گی، نحوی اجراء کے ضمن میں مستشرقین کے اعتراضات کے وہ جوابات جو بہرحال سالوں کے تفسیری مطالعہ کے بعد بندے کی نظر سے گزرتے ہیں وہ اس شرح میں آپ کو یک نظر میں مل جائے گی جس کو ابتدائی درجے کے طلباء ابتداء ہی میں پڑھ کر تفسیری اسباق میں مستحضر کرسکیں گے۔

بہرحال اس شرح کی خصوصیت، افادیت اور اہمیت سے تو طلباء و علماء اسی وقت واقف ہوسکیں گے جب یہ چھپ کر ان کے ہاتھوں میں ہوگی، لیکن بہرحال یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ بیسیوں شروحات نحو میر کی موجودگی میں یہ صرف ایک شرح کا اضافہ نہیں بلکہ یہ ایک سب سے جدا، ممتاز اور انوکھی شرح ہے جس سے دیگر شروحات خالی ہیں۔ یہ شرح نہ صرف طلبہ کی علمی و نظریاتی استعداد میں معاون ہوگی بلکہ جدید فضلاء و معلمین کی تحقیقی، نظریاتی استعداد میں کمال مہارت کا ذریعہ و سبب بنے گی۔

اپریل 2016 کے آغاز میں راقم الحروف بفضل الٰہی ''حرمین شریفین'' کیلئے پا بہ رکاب تھا کہ برادرم علامہ ساجد خان نقشبندی مدظلہ العالی نے شرح کی تکمیل کی خوشخبری سنائی اور ساتھ ساتھ یہ فرمائش و حکم بھی صادر فرمایا کہ آپ نے اس شرح کے حوالے سے تقریظ اور عند اللہ و عند الناس مقبولیت کی خصوصی دعا حرمین میں کرنی ہے۔ ان کے پیہم اصرار اور قلبی

محبت کی بناء پر ان کی خواہش کے مطابق یہ چند بے ربط سطور ''روضہ رسول ﷺ'' کے انتہائی قریب ''گنبدِ خضریٰ'' کے سائے تلے نماز جمعہ کے انتظار میں تحریر کر رہا ہوں (۱) رب کریم سے اس قلبی دعا کے ساتھ کہ باری تعالی برادرم مولانا ساجد خان صاحب کی اس شرح کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر علماء، طلبائ، اور عوام الناس کیلئے انتہائی نافع اور مفید بنائے اور مولانا ان کے والدین، اعزا، اقرباء اور اساتذہ ومشائخ کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

ازقلم

محمد عدنان کلیانوی

خادم الحدیث جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی

حال مقیم مدینہ منورہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام بجوار روضۂ جانان ﷺ

بتاریخ ۹ رجب المرجب ۱۴۳۷ھ بمطابق ۱۵ اپریل ۲۰۱۶

بوقت اذان جمعہ ۱۲:۰۰

تقریظ

مناظر اسلام **مفتی نجیب اللہ عمر** صاحب مدرس دار الخیر، امیر انجمن دعوۃ اہل السنۃ والجماعۃ

تذکیر شرح نحو میر طلباء وعلماء دونوں کیلئے بہترین کتاب ہے۔ نحو کا ذوق رکھنے والے اس کتاب سے خوب استفادہ کر سکتے ہیں۔ اللہ پاک مولف کی اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور کرے۔

(۱) اللہ اکبر! اس تقریظ کا ایسے متبرک مقام ووقت میں لکھا جانا خود اس شرح کی ایک مستقل خصوصیت ہے یاد رہے کہ یہ آدھی تقریظ بیت اللہ کے سایہ اور آدھی روضہ رسول ﷺ کے سایہ میں لکھی گئی ہے وللناس فیما یعشقون مذاہبھم۔ ناشر

تقریظ...

مناظر اسلام ترجمان احناف حضرت مفتی **عبدالواحد قریشی** صاحب مدظلہ العالی

مدیر ادارۃ النعمان رئیس دار الافتاء والارشاد مسجد کریمیہ ڈیرہ غازی خان

امیر عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ خیبر پختونخواہ

علم نحو کی مثال کھانے میں نمک سی ہے اگر نمک نہ ہو تو کھانا لذیذ نہیں رہتا اسی طرح علم نحو سے منہ پھیر کر کلام میں لذت باقی نہیں رہتی۔ علم نحو کی اسی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیشہ علمائے کرام نے ان جیسے تمام علوم کی خدمت کی ہے۔ پیش نظر کتاب ''تذکیر شرح نحو میر'' بھی اسی تسلسل کی ایک کڑی ہے جس میں علمی ضرورت کے ساتھ ساتھ اعتقادی ضرورت کو بھی کافی حد تک پورا کیا گیا ہے۔

بندہ اپنی گوناگو مصروفیات کے باعث مکمل طور پر تو نہ دیکھ سکا البتہ مخصوص مقامات نظر سے گزرے، جتنا دیکھا یقینا مفید اور مقتضاء حال کے موافق پایا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مولائے کریم محقق العصر مولانا ساجد خان حفظہ الرحمن فی الدنیا من کل الشر و الشیطان و فی الاخرۃ عن النیر ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور مزید احقاق حق وابطال باطل کرنے میں برکات عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

احقر عبدالواحد قریشی

5 اپریل 2016 بروز منگل

عرضِ مؤلف

الحمد للہ و کفی و الصلوۃ و السلام علی خاتم الانبیاء

قرآن و حدیث کو سمجھنے کیلئے دیگر علوم کا فہم و ادراک جتنا ضروری ہے اتنا ہی ضروری علم نحو کی تفہیم بھی ہے۔ علم نحو کو کلام عرب میں بہت ہی ضروری قرار دیا گیا ہے، بلکہ ماہرین فن کے مطابق تو علم نحو کلام عرب میں بمنزلہ نمک کے ہے۔ جس طرح کھانا بدون نمک بے مزا ہوتا ہے ایسے ہی عربی زبان ولغت میں علم نحو کے بغیر بدمزگی آجاتی ہے۔

مدارس دینیہ میں طلباء کے اندر کلام میں خوبی اور حسن کو پیدا کرنے کیلئے علم نحو کی کئی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں تاکہ انہیں عربی کلام پر دسترس حاصل ہو اور ان کے گفتگو اور کلام میں ایک خاص قسم کا حسن اور نکھار پیدا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جو طلباء علم نحو کو احسن طریقہ اور پوری محنت اور انہماک سے پڑھتے ہیں ان کے کلام میں بے پناہ خوبصورتی آجاتی ہے۔

سب سے پہلے ابتدائی طلباء کو جو کتاب پڑھائی جاتی ہے وہ ''نحو میر'' ہے جو فارسی زبان کی کتاب ہے اور اپنے موضوع پر بہت ہی اہم کتاب ہے۔ چونکہ فارسی کا شعر ہے:

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

ترجمہ: جب کسی عمارت کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھی جائے تو وہ عمارت ثریا ستارے تک ٹیڑھی ہی جاتی ہے۔

اس لئے نحو میر میں جو طلباء جتنی محنت اور لگن کا مظاہرہ کرتے ہیں انہیں آگے آنے والے درجات میں اتنا ہی زیادہ فائدہ ہوتا ہے اور جو اس میں جتنی کم محنت کرتے ہیں انہیں اگلے درجات میں اتنا ہی نقصان ہوتا ہے۔

زیر نظر کتاب میں بھی یہی کوشش کی ہے کہ اس کے ذریعہ سے نحو میر کے طلباء کو نحو میر سے کلی طور پر فائدہ تامہ حاصل ہو جائے۔ اور وہ آگے آنے والے قرآن و حدیث کے اسباق سے پورے طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔

عام شروحات کے مقابلے میں راقم نے اسے ایک خاص طرز پر لکھا ہے۔ کتاب کو سمجھنے کیلئے فارسی عبارت کا عام فہم با محاورہ سلیس ترجمہ پیش کیا اس کے بعد عبارت کو حل کیا ہے۔

اس کے بعد ذی استعداد طلباء کیلئے راقم نے نحوی فوائد کا اضافہ کیا ہے جسے ''فائدہ'' کے عنوان کے تحت لکھا گیا ہے یہ وہ فوائد ہیں جو نحو میر میں مذکور نہیں اور بیسیوں نحوی کتب کا نچوڑ ہیں۔ لہذا استاد کوشش تو یہ کرے کہ عام طلباء کو عموما ان فوائد سے بھی مستفید کریں لیکن اگر ایسا کرنے میں دشواری ہو تو ذہین وشوق رکھنے والے طلباء کو ان فوائد سے ضرور روشناس کرائے۔ پھر راقم نے ہر سبق میں آنے والی امثلہ کی ترکیب کا طریقہ بھی درج کیا ہے تاکہ ابتداء ہی سے طلباء کو ترکیب کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

اس کے بعد ہر مسئلہ کے آخر میں تمرین کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں ہر مسئلہ کے متعلق ۲۰، ۲۰ ،امثلہ دی گئی ہیں۔ استاد پر لازم ہے کہ ان تمام تمرینات کو طلباء سے حل کروائے مگر صرف اسی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ قرآن وحدیث سے بھی اجراء کرائے جس کا طریقہ یہ ہو کہ اولا تو صرف قرآن سے اجراء کروایا جائے اور مختلف طلباء میں قرآن کے مختلف پارے تقسیم کرا کر ان سے اجراء کروایا جائے اس کے بعد زادالطالبین سے اجراء کرایا جائے اور ساتھ ساتھ نورالایضاح یا کسی اور عربی کتاب کی عبارت حل کروائی جائے۔

نورالایضاح کے استاد کو سختی سے پابند کروایا جائے کہ وہ نورالایضاح کی عبارت خود نہ پڑھے بلکہ طلباء سے عبارت حل کروائے۔

بندہ کا چندسالہ تدریسی تجربہ یہ کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے طلباء کی ذہنی وفکری تربیت کو بالکل ترک کر دیا ہے اس لئے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دورہ حدیث کے سال بھی بہت سے طلباء کو اپنے بنیادی عقائد کا بھی کما حقہ تعارف نہیں ہوتا اکابر کے ساتھ تعلق دن بدن کمزور پڑتا جارہا ہے۔ راقم نے اپنی ہر تدریسی کتاب میں ان دو باتوں پر بہت توجہ دی اور اسی سبب سے اس کتاب میں بھی آپ کو وقتا فوقتا عقائد اہل السنۃ والجماعۃ اور اکابر اہل السنۃ کا تعارف ملے گا۔ استاد پر لازم ہے کہ اسے غیر ضروری چیز سمجھتے ہوئے نظرانداز نہ

کرے بلکہ طلباء کو پڑھائے اور یاد بھی کرائے اور وقتا فوقتا اس سے متعلق ان سے سوالات بھی کرے ان شاء اللہ اس طریق سے اولی کے طلباء پہلے سال ہی اپنے بنیادی عقائد سے ضرورت کے مطابق تعارف حاصل کرلیں گے۔

کتاب تیاری کے مراحل میں تھی کہ کسی ساتھی نے مستشرقین کا ایک مضمون بھیجا جس میں قرآن پر کچھ نحوی اعتراضات وارد کئے گئے ہیں چونکہ اس مضمون کی کتاب سے مناسبت ہے اس لئے اسے کتاب کے آخر میں شامل کردیا گیا الحمدللہ یہ علمی اضافہ آپ کو اس کتاب کے علاوہ اردو کی کسی دوسری کتاب میں نہیں ملے گا۔

شرح کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے:

(۱) شرح قطر الندی (۲) شرح الرضی (۳) حاشیۃ الآجرومیۃ (۴) حاشیۃ الخضری
(۵) دلیل السالک الی الفیۃ ابن مالک (۶) شرح الاشمونی
(۷) سرأۃ النحو (۸) النحو الوافی (۹) علامات نحویہ۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے تحت اس موقع پر اپنے عزیز و ہونہار شاگرد مولوی شاکر حفظہ اللہ متعلم درجہ ثالثہ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے کتاب کی تصحیح کی ذمہ داری لی اور اسے باحسنِ خوبی ادا کیا بعض مقامات پر تمرینات میں مصروفیات کی وجہ سے مطلوبہ تعداد میں امثلہ کو درج نہ کرسکا عزیزی نے اس کمی کو بھی پورا کیا۔اللہ پاک دنیا و آخرت میں اس کا اجر ان کو دے اور عالم باعمل بنائے۔ثانیا مولانا عدنان صاحب مدظلہ العالی جنہوں نے مفید مشوروں سے نوازا اور میری عملی و تدریسی زندگانی میں ہر موڑ پر میری رہنمائی کی۔

ثالثا محترم ڈاکٹر ساجد صاحب کا بھی خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جن کی علم دوستی کی بدولت اس وقت یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔اس کے علاوہ جن جن ساتھیوں (خصوصا مولنا اسحق صاحب) نے جس طرح بھی کسی سطح پر بھی معاونت کی خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اللہ پاک اس کا بہترین بدلہ انہیں دنیا و آخرت میں عطا کرے۔آمین۔

ساجد خان نقشبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر علم وفن کے شروع کرنے سے پہلے بصیرت تامہ حاصل کرنے کیلئے چند باتوں کا جاننا ضروری ہے۔لہذا کتاب ''نحو میر'' جو علم نحو میں ہے کو شروع کرنے سے پہلے آٹھ (۸) چیزوں کا ذکر کریں گے۔جن کو ''رؤس ثمانیہ'' کہتے ہیں۔

(۱)	لفظ نحو کی لغوی تحقیق	(۲)	علم نحو کی اصطلاحی تعریف
(۳)	علم نحو کا موضوع	(۴)	علم نحو کی غرض وغایت
(۵)	علم نحو کی وجہ تسمیہ	(۶)	علم نحو کی عظمت وشرافت
(۷)	علم نحو کی تدوین	(۸)	نحو میر کے مصنف کے مختصر حالات

{(۱) **لفظ نحو کی لغوی تحقیق**}:نحو کے لغت میں سات معنی آتے ہیں:

(۱) قصدوارادہ (۲) طرف (۳) قبیلہ (۴) پھرنا (۵) اندازہ (۶) مثل (۷) قسم

یہ سات معنی درج ذیل دوشعروں میں مذکور ہیں:

نَحَوْنَا نَحْوَ نَحْوِکَ یَا حَبِیْبِیْ نَحَوْنَا نَحْوَ أَلْفٍ مِنْ رَقِیْبِیْ

وَجَدْنَاهُمْ مَرِیْضاً نَحْوَ قَلْبِیْ تَمَنَّوْا مِنْکَ نَحْوَ مِنْ زَبِیْبٖ

ترجمہ:ارادہ کیا ہم نے تیرے قبیلے کی طرف اے دوست پھرے ہمارے اندازے ہزار ،کہ اپنے حریفوں سے پایا ہم نے ان کو بیمار مثل دل اپنے کے، وہ تجھ سے تمنا رکھتے تھے ایک خاص قسم کی کشمش کی۔

{(۲) **علم نحو کی اصطلاحی تعریف**}:أَلَنَّحْوُ عِلْمٌ بِأُصُوْلٍ یُعْرَفُ بِهَا أَحْوَالُ أَوَاخِرِ الْکَلِمِ الثَّلٰثِ مِنْ حَیْثُ الْأِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَ کَیْفِیَّةُ تَرْکِیْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ

ترجمہ:علم نحو چند ایسے اصول وقوانین کا علم ہے کہ جن کے ذریعہ سے تین کلموں (اسم،فعل، حرف) کے آخر کے حالات پہچانے جاتے ہیں بحیثیت معرب ومبنی ہونے کے اور بعض کلموں کو بعض کے ساتھ ملانے کا طریقہ معلوم کیا جاتا ہے۔

{(۳) **علم نحو کا موضوع**}: اس میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) بعض نے کہا علم نحو کا موضوع لفظ ''عربی'' ہے لیکن یہ قول درست نہیں اس لئے کہ لفظ کی دو قسمیں ہیں ''موضوع و مہمل'' اور علم نحو میں صرف لفظ ''موضوع'' سے بحث ہوتی ہے۔ مہمل سے بحث نہیں ہوتی۔

(۲) بعض نے کہا کہ علم نحو کا موضوع صرف کلمہ ہے۔

(۳) بعض نے کہا کہ علم نحو کا موضوع صرف ''کلام'' ہے۔ لیکن یہ دونوں قول بھی درست نہیں کیونکہ علم نحو میں دونوں کے احوال سے بحث ہوتی ہے نہ کہ کسی ایک کے احوال سے۔

(۴) راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام دونوں ہیں کیونکہ اس علم میں دونوں کے احوال سے بحث ہوتی ہے۔

{(۴) **علم نحو کی غرض وغایت**}: غرض اس قصد کو کہتے ہیں جس کے حاصل کرنے کیلئے کوئی کام کیا جائے مثلا بازار جا کر کتاب نحو میر خریدنا۔ اور غایت وہ نتیجہ ہے جو اس پر مرتب ہوتا ہے لہذا بازار جانا کتاب خریدنے کیلئے غرض ہے اور کتاب خرید لینا غایت گویا ایک ابتداء ہے تو دوسرا انتہائی۔ اب علم نحو کی غرض:

صِيَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَاءِ اللَّفْظِيِّ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ

ترجمہ: کلام عرب میں ذہن کو لفظی غلطی سے بچانا۔

اور اس کے اصول سیکھ کر اور اجراء کر کے جب عبارت فہمی اور حل تراکیب میں مہارت تامہ حاصل کرلیں تو اس علم کی غایت کو گویا آپ نے پالیا۔

{(۵) **علم نحو کی وجہ تسمیہ**}: یعنی اس علم کا یہ مخصوص نام کیوں رکھا گیا؟ اسے وجہ تسمیہ کہتے ہیں۔ تو جیسا کہ تدوین علم نحو کی پہلی روایت میں ہے کہ حضرت ابوالاسود دولیؒ نے حضرت علیؓ کو نحو کے قوانین لکھے ہوئے دکھائے تو حضرت علیؓ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا: ''ماأَحْسَنَ هَذَا النَّحو قَدْ نَحوْتُ بِهِ'' (ترجمہ: یہ قصد کیسا اچھا ہے جس کا میں نے ارادہ کیا) تو اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زبان مبارک سے ''نحو'' کا لفظ نکلا تھا تو اسی کی

مناسبت سے حضرت ابوالاسود دولیؒ نے ان قوانین کا نام ''علم نحو'' رکھا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ نحو کے لغوی معنی میں ایک معنی ''بچانا'' بھی آتا ہے یہ علم بھی انسان کو عربی زبان میں غلطی کرنے سے بچاتا ہے اس لئے اس کا نام ''علم نحو'' تجویز ہوا۔

{(۶) **علم نحو کی عظمت و شرافت**}: اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تاکہ طلباء اس علم کی شان و عظمت جاننے کے بعد شوق و رغبت سے اس علم کو حاصل کریں اور اس علم کا مرتبہ بھی معلوم ہو جائے تاکہ جن علوم پر اس کو مقدم کرنا ہے ان سے مقدم کر لیا جائے اور جن سے موخر کرنا ہے ان سے موخر کر دیا جائے۔ تو علم نحو کے متعلق حضرت عمرؓ کا قول ہے: ''تَعَلَّمُوْا النَّحْوَ کَمَا تَعَلَّمُوْنَ السُّنَنَ وَالْفَرَائِضَ'' یعنی علم نحو کو اس طرح حاصل کرو جیسے تم فرائض اور سنتوں کو سیکھتے ہو۔

(البیان والتبیین لابی عثمان عمرو بن بحر، ج2، ص 219، المفصل فی تاریخ العرب، ج17، ص 11)

کیونکہ اس کے بغیر قرآن وحدیث کو سمجھنا مشکل ہے اس لئے علماء نے کہا ہے کہ علم نحو کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے **یا ملائکی انحوھم عن النار کما نحو کلامی عن الخطاء** یعنی آج کے دن میں نحویوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤں گا جیسا کہ انہوں نے دنیا میں میرے کلام کو غلطی سے بچایا۔

(ھکذا سمعت من استاذی فی الدرس ولم اطلع علی ھذہ الروایۃ اللھم انی اظن انھا موضوعۃ من مخترعات النحاۃ واللہ اعلم بالصواب)

نیز مقولہ مشہور ہے کہ **اَلنَّحْوُ فِی الْعِلْمِ کَالْمِلْحِ فِیْ الطَّعَامِ** کہ علم نحو علوم میں ایسا مقام رکھتا ہے جیسا کہ نمک کھانے میں۔

{(۷) **تدوین علم نحو**}: ابوبکر محمد بن الحسن زیدی کہتے ہیں کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت سے اپنی فطری اور جبلی صلاحیت کے مطابق فصیح و بلیغ زبان میں گفتگو کرتے تھے لیکن جب

دین اسلام کا غلبہ ہوا اور اسلام دنیا کے مختلف اطراف میں پھیلا، لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے اور عجمی لوگ بھی اسلام میں داخل ہو کر عربی زبان بولنے لگے۔ مگر چونکہ عربی زبان ان کی مادری زبان نہ تھی اس لئے وہ اس میں غلطی کر جاتے۔ جس کی وجہ سے عربی زبان میں فساد آ گیا۔ اس لئے سلیم الفطرت اور صحیح ذوق لوگوں کو اس کی فکر ہوئی تو انہوں نے عربی زبان کے اصول وقواعد بنانے کی طرف توجہ دی تاکہ عجمی لوگ ان اصول و قواعد کی رعایت کرتے ہوئے عربی زبان میں صحیح طریقے سے گفتگو کر سکیں۔

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابو الاسود دوئلیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپؓ کے دست اقدس میں ایک رقعہ دیکھا تو میں نے عرض کیا: ''حضرت یہ رقعہ کیا ہے''؟، آپؓ نے فرمایا: ''میں نے دیکھا کہ عجمی لوگوں کے اختلاط کی وجہ سے عربی زبان میں فساد آ گیا ہے اس لئے میں نے کچھ اصول بنائے ہیں تاکہ ان کی طرف رجوع کر کے اس فساد کا ازالہ ہو سکے''، حضرت ابو الاسودؒ فرماتے ہیں: ''وہ رقعہ انہوں نے مجھے دے دیا اور کہا کہ تم ان میں غور کر کے انہی اصول وقواعد کے مطابق مزید فوائد جو تمہارے ذہن میں آئے ہیں لکھو''، تو حضرت ابو الاسودؒ نے کہا میں نے اس رقعہ میں غور کیا تو لکھا ہوا تھا: ''أَلْكَلَامُ ثَلَاثَةٌ'' اِسْم'' فِعْل'' وَ حَرْف''''، یعنی کلام صرف تین چیزوں کا نام ہے اسم، فعل اور حرف۔ اسم وہ جو مسمی کی خبر دے اور فعل وہ ہے جس کے ساتھ خبر دی جائے اور حرف وہ ہے جو کسی معنی کا فائدہ دے۔

تو حضرت ابو الاسودؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کے حکم کے مطابق انہی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مزید نحو کے قوانین وضع کئے۔ عطف، باب عطف، استفہام، تعجب، اِنَّ اور اس کے اخوات کے قواعد لکھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دکھائے تو آپؓ نے فرمایا کہ لکن کو بھی اس میں شامل کر لو تو میں نے حکم کی تعمیل کی تو حضرت علیؓ نے دیکھ کر اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا: ''مَا أَحْسَنَ هذا النَّحْو قَدْ نَحَوْتَ ''، یعنی کیا ہی اچھا ارادہ ہے جو آپ نے کیا۔

(نشأۃالنحو و تاریخ اشھر النحاۃللشیخ الطنطاوی، ص26، دار المعارف)

تواس سے معلوم ہوا کہ علم نحو کے قواعد کی بنیاد حضرت علی ابن طالبؓ نے رکھی، اور مزید تشریح حضرت ابوالاسودؒ نے کی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک رات حضرت ابوالاسودؒ اپنی بیٹی کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان کی بیٹی نے کہا مَاأَحْسَنَ السَّمَآءَ جس کا معنی ہے کہ آسمان کو کس چیز نے خوبصورت بنارکھا ہے تو ابو الاسودؒ نے فرمایا: ''نُجُوْمُهَا'' ستاروں نے خوبصورت بنارکھا ہے۔تو ان کی بیٹی نے کہا کہ ابا جان میرا مقصد سوال کرنا نہ تھا بلکہ میرا مقصد اظہار تعجب تھا کہ آسمان کیا ہی خوبصورت ہے تو اس وقت ابوالاسودؒ نے کہا کہ اے نیک دختر اگر تیرا مقصد اظہار تعجب تھا تو ما احسن السمآءُ ہمزہ کو بالضم کہنا چاہیئے تھا تو اس وقت ابوالاسودؒ نے علم النحو کی ضرورت محسوس کی اور از خود قوانین نحو وضع کئے۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ایک اعرابی قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آیا تو حضرت عمرؓ نے اس کو ایک عجمی قاری کے پاس بھیج دیا پڑھتے پڑھاتے جب ''اَنَّ اللّٰهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ'' پر پہنچے تو بجائے ''رَسُوْلُهٗ'' پڑھنے کے اس قاری نے ''رَسُوْلِهٖ'' پڑھایا۔اعرابی عربی زبان جانتا تھا اس نے سوچا اس صورت میں معنی ہوگا: ''اللہ جل جلالہ مشرکین سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی'' معاذ اللہ تو اعرابی نے کہا کہ جب اللہ اپنے رسول ﷺ سے بیزار ہے تو ہم کیوں اس پر ایمان لائے؟ اور قرآن پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر دونوں میں جھگڑا ہوگیا اور فیصلے کیلئے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو حضرت عمرؓ نے قاری کو سمجھایا کہ ''رَسُوْلِهٖ'' نہیں ہے بلکہ ''رَسُوْلُهٗ'' ہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے علم نحو کی ضرورت کو محسوس کیا اور ابوالاسود کو حکم دیا کہ علم النحو کے قواعد وضع کرو۔

(حاشیۃ الخضری علی ابن عقیل، ص25)

{۸: **نحو میر کے مصنف کے مختصر حالات**}: کتاب کے مولف کا حال جاننا اس لئے ضروری ہے کہ مولف کی شان، عظمت، علم کی پختگی اور اپنے فن میں مہارت تامہ پر طلباء کا دل مطمئن ہو جائے کیونکہ ہر شخص کا کلام قابل قبول نہیں ہوتا۔ نحو میر کے مصنف کا نام ''علی بن محمد علی'' ہے جبکہ کنیت ''ابو الحسن''۔ آپ کا نسبی تعلق صوبہ جرجان کے سادات خاندان سے ہے۔ اس لئے آپ سید شریف اور سید السند کے نام سے معروف و مشہور ہوئے۔

ولادت باسعادت: 22 شعبان 740ھ میں ''جرجان'' کے علاقہ ''طاغو'' نامی بستی میں ولادت ہوئی اسی لئے آپ کو ''جرجانی'' کہا جاتا ہے۔

وفات حسرت آیات: 6 ربیع الاول 816ھ بروز چہارشنبہ ''شیراز'' میں وفات ہوئی اور شیراز کی فصیل کے پاس مدفون ہوئے۔ نور اللہ مرقدہ۔

(اہم اساتذہ کرام اور علمی مقام): آپؒ نے کم عمری میں ہی جلیل القدر اساتذۂ علوم وفنون کی سرپرستی میں تمام علوم نقلیہ وعقلیہ میں کمال حاصل کر لیا تھا اور بچپن ہی میں نہایت کارآمد تصنیفات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ''وافیه شرح کافیه'' پر حاشیہ بچپن میں لکھا۔ پھر فارسی زبان میں کتب نحو کی تالیف شروع فرمائی اس کے بعد دیگر علوم وفنون میں تصنیفات کا سلسلہ شروع کیا۔

سید شریف جرجانیؒ نے علامہ قطب الدین محمد رازیؒ کی تصنیفِ عمیق ''**شرح المطالع**'' کو سولہ دفعہ پڑھنے کے باوجود اپنے دل میں یہ فیصلہ فرمایا کہ یہ کتاب براہ راست مصنف سے پڑھوں گا۔ چنانچہ اسی غرض سے ''ہرات'' قطب الدین محمد رازیؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پڑھانے کی درخواست کی، شارح المطالع کی عمر اس وقت 120 سال ہو چکی تھی بڑھاپے کی وجہ سے ان کی آبروئیں دونوں آنکھوں پر گری ہوئی تھیں ۔ دونوں ہاتھوں سے آبروئیں اٹھا کر سید صاحب کو دیکھا ان کے چہرے سے ذکاوت و فطانت کے نمایاں آثار دیکھ کر بوجہ ضعف پڑھانے سے خود تو معذرت کر لی مگر ساتھ ہی

فرمایا کہ اگر مجھ ہی سے پڑھنا ہے تو میرے شاگردِ خاص ''مبارک شاہ'' کے پاس مصر میں چلے جاؤ وہ بالکل ایسے ہی پڑھائیں گے جیسے انہوں نے مجھ سے سنا ہے۔ چنانچہ جوش طلب میں مصر پہنچے ان کے پاس شارح المطالع کا سفارشی رقعہ بھی تھا۔ حضرت مبارک شاہؒ نے پڑھانا منظور کرلیا لیکن یہ شرط لگائی کہ آپ اس درس میں شریک نہیں ہوں گے اور نہ ہی آپ کو عبارت پڑھنے اور کلام کرنے کی اجازت ہوگی۔ سید شریفؒ اسی درجہ پر راضی ہوگئے، سید مبارک شاہؒ کا گھر مدرسہ سے متصل ہی تھا ایک مرتبہ مدرسے میں گشت کی نیت سے تشریف لائے، ایک حجرہ میں آواز سنی تو غور سے اس طرف متوجہ ہوئے، معلوم ہوا کہ سید صاحب کتاب کا تکرار کروا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اس مسئلہ کے متعلق حضرت شارح نے یوں فرمایا اور حضرت استاذ نے یوں تقریر فرمائی اور میری رائے اس مسئلہ میں یہ ہے، اس انداز سے عجیب وغریب لطائف پیش فرما رہے تھے کہ استاذ کو اس ذہین وفطین شاگرد کے نکات سن کر وجد آنے لگا اس کے بعد استاذ نے بہت ہمت افزائی فرمائی اور قرأت وتکلم کے ساتھ درس میں ہر طرح کی اجازت عنایت فرمائی۔ یہیں حضرت سید شریفؒ نے شرح المطالع پر حاشیہ لکھا۔

علامہ سید شریفؒ نے علوم شرعیہ کی تحصیل مختلف اکابر علماء سے کی۔ پہلے بالخصوص **عنایہ شرح ھدایہ** کے مصنف اکمل الدین محمد بن البابرتی کی خدمت میں چار سال رہ کر علوم شرعیہ میں کمال حاصل کیا۔ آپؒ کو اللہ تعالی نے علم تفسیر، علم حدیث، علم فرائض، علم الفقہ، علم مناظرہ، علم منطق، علم فلسفہ میں کمال مہارت عطا فرمائی تھی۔ آپؒ وہ پہلے عالم ہیں جنہوں نے قرآن مجید کا فارسی ترجمہ کیا۔

(تصانیف جلیلہ): (۱) فارسی زبان میں ترجمہ قرآن (۲) حاشیہ بیضاوی (۳) حاشیہ مشکوۃ شریف جو شرح طیبی کا ملخص ہے (۴) حاشیہ مطول اس میں تفتازانی پر مواخذات کئے ہیں (۵) حاشیہ ہدایہ (۶) حاشیہ شرح المطالع (۷) شرح المواقف (۸) شرح حکمۃ العین (۹) شریفیہ شرح سراجی (۱۰) میر قطبی (۱۱) صرف میر (۱۲) شریفیہ فی المناظرہ (۱۳) نحو میر

آغاز کتاب

{عبارت} بسم الله الرحمن الرحیم:الحمدلله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد و اله اجمعین

{ترجمہ} تمام تعریفیں اللہ تعالی کی ذات کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور نیک انجام متقیوں کیلئے ہے اور درود وسلام ہو اللہ تعالی کی مخلوق میں سب سے بہتر پر جن کا نام محمد (ﷺ) ہے اور ان کی آل تمام کے تمام پر۔

{تشریح}: مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کا آغاز بسم اللہ سے کیا چار وجوہات کی بناء پر:

(۱) کتاب اللہ کی اقتداء کرتے ہوئے کہ اس کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے۔

(۲) حضور ﷺ کی سنت فعلیہ کی ابتداء کرتے ہوئے چنانچہ آپ ﷺ جب کوئی تحریر لکھواتے تو بسم اللہ سے اس کا آغاز کرتے چنانچہ جب ہرقل کو خط لکھا تو اس کی ابتداء اس طرح کی **بسم الله الرحمن الرحیم من محمد بن عبد الله الی هرقل عظیم الروم** (صحیح بخاری)

(۳) تبرک واستعانت حاصل کرنے کیلئے چنانچہ حدیث میں ہے کہ **کل امر ذی بال لم یبداء ببسم الله فهو ابتر** (رواہ ابوداود فی سننہ وابن حبان فی صحیحہ والامام احمد فی مسندہ وابن ابی شیبۃ فی مصنفہ) ہر وہ ذی شان کام جس کی ابتداء بسم اللہ سے نہ کی جائے وہ دم بریدہ ہوتا ہے۔

(۴) اپنے سے پہلے اکابر مصنفین کی اتباع کرتے ہوئے چنانچہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: **و قد استقر عادة ائمة المصنفین علی ان یفتتحوا کتب العلم بالتسمیة**

(فتح رب البریة فی شرح نظم الآجرومیة، للشیخ عمر بن احمد، ص 5)

عزیز طلباء کرام ! دین اسلام نے ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنے کی ترغیب دی ہے حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی میں بیٹھنے لگے تو فرمایا:

وَ قَالَ ارْکَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖهَا وَ مُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ھود، 4) اور نوح نے کہا تم لوگ اس میں سوار ہوجاؤ، اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا ہے اور اس کا ٹھرنا ہے بے شک میرا رب بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ صبا کو تبلیغی خط لکھا تو آغاز انہی مبارک کلمات سے کیا:

اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (النمل، 30) بے شک وہ خط سلیمان کی طرف سے آیا ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع کیا گیا ہے جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام جب پہلی وحی غار حرا میں لائے تو وہ بھی انہی مبارک کلمات کے ساتھ تھی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (علق، 1) اے محمد پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ۔

پس ہمیں بھی چاہئے کہ جو بھی نیک کام شروع کریں تو اسے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی سے شروع کریں۔

استاذ وشاگرد کیلئے عظیم فضیلت

اسرائیلیات میں ایک روایت آتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک قبر پر ہوا، آپ نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ صاحب قبر کو عذاب دے رہے ہیں جب دوسری مرتبہ گزر ہوا تو دیکھا کہ رحمت کے فرشتے نور کے طبق اس پر پیش کر رہے ہیں آپ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا (کیونکہ آپ عالم الغیب تو تھے نہیں یہ تو صرف اللہ کی شان ہے اس لئے) حقیقت معلوم کرنے کیلئے نماز پڑھی اور کشف حال کیلئے دعا کی تو:

فاوحی اللہ تعالی الیہ یا عیسی کان ھذ العبد عاصیا و مذمات کان محبوسا فی عذابی و کان قد ترک امرأۃ حبلی فولدت ولدا وربتہ حتی کبر فسلمتہ الی المکتب فلقنہ المعلم بسم اللہ الرحمن الرحیم فاستحییت من عبدی ان اعذبہ بناری فی بطن الارض وولدہ یذکر اسمی علی وجہ الارض (تفسیر کبیر)

ترجمہ: پس اللہ تعالی نے ان کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ یہ بندہ گناہ گار تھااور اپنی موت کے دن سے میرے عذاب میں گرفتار تھاوقت مرگ اس کی بیوی حاملہ تھی جس نے بعد میں ایک بچہ جنااس کی ماں نے اسے پالا اور معلم دین کے سپرد کردیا اس معلم نے جب اس بچے کو بسم اللہ پڑھائی تو ہم کو شرم آئی کہ اس بچے کا باپ قبر میں عذاب میں مبتلا رہے اور اس کا بیٹا زمین پر ہمارے نام کا ذکر کرے۔ پس ہم نے اس کو بخش دیا۔

سبحان اللہ! اللہ پاک مجھے اور آپ کو بھی اس فضیلت ورحمت سے نوازے

بسم اللہ میں ''با'' استعانت کی ہے۔گویا ہمیں اس کے ذریعہ یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ جملہ مہمات میں اللہ کے نام سے ہی استعانت و مدد طلب کرنی چاہئے تاکہ ہم پر یہ حقیقت آشکارا ہو کہ اللہ کی مدد و اعانت کے بغیر نہ تو کسی خیر کو حاصل کیا جاسکتا ہے نہ کسی شر سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔مشکلات سے نکالنے والا اور آسودگی دینے والی ذات صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے لہذا ہر مشکل میں ہمیں اس ہی سے مدد طلب کرنی چاہئے اور اسی کی رضا تلاش کرنی چاہئے

مجھے دوست چھوڑ جائیں کوئی مہرباں نہ پوچھے
مجھے میرا رب ہی کافی ہے ہاں کل جہاں نہ پوچھے

بعض لوگ اللہ کو چھوڑ کر پیروں، فقیروں بزرگان دین اولیاء اللہ کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں اور مشکل میں ان کا نام پکار کر ان سے مدد طلب کرتے ہیں یہ شرک ہے۔

الرحمن، الرحیم: یہ دونوں صفت مشبہ کے صیغے ہیں بعض کے نزدیک مبالغہ کے صیغے ہیں ''رحمت'' سے مشتق ہیں۔ان دونوں میں علماء نے سات (۷) سے زیادہ فرق بیان کئے

ہیں تفصیل کا یہ موقع نہیں مختصراً اتنا سمجھ لیں کہ رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے چنانچہ اللہ رحمٰن ہے دنیا میں سب پر خواہ مسلمان ہو یا کافر مگر آخرت میں رحمت صرف مسلمانوں پر ہوگی اسی لئے کہا گیا کہ **رحمن فی الدنیا رحیم فی الاخرة**۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے کیا ہی خوب کہا کہ رحمٰن وہ ہے جو سوال کرنے پر عطا کرتا ہے رحیم وہ ہے جو سوال نہ کرنے پر غصہ ہوتا ہے:

وَاللّٰہُ یَغْضِبُ اِذَا تَرَکْتَ سُؤَالَهُ

وَبَنُوْ اٰدَمَ یَغْضِبُ حِیْنَ یُسْئَلُ

الحمد: کسی اختیاری خوبی پر زبان سے تعریف کرنے کو حمد کہتے ہیں خواہ وہ کسی نعمت کے بدلے میں ہو یا نہ ہو۔ الحمد پر الف لام یا تو جنس کا ہے یا استغراق کا یعنی تعریف کے جتنے بھی افراد ہیں یا جتنی بھی تعریفیں ہیں یا اللہ وہ سب تیرے لئے ہی ہیں۔ تو ہی ان کا حقدار ہے۔

الف لام کی اقسام: الف لام کی دو قسمیں ہیں (۱) اسمی (۲) حرفی۔

(۱) الف لام اسمی: جو الذی کے معنی میں ہوتا ہے یہ اسم فاعل اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے جیسے **الضارب المضروب** کبھی کبھی فعل مضارع پر بھی داخل ہوتا ہے

(۲) الف لام حرفی: اس کی دو قسمیں ہیں (۱) زائدہ (۲) غیر زائدہ

(۱) زائدہ: جس کے حذف سے مضمون کلام میں کوئی فرق نہ آئے اس کی بھی چار قسمیں ہیں بڑی کتب میں پڑھ لو گے۔

(۲) غیر زائدہ: جس کے حذف سے کلام کے معنی میں فرق آئے اس کی چار قسمیں ہیں:

(۱) جنسی: جب الف لام کے مدخول سے مراد ماہئیت ہو جیسے **الرجل خیر من المرأة** جنس مرد بہتر ہے جنس عورت سے۔

(۲) استغراقی: جب الف لام کے مدخول سے کل افراد مراد ہوں جیسے یہاں الحمد کا الف۔

(۳) عہدِ خارجی: الف لام کے مدلول سے مراد بعض افراد ہوں جن کا وجود خارج میں موجود ہو جیسے **فعصی فرعون الرسول** یہاں الرسول سے مراد حضرت موسیٰؑ ہیں۔

عہد ذہنی: الف لام کے مدلول سے بعض افراد مراد ہوں اور ان کا وجود خارج میں نہ ہو بلکہ معہود فی الذہن ہو جیسے **فاکله الذئب**۔

رب: کا معنی مالک کے ہیں جیسے **رب الدار** عربی میں کہا جاتا ہے یعنی گھر کا مالک۔

العالمین: یہ عالَم کی جمع ہے عالم کہتے ہیں جس سے صانع (کوئی بنانے والا) معلوم ہو چنانچہ عالم کے عجائبات میں غور وفکر کرنے ہی سے ایک باشعور انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظام ایسے ہی خود بخود نہیں چل رہا اسے چلانے والی کوئی بہت ہی طاقتور زبردست ذات ہے اور وہ ذات اللہ وحدہ لاشریک کی ہے۔ اللہ کی ذات کے سوا تمام ممکنات پر ''عالم'' کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ فرعون نے جب کہا **وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ** (رب العالمین کیا چیز ہے؟) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا** (یعنی رب العالمین وہ ہے جو آسمان وزمین اور ان کے مابین کا مالک ہے) روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے۔ ان سب کا پالنے والا اور مالک اللہ رب العالمین ہے۔

والعاقبة للمتقین: العاقبۃ کا مطلب ہے انجام خواہ اچھا ہو یا برا مگر یہاں مراد ''اچھا انجام'' ہے کیونکہ العاقبۃ پر الف لام ''خیر'' مضاف کے عوض میں ہے یعنی **خیر العاقبة** اچھا انجام نیک لوگوں کیلئے ہے۔

والصلوة والسلام: صلوۃ کے لغوی معنی رحمت کے ہیں اور سلام کے معنی سلامتی وامن کے ہیں۔ الصلوۃ اس کی نسبت اگر انسانوں کی طرف ہو تو مطلب دعا ہے اور اگر اللہ کی طرف ہو تو مطلب رحمت اور اگر فرشتوں کی طرف ہو تو مراد استغفار ہوتی ہے۔ حضور ﷺ پر درود سلام پڑھنے کی بہت زیادہ فضیلتیں ہیں خود قرآن میں ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر ﷺ پر اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر رحمت اور خوب سلام بھیجا کرو۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جس کے سامنے میرا تذکرہ آئے اس کو چاہئے کہ مجھ پر درود بھیجے جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجے گا اس کے دس گناہ معاف کرے گا اور (جنت میں) اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

(مسند احمد، نسائی، ابن حبان)

درود وشریف کے مزید فضائل و برکات پڑھنے کیلئے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''زاد السعید'' اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فضائل درود شریف'' کا مطالعہ کریں جبکہ عربی جاننے والے طلباء علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''القول البدیع'' کا مطالعہ کریں۔

بدعتی درود اور حیاۃ الانبیاء

سب سے افضل درود شریف نماز والا درود ابراہیمی ہے۔ ہمارے ہاں بعض لوگ حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب سمجھتے ہوئے ''الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' کے الفاظ کے ساتھ درود پڑھتے ہیں یہ سخت گناہ بلکہ شرک ہے۔ مصنف بھی اس نظریہ کے قائل نہیں اس لئے خطبے میں بجائے ''ک'' خطاب حاضر کے سے صلوۃ وسلام نہیں پڑھا۔ ہاں روضہ مبارک میں چونکہ آپ ﷺ حسی جسمانی زندگی کے ساتھ حیات ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ الانبیاء احیاء فی قبورھم انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جو بھی حاضر ہوتا ہے اور درود پڑھتا ہے تو اس کا درود آپ ﷺ خود سنتے ہیں لہذا اس مقام پر ''ک'' ضمیر حاضر کے ساتھ اس درود کو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح ہمارے ہاں بعض لوگ ہر اذان سے پہلے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے الفاظ پڑھتے ہیں یہ بھی سخت گناہ و بدعت ہے چنانچہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے امام اور اکابر اہلسنت میں سے گزرے ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''المدخل'' میں اس بدعت کی سختی سے تردید کی ہے۔

{عبارت} امابعد بداں ارشدک اللہ تعالی کہ ایں مختصر یست مضبوط در علم نحو کہ مبتدی را بعد حفظِ مفرداتِ لغت ومعرفتِ اشتقاق وضبطِ مہمات تصریف بآسانی بکیفیتِ ترکیب عربی راہ نماید وبزودی در معرفت اعراب وبنا وسواد خواندن توانائی دہد بتوفیق اللہ تعالی وعونہ۔

{**حل لغات**}: بداں اس کا مصدر دانستن ہے اور مضارع داند، امر، داں ہے اور با تحسین کلام کیلئے ہے اس کا کوئی معنی نہیں ہے۔ ارشد باب افعال سے صیغہ واحد مذکر غائب ہے بمعنی راستہ دکھانا، لغت وہ الفاظ جن سے انسان اپنے اغراض و مقاصد کو بیان کرتا ہے، اشتقاق یہ شق سے ہے بمعنی پھاڑنا اور اصطلاح میں وہ علم ہے کہ جس کے ذریعہ سے مصدر یا جامد سے کلمات کے بنانے کا طریقہ معلوم ہو سکے، مھمات جمع ہے واحد مھمة ہے لغوی معنی غم میں ڈالنا اور مجازی معنی غم پریشانی دشواری میں ڈالنا کیونکہ دشوار کام آدمی کو غم وفکر میں ڈال دیتا ہے یہاں مراد مجازی معنی ہے۔

ترجمہ: تو جان اللہ تعالی تیری رہنمائی کرے، کہ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو لکھا گیا ہے علم نحو میں ، جو مبتدی طالب علم کو لغت کے مفردات کے یاد کرنے کے بعد اور اشتقاق کو پہچاننے کے بعد اور علم صرف کی ضروری چیزیں یاد کرنے کے بعد آسانی کے ساتھ عربی ترکیب کی کیفیت کی راہ دکھلاتا ہے۔ اور بہت جلد معرب ومبنی کے پہچاننے میں اور عبارت صحیح پڑھنے میں توانائی دیتا ہے۔ اللہ تعالی کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

{**تشریح**}:

اعتراض: بداں سے کتاب کو کیوں شروع کیا؟

جواب: مصنفین کی عادت ہے کہ اس قسم کے الفاظ سے طالب علم کو متوجہ کرتے ہیں۔

اعتراض: اگر طالب علم کو متوجہ ہی کرنا تھا تو فارسی کے اور بھی تو الفاظ ہیں جیسے (۱) بگو کہہ تو (۲) بشنو (سن تو) (۳) ببیں دیکھ تو؟

جواب: بگو کا تعلق زبان سے ہے بشنو کا تعلق کان سے ہے ببیں کا تعلق آنکھ سے ہے جو بات

آنکھ، کان، زبان سے کہی جائے اس کے بھولنے کا امکان جلد ہوتا ہے بداں کا تعلق دل سے ہے اور جس کا تعلق دل سے ہو وہ جلد نہیں بھولتا اس لئے بداں لائے۔

اعتراض: اگر ایسی ہی بات ہے تو ''بشناس'' کا تعلق دل سے ہے اس کو کیوں نہ لائے؟ یا باور کن یقین کر اس قسم کے الفاظ کو لے آتے اس کا تعلق بھی دل سے ہے؟

جواب: مشہور مقولہ ہے **خیر الکلام ما قل و دل** یعنی جو کلام جامع و مختصر ہو وہ اچھا ہوتا ہے بداں، بشناس و باور کن سے مختصر ہے اس لئے اس کو ذکر کر دیا۔

بہر حال اس عبارت میں مصنفؒ نے اپنی کتاب کے فوائد و منافع بتلائے ہیں اول تو بداں حرف تنبیہ کے ذریعہ سے طالب علم کو اپنی طرف متوجہ کیا ہے اس کے بعد اپنی شفقت و محبت کے اظہار کرتے ہوئے طالب علم کیلئے سیدھی و کامیابی کی راہ کی دعا کی۔ یہاں ایک اشکال ہوسکتا ہے کہ کتاب فارسی زبان میں ہے تو دعا عربی میں کیوں دی؟ تو اس کا جواب ہے کہ عربی زبان میں دعا چونکہ جلد قبول ہوتی ہے اس لئے بجائے فارسی کے عربی زبان میں دعا دی مقولہ مشہور ہے **الدعاء بالعربیۃ اسرع بالاجابۃ** جو دعا عربی میں کی جائے جلد قبول ہوتی ہے۔ یہ استاد کی اپنے طالب علم سے محبت کی بہت بڑی دلیل ہے کہ وہ ایسے ذریعہ کو استعمال کر رہا ہے جس سے اس کے دل سے نکلی ہوئی دعا طالب علم کے حق میں جلد سے جلد قبول ہو۔

اعتراض: ارشد تو ماضی کا صیغہ ہے دعا ماضی میں نہیں بلکہ مستقبل اور حال کیلئے ہوتی ہے؟

جواب: دس مقامات ایسے ہیں جہاں صیغے ماضی کے استعمال ہوتے ہیں مگر معنی مضارع والا ہوتا ہے ان میں سے ایک مقام دعا بھی ہے لہذا صیغہ اگر چہ ماضی کا ہے مگر معنی مضارع والا ہے۔ ان دس مقامات کو ایک شعر میں اس طرح جمع کر دیا گیا ہے:

آمدہ ماضی بمعنی مضارع چند جاہ	عطف ماضی بر مضارع در مقام ابتداء
بعد موصول و ندا و لفظ حیث و کلما	در جزاء و شرط ہر دو باشد در دعاء

جواب ۲: دعا نہیں دی بلکہ خوشخبری دی ہے کہ تم بہت نیک بخت ہو کہ خدا نے تمہیں سیدھی راہ

دکھلا دی اور اللہ نے تمہیں یہ سیدھا رستہ دکھلایا ہے جبھی تو علم دین حاصل کرنے کیلئے مدرسہ میں داخلہ لیا ہے۔

اس کے بعد ایں مختصریست سے طالب علم کو حوصلہ دلانا مقصود ہے کہ کتاب کو دیکھ کر گھبرا مت جانا کیونکہ یہ کتاب بہت زیادہ طویل اور لا یعنی مباحث سے مملو نہیں بلکہ اپنے فن پر ایک مختصر رسالہ ہے جو ابتدائی طالب کے ذہن واستعداد کے مطابق لکھا گیا ہے۔

اس کے بعد کتاب کو پڑھنے کا شوق ورغبت دلانے کیلئے مصنفؒ کتاب کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میری اس کتاب کے پڑھنے سے:

(۱) عربی ترکیب آجائے گی۔

(۲) اس کے پڑھنے سے معرب ومبنی کی پہچان ہوجائے گی۔

(۳) عربی عبارت کے پڑھنے کا فن اور ملکہ آجائے گا۔

مگران فوائد کو حاصل کرنے کی شرائط یہ ہیں کہ:

(۱) عربی زبان کے مصادر ومفردات کا ایک مجموعہ بمع معانی یاد ہوں یعنی عربی لغت سے تھوڑی بہت شد بد ہو۔

(۲) مشتق ومشتق منہ کی پہچان ہو یعنی علم اشتقاق سے تھوڑی بہت واقفیت ہو۔

(۳) علم الصرف کے اہم اور ضروری قواعد بھی یاد ہوں۔

الحمدللہ ! عزیز طلباء مندرجہ بالا تین شرائط کی تکمیل کیلئے آپ کے درجہ اولی میں ان فنون کی کتب (ارشاد الصرف، الطریقۃ العصریۃ وغیرہ) داخل نصاب ہیں۔

{مصنف کا عقیدہ توحید اور ہمارے دیار کے بدعتی}

آخر میں صاحب کتاب نے بتوفیق اللہ تعالی وعونہ کہہ کر ایک دفعہ پھر اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ ہر کام میں ایک مسلمان کیلئے واحد سہارا اللہ ہی کا ہونا چاہئے اسی کی توفیق مدد ونصرت سے وہ کار خیر کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے اور مشکلات میں سے نکلتا ہے مگر

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے دیار کے ایک گروہ کا یہ عقیدہ نہیں چنانچہ اس گروہ کے بانی مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کہتے ہیں:

''جب کبھی میں نے استعانت کی یا غوث ہی کہا۔''

(ملفوظات اعلی حضرت، حصہ سوم، ص 307، فرید بک سٹال لاہور)

یہ گروہ غوث وغوث اعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہیں آپ نے دیکھا فرما رہے ہیں کہ جب بھی استعانت و مدد کی تو یا اللہ کی جگہ یا غوث کہا مگر صاحب کتاب چونکہ موحد واہل السنۃ والجماعۃ تھے اس لئے ان کا یہ عقیدہ نہ تھا اس لئے وہ بجائے غوث اعظم سے توفیق وعون طلب کرنے کے اللہ سے طلب کر رہے ہیں۔

{عبارت} فصل بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم ست مفرد و مرکب مفرد لفظی باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی وآں را کلمہ گویند وکلمہ بر سہ قسم است اسم چوں رجل وفعل چون ضرب وحرف چون ھل چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است۔

حل لغات: لفظ بمعنی پھینکنا چنانچہ عربی میں کہتے ہیں اَکَلْتُ التَّمَرَۃَ وَ لَفَظْتُ النَّوَاۃَ میں نے کھجور کھائی اور گھٹلی پھینک دی۔ اور اصطلاح میں مَا یَتَلَفَّظُ بِہِ الْاِنْسَانُ یعنی جس کو انسان بول سکے۔

ترجمہ: فصل تو جان لے کہ استعمال شدہ لفظ عربی زبان میں دو قسم پر ہے مفرد اور مرکب۔ مفرد وہ اکیلا لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے اور اس مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں اور کلمہ تین قسم پر ہے (۱) اسم جیسا کہ رَجُل'' (۲) فعل جیسے ضَرَبَ (۳) حرف جیسے ھَلْ۔ جیسا کہ علم صرف میں معلوم ہو چکا ہے۔

{تشریح}:

{کتاب، باب، فصل میں فرق}

یہ تین الفاظ بار بار آپ کی درسی کتب میں ملیں گے اس لئے ان کی وضاحت

یہاں کر دیتا ہوں۔کلام کا وہ حصہ جو مختلف انواع کے مسائل کو شامل ہو اسے کتاب کہتے ہیں اور جو حصہ ایک ہی نوع کے مسائل کو شامل ہو اس کو باب کہتے ہیں۔اور جس میں صرف خاص قسم کے مسائل شامل ہوں اسے فصل کہتے ہیں۔فصل کے اندر جو چیزیں ذکر کی جاتی ہے اسے مسائل کہتے ہیں۔بعض نے کہا:

طائفة من المسائل تغيرت احكامها بالنسبة الى ما قبلها غير مترجحة بالكتاب والباب

فصل ایسے مسائل کا مجموعہ جو پہلے ذکر کردہ مسائل سے مختلف ہوں۔یاد رہے کہ یہاں کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو فصل و باب کے مقابل ہو نہ کہ مراد وہ مستقل کتاب جو رسالہ کے مقابل ہو۔

اس فصل میں مصنفؒ لفظ کی تعریف و تقسیم بیان کررہے ہیں۔لفظ کی لغوی و اصطلاحی معنی کا ذکر ہو چکا ہے۔اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) موضوع (۲) مہمل

(۱) موضوع: اگر لفظ کوئی معنی رکھتا ہو تو اسے موضوع و مستعمل کہتے ہیں جیسے رجل ایک آدمی۔

(۲) مہمل: لفظ اگر کوئی معنی نہ رکھتا ہو تو اسے مہمل کہتے ہیں جیسے ہمارے اردو میں پانی کے ساتھ شانی کہا جاتا ہے۔

مصنفؒ کی عبارت میں لفظ مستعمل موصوف صفت ہے یعنی اس کتاب میں صرف موضوع یعنی مستعمل بامعنی الفاظ ہی سے بحث کی جائے گی۔آگے در سخن عرب یہ عرب کی قید احترازی نہیں بلکہ قید اتفاقی ہے چونکہ کتاب کا تعلق عربی زبان کے قواعد سے ہے اس لئے سخن عربی کہہ دیا وگرنہ ہر زبان میں لفظ کی یہی دو قسمیں ہیں یہ صرف زبان عربی کی خاصیت نہیں۔

پھر لفظ موضوع کی دو قسمیں ہیں: (۱) مفرد (۲) مرکب

مفرد فرد سے ہے بمعنی اکیلا، تنہا کیا ہوا اور اصطلاح میں اس لفظ کو کہتے ہیں جو ایک معنی پر

دلالت کرے جیسے رجل ایک آدمی۔اسد شیر۔اسے کلمہ بھی کہتے ہیں۔پھر اس کلمہ یا مفرد کی تین قسمیں ہیں: (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف۔

مصنفؒ نے ان کی تعریف ذکر نہیں کی کیونکہ علم صرف میں طالب علم ان کی تعریف پڑھ چکا ہے مگر ہم یہاں یاددہانی کیلئے دوبارہ مختصراً ان کی تعریف ذکر کر دیتے ہیں۔

(۱) اسم: اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر خود بخود دلالت کرے اور تینوں زمانوں (ماضی جو زمانہ گزشتہ کی خبر دے، حال جو زمانہ موجودہ کی خبر دے، مستقبل جو آئیندہ آنے والے زمانے کی خبر دے) میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔جیسے **رجل، فرس**۔

(۲) فعل: فعل اس کلمہ کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر خود بخود دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو۔جیسے ضرب ،نصر برائے زمانہ ماضی ،یضرب ،ینصر برائے مضارع۔

حرف: اس کلمہ کو کہتے ہیں جو اپنے معنی پر خود بخود دلالت بھی نہ کرے اور تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی نہ پایا جائے۔جیسے ھل، من، الی۔

اعتراض: صاحب کتاب نے اسم کو فعل وحرف پر مقدم کیا جبکہ بعض کتابوں میں فعل کو اسم و حرف پر مقدم کیا گیا ہے؟

جواب: حضرت علیؓ نے اپنے شاگرد ابوالاسود دوولیؒ کو ایک کتابچہ عنایت فرمایا تھا جس میں علم النحو کے ابتدائی قواعد مذکور تھے اس میں یہی ترتیب تھی: **الکلام کله ثلاثة اسم و فعل و حرف** تو مصنف نے بھی اسی فعل کا لحاظ رکھا۔

نیز اس لئے بھی مقدم کیا کہ اسم مسند ومسند الیہ دونوں ہوتا ہے فعل مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں جبکہ حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔

{عبارت} اما مرکب لفظی باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است

مفید وغیر مفید، مفید آن ست کہ چون قائل برآن سکوت کند سامع راخبرے یا طلبی معلوم شود و آن راجملہ گویند و کلام نیز۔ پس جملہ بردو قسم است خبریہ و نشائیہ۔

ترجمہ: بہر حال مرکب وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے حاصل ہوا ہو۔ اور مرکب دو قسم پر ہے مفید اور غیر مفید۔ مفید وہ مرکب ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جائے۔ اور اس (مرکب مفید) کو جملہ کہتے ہیں اور کلام بھی۔ اور جملہ دو قسم پر ہے جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ۔

{**تشریح**}: یہاں سے صاحب کتاب لفظ کی دوسری قسم ''مرکب'' کی تعریف اور اس کی اقسام بیان کررہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ مرکب اسے کہتے ہیں جو دو یا دو سے زائد کلموں سے ملاکر بنایا گیا ہو اور ایک سے زیادہ معنی پر دلالت کرے۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام) غُلَامُ زَیْدٍ قَائِم'' (زید کا غلام کھڑا ہے) غُلَامُ زَیْدٍ عِنْدِیْ قَائِم'' (زید کا غلام میرے پاس کھڑا ہے) غرض یہ کہ جس قدر کلمات بڑھتے جاتے ہیں اسی قدر معانی بھی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

{**اقسام مرکب**}: مرکب کی دو قسمیں ہیں: (۱) مرکب مفید (۲) مرکب غیر مفید

{**تعریف مرکب مفید**}: مرکب مفید اسے کہتے ہیں کہ جس کا قائل (بات کرنے والا) جب اپنی بات پوری کر کے خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کسی واقعہ کی خبر یا کسی چیز کی طلب معلوم ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَیْد'' (زید نے مارا) اس جملہ سے سامع کو زید کے مارنے کی خبر معلوم ہوئی۔ جِیئَ بِالْکِتَابِ (تو کتاب لا) اس جملہ میں سامع کو کتاب لانے کی طلب معلوم ہوئی۔

اسماء مرکب مفید: مرکب مفید کے پانچ نام ہیں:

(۱) مرکب مفید (۲) مرکب جملہ (۳) مرکب تام (۴) مرکب اسنادی (۵) مرکب کلمہ

{**اقسام مرکب مفید**}: مرکب مفید کی دو قسمیں ہیں: (۱) جملہ خبریہ (۲) جملہ انشائیہ۔

فائدہ

مرکب کی کل چھ صورتیں بنتی ہیں:

☆ دو اسموں سے بنا ہوگا اور اس کی کل چار صورتیں ہیں:

(۱) مبتداء اور خبر ہوگا جیسے رُوْحُ اللّٰہِ" قَائِم"

(۲) مبتداء اور فاعل جو کہ قائم مقام خبر ہوگا جیسے أَقَائِمُ الزَّیْدَانِ

(۳) مبتداء اور دوسرا جز نائب فاعل قائم مقام خبر جیسے أَمَضْرُوْبُ الزَّیْدَانِ

(۴) اسم فعل اور فاعل جیسے هَیْهَاتَ الْعَتِیْقُ یہاں هیهات بمعنی بَعُدَ ہے۔

☆ مرکب فعل اور اسم سے بنا ہوگا اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) فعل اور فاعل جیسے ضَرَبَ عَبْدُالرَّزَّاق

(۲) فعل اور نائب فاعل جیسے ضُرِبَ شَاکِر"

☆ دو جملوں سے مل کر بنا ہوگا اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

(۱) پہلا جملہ شرط اور دوسرا جزاء ہوگا جیسے اِنْ قَامَ زَیْد" قُمْتُ

(۲) قسم اور جواب قسم أَحْلِفُ بِاللّٰہِ لَزَیْد" قَائِم"

☆ مرکب فعل اور دو اسموں سے ہوگا جیسے کَانَ زَیْد" قَائِماً

☆ فعل اور تین اسموں سے مرکب ہوگا جیسے عَلِمْتُ شَاکِراً فَاضِلاً

☆ فعل اور چار اسموں سے مرکب ہوگا جیسے أَعْلَمْتُ زَیْداً عَمْراً فَاضِلاً

تمرین

درج ذیل الفاظ میں کون کون سے مفرد و مرکب ہیں نیز مفرد و مرکب ہونے کی صورت میں ان کی کون کونسی قسم ہیں:

(۱) أَلْمَدِیْنَةُ (۲) أَلْکَرَاتْشِیُّ (۳) مُحَمَّد" رَسُوْلُ اللّٰہِ (۴) مَنْ (۵) مَرَرْتُ (۶) أَللّٰہُ رَبُّنَا (۷) أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۸) أَللّٰہُ

(۹)اَلرَّحمٰنُ(۱۰)اَلرَّحِیمُ(۱۱)زَیدٌ قَائِمٌ (۱۲)اَلْکِتَابُ (۱۳) قَدْ(۱۴) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (۱۵) جَآئَ زَیدٌ(۱۶)ھَلْ تَعْلَمُ (۱۷)فَرَسٌ(۱۸) نَصَرَ (۱۹)یَعْلَمُ(۲۰)نَبِیُّنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ۔

مسئلہ ختم نبوت

مثال نمبر 20 مرکب مفید کی ہے اس سے ایک عقیدہ بھی وابستہ ہے اور وہ یہ کہ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں جیسا کہ خود قرآن میں اللہ نے فرمایا مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَااَحَدٍمِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول اور ختم کرنے والے نبیوں کے۔خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ملا علی قاری حنفیؒ شرح فقہ الاکبر میں لکھتے ہیں کہ دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنا بالا جماع کفر ہے۔ہندوستان کے ضلع گورداسپور کی تحصیل قادیان میں انگریزوں کے کہنے پر ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور خود کو نبی کریم ﷺ سے بھی افضل بتایا تھا معاذ اللہ۔بہت ہی گستاخ شخص تھا اور نہایت گندے وکفریہ عقائد رکھتا تھا جس کی بناء پر تمام علماء اسلام نے اس پر کفر کا فتوی لگایا اس کی جماعت کو قادیانی جماعت کہا جاتا ہے پاکستان کے آئین میں اس جماعت کو کافر کہا گیا ہے اور ان کا خود کو مسلمان کہنا پاکستانی قانون کے مطابق جرم ہے۔یہ جماعت احمدیہ کے نام سے انگریزوں اور یہودیوں کے ساتھ مل کر دن رات مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتی رہتی ہے۔ہمارے اکابر علماء دیوبند نے اس کے خلاف بھرپور کام کیا اور اسے پوری دنیا میں ذلیل ورسوا کیا تفصیل کیلئے ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے کئی جلدوں پر مشتمل کتاب پڑھو اس کے علاوہ ہمارے اکابر نے ایک جماعت ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' بھی قائم کی جو پوری دنیا میں اس فتنے کا تعاقب کررہی ہے۔حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ نے بڑے دلنشین انداز میں اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں اس

مسئلہ کو حل کیا ہے۔

{عبارت}: فصل بدانکہ جملہ خبریہ آن است کے قائلش را بصدق وکذب صفت توان کردو آن بردونوع است اول آنکہ جزوِ اولش اسم باشد وآن را جملہ اسمیہ گویند چون زید عالم یعنی زید دانا ست جزوِ اولش مسند الیہ ست وآن را مبتدا گویند و جزو دوم مسند ست وآن را خبر گویند دوم آنکہ جزو اولش فعل باشد وآن را جملہ فعلیہ گویند چون ضرب زید بزد زید جزو اولش مسند ست وآن را فعل گویند و جزو دوم مسند الیہ است وآن را فاعل گویند و بدانکہ مسند حکم است و مسند الیہ آنچہ برو حکم کنند واسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ بدانکہ جملہ انشائیہ آنست کہ قائلش را بصدق وکذب صفت نتواں کرد وآن بر چند قسم ست امر چون اضرب و نہی چون لاتضرب واستفہام چون ھل ضرب زید وتمنی چون لیت زیدا حاضر وترجی چون لعل عمروا غائب وعقود چون بعت واشتریت وندا چون یااللہ وعرض چون الا تنزل بنا فتصیب خیرا وقسم چون واللہ لاضربن زیدا وتعجب چون ما احسنہ واحسن بہ۔

ترجمہ: جان لے کہ جملہ خبریہ وہ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچ یا جھوٹ کے ساتھ متصف کیا جاسکے اور وہ دو قسم پر ہے۔اول وہ جس کا پہلا جز اسم ہو اور اس کو جملہ اسمیہ کہتے ہیں جیسے زَیْد’’ عَالِم ‘‘یعنی زید جاننے والا ہے،اس کا پہلا جز مسند الیہ ہے اور اس کو مبتداء کہتے ہیں اور دوسرا جز مسند ہے اس کو خبر کہتے ہیں۔دوسرا وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز فعل ہو اور اس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں جیسا کہ ضَرَبَ زَیْد ’’زید نے مارا اس کا پہلا جز مسند ہے اور اس کو فعل کہتے ہیں اور دوسرا جز مسند الیہ ہے اس کو فاعل کہتے ہیں۔تو جان کہ مسند حکم ہے اور مسند الیہ وہ جس پر حکم کیا جائے۔اور اسم مسند و مسند الیہ دونوں ہوسکتا ہے اور فعل مسند تو ہوسکتا ہے مسند الیہ نہیں اور حرف نہ مسند ہوسکتا ہے نہ مسند الیہ۔تو جان کہ جملہ انشائیہ وہ ہے جس کے کہنے والے کو سچ یا جھوٹ کے ساتھ متصف نہ کیا جاسکے اور وہ چند قسم پر ہے۔امر جیسے اِضْرِبْ(تو مار)اور نہی جیسے لاتَضْرِبْ(تو مت مار)اور استفہام جیسے ھَلْ ضَرَبَ زَیْد’’(کیا زید

نے مارا)اور تمنی جیسے لَیتَ زَیْداً حَاضِر "(کاش زید حاضر ہوتا)اور ترجی جیسے لَعَلَّ عَمْرواً غَائِب" (امید ہے کہ عمرو غائب ہو)اور عقود جیسے بِعتُ وَاِشْتَرَیتُ (میں نے بیچا اور میں نے خریدا)اور ندا جیسے یَا اللّٰہُ (اے اللہ)اور عرض جیسے اَلاَ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْراً (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے تاکہ آپ بہتری پائیں)اور قسم جیسے وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْداً (اللہ کی قسم البتہ میں ضرور زید کو ماروں گا)اور تعجب جیسے مَا اَحْسَنَہٗ وَ اَحْسِنْ بِہٖ (وہ کس قدر حسین ہے)۔

{تشریح}:اس فصل میں صاحب کتاب جملہ کی قسموں اور ان قسموں کی اقسام کو بیان فرمارہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ جملہ کی دو قسمیں ہیں:(۱) جملہ خبریہ(۲) جملہ انشائیہ۔

{تعریف جملہ خبریہ}:خبریہ میں "یا" نسبت کی ہے یعنی خبر والا جملہ اصطلاح میں جملہ خبریہ وہ ہے کہ جس کے بولنے والے کو صدق (سچ) یا کذب (جھوٹ) کی صفت کے ساتھ متصف کیا جاسکے۔جیسے شَاکِر "عَالِم"۔اگر واقعی ایسا ہے تو جملہ کا قائل سچا اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ شاکر جاہل ہے تو جملہ کا قائل جھوٹا ہے۔

پھر اس جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں:(۱) جملہ اسمیہ (۲) جملہ فعلیہ۔

{تعریف جملہ خبریہ اسمیہ}:جملہ خبریہ اسمیہ اسے کہتے ہیں جس کا پہلا جز اسم ہو اور دوسرا جز خواہ اسم ہو یا فعل جیسے زَیْد "عَالِم"۔

اسماء جملہ اسمیہ:اس جملہ اسمیہ کے پہلے جز کے تین نام ہیں:(۱) مسند الیہ (۲) محکوم علیہ (۳) مخبر عنہ۔دوسرے جز کے بھی تین نام ہیں:(۱) مسند (۲) محکوم بہ (۳) خبر۔

ترکیب کے وقت پہلے جز کو مبتداء اور دوسرے کو خبر بناتے ہیں جیسے **زید قائم** میں زید مبتداء اور قائم اس کی خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

{تعریف جملہ فعلیہ خبریہ}:جملہ فعلیہ خبریہ اسے کہتے ہیں جس کا پہلا جز فعل ہو اور دوسرا جز ہمیشہ اسم ہو جیسے ضَرَبَ زَیْد "(زید نے مارا) اس میں پہلا جز ضرب فعل مسند اور دوسرا جز

اسم فاعل ہے فعل کا۔ اور زید اسم مسند الیہ ہے جو فاعل ہے ضرب فعل کا۔

ترکیب میں پہلے جز کو فعل بنایا جاتا ہے دوسرے جز کو فاعل جیسے ضرب زید کی ترکیب کریں گے ضرب فعل زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: جملہ فعلیہ خبریہ کے دونوں جز کے دو دو نام ہیں پہلے جز کو فعل اور مسند جبکہ دوسرے جز کو مسند الیہ اور فاعل کہتے ہیں۔

{تعریف مسند}: مسند اس کو کہتے ہیں جس کی خبر دی جائے۔

{تعریف مسند الیہ}: مسند الیہ اس کو کہتے ہیں جس کے بارے میں خبر دی جائے۔

مثال کے طور پر **زید عالم** اب اس میں عالم ہونے کی خبر دی جارہی ہے تو یہ عالم مسند ہے اور اس عالم ہونے کی خبر زید کے بارے میں دی جارہی ہے کہ وہ عالم ہے تو زید مسند الیہ ہوگا۔ مسند الیہ کو مبتداء، مخبر عنہ، محکوم علیہ بھی کہتے ہیں اور مسند کو خبر، مسند، اور محکوم بہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: اسم مسند و مسند الیہ دونوں ہوتا ہے جبکہ فعل صرف مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں ہوتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔

تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں کے بارے میں بتائیں کہ کونسا مبتداء ہے کونسا خبر، کونسا مسند الیہ ہے کونسا مسند، کونسا فعل ہے کونسا فاعل؟

(۱) اَلشَّمْسُ طَالِعَة" (۲) اِنْفَطَرَتِ السَّمَآءُ (۳) اَلْقِيَامَةُ اٰتِيَة" (۴) اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ (۵) تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ (۶) اَلْقَبْرُ رَوْضَة" (۷) اِسْتَغْفَرَ زَيْد" (۸) صَامَ مَحْمُوْد" (۹) اَلْجَنَّةُ حَقّ" (۱۰) سَمِعَ اللّٰهُ (۱۱) مُحَمَّد" رَسُوْلُ اللّٰهِ (۱۲) نُقَلِّدُ اَبَا حَنِيْفَةَ (۱۳) اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَآءُ" (۱۴) هُوَ اللّٰهُ (۱۵) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (۱۶) يُقِيْمُوْنَ (۱۷) هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۸) خَتَمَ اللّٰهُ (۱۹) لَهُمْ عَذَاب" عَظِيْم" (۲۰) نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔

مسئلہ تقلید

مثال نمبر 12 جملہ فعلیہ کی ہے۔اس سے ایک مسئلہ بھی متعلق ہے اور وہ مسئلہ تقلید ہے عزیز طلباء نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالی نے آخری نبی بنا کر بھیجا اور قرآن وحدیث کو قیامت تک کے انسانوں کی رہنمائی کا ماخذ قرار دیا قرآن وحدیث میں کچھ احکام ایسے ہیں جو بالکل واضح ہیں ان میں کوئی ابہام وتعارض (ٹکراؤ) نہیں جبکہ قرآن وسنت میں بہت سے احکام ایسے ہیں جن میں اجمال، ابہام وتعارض پایا جاتا ہے اسی طرح قرآن وحدیث کی ایک ہی عبارت کئی معانی کا احتمال رکھتی ہے مگر وہ علماء جن کو اللہ نے قرآن وسنت میں کامل مہارت دی جنہیں مجتہدین کہا جاتا ہے نے ان میں غور وفکر کر کے اس ابہام وتعارض کو دور کر دیا ہے اور صحیح مسئلہ ہمارے سامنے بیان کیا جس کو سمجھنا ہر آدمی بلکہ عالم کا بھی کام نہیں پس ایسے مسائل میں کسی مجتہد کے قول پر عمل کرنے اس کے ورع تقوی وعلم پر اعتماد کرتے ہوئے بنا مطالبہ دلیل کے تقلید کہلاتا ہے۔ان مجتہدین میں سب سے بڑا رتبہ ومقام امام اعظم امام ابو حنیفہؒ کا ہے جن کے ہم اور ہم سمیت کروڑوں مسلمان مقلد ہیں اور ان کو حنفی کہا جاتا ہے۔تقلید کے منکر کو گمراہ، غیر مقلد کہا جاتا ہے اور یہ لوگ آج کل خود کو سلفی اور اہل حدیث کہتے ہیں ان سے دور رہیں۔

مسئلہ حیاۃ الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام

مثال نمبر 13 جملہ اسمیہ کی ہے اس سے ایک عقیدہ بھی متعلق ہے اور وہ ہے حیات النبی ﷺ کا۔اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔اور جو حضرات ان کی قبور پر جا کر صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں اسے بنفس نفیس سنتے ہیں چنانچہ ہمارے اکابر دیوبند کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ جب مدینہ منورہ نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارکہ پر جاتے ہیں تو خاص طور پر صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں۔یہ حیات بالکل دنیا کی طرح نہیں کہ کھاتے پیتے ہیں نشوونما ہوتی ہے بلکہ برزخی ہے۔اس عقیدے کو وضاحت کے ساتھ اہل سنت کے عقیدہ کی مشہور کتاب ''المہند علی المفند'' میں لکھا گیا ہے امام اہل السنت حضرت مولانا سرفراز

خان صفدر صاحبؒ نے اس پر ایک جامع کتاب ''تسکین الصدور'' کے نام سے لکھی ہے۔
ہمارے اکابر نے حیاۃ الانبیاء کے عقیدے کے منکر کو گمراہ لکھا ہے لہذا اگر کوئی ایسا طالب علم ہے جو اس عقیدے کا منکر ہے تو اسے بالکل درس میں نہ بٹھانا چاہئے اسی طرح اگر کوئی استاد اس عقیدہ کا منکر ہے تو وہ گمراہ ہے فی الفور اسے مدرسہ سے خارج کریں اور آپ بھی کبھی ایسے استاد کے آگے زانوائے تلمذمت طے کیجئے گا۔

ماضی بعید میں اس عقیدے کے منکر کو معتزلی کہا جاتا تھا اور آج کل ان کو مماتی چتروڑی اشاعتی کہا جاتا ہے جبکہ اس فرقہ نے اپنا نام اشاعۃ التوحید والسنۃ رکھا ہوا ہے یہ لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے خود کو دیوبندی کہتے ہیں حالانکہ اندرون خانہ یہ لوگ اکابر دیوبند کو مشرک و بدعتی سمجھتے ہیں جیسے مدینہ کے منافق لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے خود کو مسلمان کہتے تھے اور اندرون خانہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو گمراہ کہتے تھے معاذ اللہ۔ لہذا ان کے اس دھوکے میں بالکل مت آئیں۔

{**تعریف جملہ انشائیہ**}: انشاء کا لغوی معنی ہے ایجاد کرنا، پیدا کرنا تو اس جملہ کا پیدا کرنے والا بھی کلام کو پیدا کرتا ہے اس لئے اسے جملہ انشائیہ کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ جملہ ہے جس کے قائل کو سچ یا جھوٹ کی صفت کے ساتھ متصف نہ کیا جا سکے۔

{**اقسام جملہ انشائیہ**}: جملہ انشائیہ کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) امر: یعنی حکم کرنا امر وہ صیغہ ہے جس میں مخاطب سے کسی کام کا مطالبہ کیا جائے جیسے اِضْرِبْ اس میں مخاطب سے مارنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

ترکیب: اضرب فعل امر صیغہ مذکر حاضر اس میں انت ضمیر مستتر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

پھر اس طلب (مطالبہ) کے چار درجے ہیں:

(۱) اعلی ادنی سے کسی کام کو طلب کرے اسے امر کہتے ہیں۔ جیسی اقیموا الصلوۃ

(۲) ادنی اعلی سے کسی کام کو طلب کرے اسے عرض کہتے ہیں جیسے شاگرد استاد سے

کسی کام کو طلب کرے۔

(۳) اگر ادنی سب سے برتر واعلی کی بارگاہ میں طلب کرے تو اسے **دعا** کہتے ہیں جیسے رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔

(۴) اگر مساوی مساوی سے کسی کام کو طلب کرے اسے **التماس** کہتے ہیں۔

جہاں امر ہو وہاں تین باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ **اٰمر** (حکم دینے والا) **مأمور** (جس کو حکم دیا گیا) **مامور بہ** (جس کا حکم دیا جائے) جیسے **اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ** اس میں اٰمر اللہ تعالی ہے مامور بندے ہیں مامور بہ نماز قائم کرنا ہے۔

(۲) نہی: منع کرنا وہ صیغہ ہے جس کے ذریعہ کسی کام کو چھوڑنے اور نہ کرنے کا مطالبہ کیا جائے۔ جیسے **لَاتَضْرِبْ** (مت مار) یہاں مخاطب کو مارنے سے روکا جارہا ہے اور اس سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ وہ مارنے کو چھوڑ دے۔

ترکیب: لاتضرب فعل نہی صیغہ واحد مذکر حاضر، اس میں ضمیر انت مستتر ہے فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ نہیہ ہوا۔

(۳) استفہام: لغوی معنی پوچھنا، سوال کرنا اور اصطلاح میں کوئی غیر واقف متکلم واقف کار مخاطب سے کسی انجان چیز کے سمجھنے کی طلب اور کوشش کرے جیسے اگر آپ کو نحو میر کا کوئی مقام سمجھ نہ آئے تو اس کو سمجھنے کیلئے کوئی سوال کریں تو اسے استفہام کہا جاتا ہے جیسے **ھَلْ ضَرَبَ زَیْد**" (کیا زید نے مارا)

ترکیب: ھل حرف برائے استفہام غیر عامل ضرب فعل زید اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۴) تمنی: آرزو کو کہتے ہیں۔ وہ جملہ ہے جس کے ذریعہ سے کسی چیز کی خواہش یا آرزو کی جائے خواہ وہ تمنا پوری ہو سکے یا نہ ہو سکے۔

حاصل ہونے کی مثال: **لَیْتَ زَیْداً حَاضِر**" (کاش کے زید حاضر ہو جاتا)

حاصل نہ ہونے کی مثال: **لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ** (کاش کے جوانی لوٹ آئے)

ترکیب: لیت حرف مشبہ بفعل زیدا اس کا اسم حاضر اس کی خبر۔ لیت اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

(۵) ترجی: امید کرنے کو کہتے ہیں۔ ترجی وہ جملہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے کسی چیز کی امید ظاہر کی جائے اور وہ پوری ہو سکے **لَعَلَّ عَمْرٌو اَغَائِبٌ**" (امید ہے کہ عمرو غائب ہو گیا)

(۶) عقود: عقد کی جمع ہے لغت میں گرہ لگانے کو کہتے ہیں۔ وہ جملہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے کسی معاملہ کو طے کیا جائے جیسے **بِعْتُ** (میں نے بیچا) **اِشْتَرَیْتُ** (میں نے خریدا)۔

آسان لفظوں میں یوں سمجھے کہ جن جملوں کو خرید و فروخت کرتے ہوئے استعمال کیا جائے۔

ترکیب: بعت فعل اس میں تُ ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

(۷) ندا: پکارنے کو کہتے ہیں۔ وہ جملہ ہے کہ جس کے ذریعہ سے کسی کو پکارا جائے اور متوجہ کیا جائے اور اس کے شروع میں حرف ندا ملفوظ ہو یا محذوف ہو جیسے **یَا اللّٰہُ**۔

ترکیب: یا حرف ندا قائم مقام ادعو فعل، انا ضمیر اس کا فاعل اور لفظ اللہ اس کا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

فائدہ: پکارنے والے کو مُنادِی کہتے ہیں جس کو پکارا جائے اس کو منادیٰ کہتے ہیں اور جس مقصد کیلئے پکارا جائے اس کو جواب ندآء اور مقصودِ ندآء کہتے ہیں۔

(۸) عرض: پیش کرنے کو کہتے ہیں۔ وہ جملہ ہے جس سے کسی شے کے حاصل کرنے کی نرمی سے ترغیب دی جائے جیسے **اَلاَ تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبُ خَیْراً** (آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ آپ کو بھلائی حاصل ہو)

ترکیب: الا تنزل جملہ انشائیہ ہے اور فتصیب خیرا جملہ خبریہ ہے اور خبریہ کو انشائیہ پر عطف جائز نہیں لہذا اس جملہ کو الا یکون منک نزول فاصابۃ خیر منی کی تاویل میں کر کے ترکیب کریں گے۔ الا حرف عرض یکون فعل ناقص نزول معطوف علیہ فا حرف عطف اصابۃ مصدر مضاف، خیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف، معطوف اپنے معطوف علیہ سے مل کر اسم موخر ہوا یکون کا۔ منک میں من جار ک ضمیر

مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف علیہ ہوا، منی میں من حرف جار نون وقایہ کا ی متکلم کی مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر معطوف، معطوف اپنے معطوف علیہ سے مل کر ثابتا مقدر سے متعلق ہو کر خبر مقدم کی یکون اپنے اسم موخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ انشائیہ عرضیہ۔

(۹) قسم: پکا کرنے کو کہتے ہیں۔ وہ جملہ ہے جس سے کسی چیز کی قسم اٹھائی جائے اور اس میں تذبذب اور شک کو دور کرنے کیلئے اللہ کا نام یا اس کی کسی صفت کا ذکر کیا جائے جیسے **وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْداً** (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور ماروں گا)

قسم کیلئے ''واؤ''، ''با''، ''تا''، ''لام'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے واللہ، باللہ، للہ، تاللہ۔

ترکیب: واو برائے قسم حرف جار لفظ اللہ مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر اقسم فعل کے متعلق اقسم فعل اپنے فاعل انا سے مل کر جملہ قسمیہ لاضربن فعل مضارع صیغہ واحد متکلم با نون تاکید ثقیلہ انا اس کا فاعل اور زید مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ قسمیہ۔

(۱۰) تعجب: حیران ہونے کو کہتے ہیں۔ وہ جملہ ہے جس سے کسی چیز پر تعجب اور حیرت کا اظہار کیا جائے جیسے **مَا اَحْسَنَہٗ وَ اَحْسِنْ بِہٖ** (وہ کیا ہی حسین ہے)۔

ترکیب: اس جملہ میں ما بمعنی شیء عظیم ہے شیء موصوف عظیم صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء اور احسن فعل ھو ضمیر اس میں فاعل ہ ضمیر مفعول بہ فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ اب جملہ کا لفظی ترجمہ ہوگا کس بڑی چیز نے اس کو حسین بنایا۔

ان تمام اقسام کو شاعر نے ایک شعر میں اس طرح جمع کیا ہے:

امر نہی استفہام باشد ہم ندا ہم تمنی ہم تعجب عقد قسم بارجا

فائدہ

تمنی اور ترجی میں فرق

تمنی اور ترجی میں فرق چند طریقے سے بیان کیا جاتا ہے:
حرف تمنی تین ہیں:
(۱)لیت جیسے لیت زیدا حاضر۔
(۲)لو جو اپنے مدخول کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ (البقرة 167)
(۳)لولا جیسے لَوْلاَ اَخَّرْتَنِیْ اِلٰی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقُ وَ اَکُنْ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ (المنفقون، 10)
اور حرف ترجی صرف ایک لعل ہی ہے جیسے **لعل عمرو اغائب۔**
(۲) دوسرا فرق تمنی ممکن اور ناممکن دونوں کو عام ہے جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شعر ہے:

بَکَیْتُ عَلٰی شَبَابٍ قَدْ تَوَلّٰی فَیَالَیْتَ الشَّبَابَ لَنَا یَعُوْدُ
لَوْ کَانَ الشَّبَابُ یُبَاعُ بَیْعاً لَأَعْطَیْتُ الْبَائِعَ مَا یُرِیْدُ

آپ ؓ نے یہاں ''لیت'' حرف تمنی کے ساتھ دوبارہ جوانی کی آرزو فرمائی حالانکہ جوانی کا لوٹ آنا بدیہی محالات میں سے ہے۔
جبکہ ترجی ممکن چیز کے ساتھ خاص ہے ناممکن چیز میں استعمال نہیں ہوتی اسی وجہ سے **لعل الشباب یعود** کہنا صحیح نہیں ہے۔
اعتراض: فرعون کا قول ہے **لَعَلِّیْ أَبْلُغُ (المومن 36)** اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ میرے لئے ایک بلند محل تیار کرتا کہ میں اس پر آسمانوں کے راستے سے چڑھ کر موسیٰ کے رب کو دیکھ سکوں اب آسمان پر چڑھنا اور رب کو دیکھنا انسانوں میں سے غیر نبی کیلئے دیکھنا عادۃ محال ہے تو فرعون نے پھر لعل کیوں کہا؟
جواب: یہاں لعل لیت کے معنی میں ہے اب کوئی اشکال نہ رہا۔
جواب ۲: فرعون سرکشی، انانیت، وتکبر میں اس قدر غرق ہو چکا تھا کہ عقل سلیم اور صحیح سمجھ اس

سے سلب ہو چکی تھی اور وہ بمنزلہ پاگل کے ہو گیا تھا اب پاگل و مجنون کی باتیں کہاں ٹھیک رہتی ہیں یہ اسی پاگل پن کی وجہ تھی کہ لیت کے بجائے لعل کہا۔

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ تمنی کا استعمال امر محبوب کے ساتھ خاص ہے اور ترجی کا استعمال امر محبوب وغیر محبوب دونوں کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ شعر ہے:

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحاً

نھی اور نفی میں فرق

نہی ایسے کام سے باز رکھنا ہے جس کے کرنے پر قدرت حاصل ہو اور جس کام کو کرنے پر قدرت حاصل نہ ہو اس کام سے باز رکھنے کو نفی کہتے ہیں۔

جملہ خبریہ وانشائیہ کو پہچاننے کا طریقہ

ان دونوں کی تعریف تو آسان ہے مگر ان کی پہچان مشکل ہے لیکن اگر عزیز طلباء کو ایک مقدمہ ذہن نشین کرا دیا جائے تو امید ہے کہ ان دونوں میں فرق کر سکیں گے وہ مقدمہ یہ ہے کہ نسبت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) نسبت کلامیہ جو متکلم کے کلام میں مذکور وملحوظ ہو۔

(۲) نسبت ذہنیہ جو متکلم کے ذہن وتصور میں ملحوظ ہو۔

(۳) نسبت خارجیہ جو نسبت کلامیہ وذہنیہ سے قطع نظر خارج میں حاصل ہو۔

جیسے **زید قائم** اب زید قائم کا تلفظ کرنا یہ نسبت کلامیہ ہے اور ذہن میں زید کے قیام کا تصور کرنا یہ نسبت ذہنیہ ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ نسبت خارجیہ کیا ہے یعنی خارج میں زید کھڑا ہے یا نہیں پس اگر وہ کھڑا ہے تو صدق ہے اور اگر کھڑا نہیں تو کذب۔ معلوم ہوا کہ صدق وکذب کا دارومدار اسی نسبت خارجیہ پر ہے اور ظاہر ہے کہ نسبت خارجیہ صرف جملہ خبریہ میں ہوتی ہے جملہ انشائیہ میں صرف نسبت کلامیہ وذہنیہ ہوتی ہے۔

تمرین

مندرجہ ذیل جملوں میں بتائیں کہ کونسا جملہ جملہ خبریہ ہے اور کونسا انشائیہ نیز انشائیہ کی

صورت میں اس کی کونسی قسم ہے ترجمہ وترکیب کرنا نہ بھولیں:

(۱)فَلاَ تَخْشَوْهُمْ (۲)اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ(۳)أَزَيْد" ذَهَبَ(۴)وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۵)وَ أَمَّا السَّائِلَ فَلاَ تَنْهَرْ(۶)اِشْتَرَيْتُ الْفَرَسَ(۷)حَمِدَ خَالِد"(۸)لَعَلَّ بَكْراً نَائِم" (۹)لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْب" (۱۰)يَا زَيْدُ(۱۱)يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ (۱۲)لاَ تُفْسِدُوْا فِيْ الْاَرْضِ (۱۳)وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ(۱۴) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (۱۵)هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (۱۶)اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ (۱۷) يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ(۱۸)لَا اَعْبُدُمَا تَعْبُدُوْنَ(۱۹)فَلاَتَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَاداً(۲۰)قَالَ رَبُّكَ۔

{عبارت}: فصل بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چون قائل برآن سکوت کند سامع را خبرے یا طلبے حاصل نشود وآن برسہ قسم ست اول مرکب اضافی چون غلام زید جزوِ اول را مضاف گویند و جزوِ دوم را مضاف الیہ ومضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد دوم مرکب بنائی واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند واسم دوم متضمن حرفی باشد چون احد عشر تا تسعۃ عشر کہ دراصل احد وعشر وتسعۃ وعشر بودہ است واو را حذف کردہ ہر دو اسم را یکے کردند و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتح الا اثنا عشر کہ جزوِ اول معرب است سوم مرکب منع صرف واو آنست کہ دو اسم را یکے کرد باشند واسم دوم متضمن حرفی نباشد چون بعلبک وحضرموت کہ جزو اول مبنی باشد برفتحہ برمذہب اکثر علماء وجزو دوم معرب بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چون غلام زید قائم، وعندی احد عشر درھما وجاء بعلبک۔

ترجمہ: فصل تو جان کہ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب کہنے والا اس پر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو اور یہ تین قسم پر ہے۔ اول مرکب اضافی جیسے غُلَامُ زَيْدٍ (زید کا غلام) اس کے پہلے جز کو مضاف اور دوسرے جز کو مضاف الیہ کہتے ہیں اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔ دوسرا مرکب بنائی، اور یہ وہ مرکب ہے کہ جس میں دو

اسموں کو ایک کر دیا جائے اور دوسرا اسم کسی حرف کو شامل ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ سے تِسْعَةَ عَشَرَ تک جو کہ اصل میں اَحَد" وَّ عَشَر " اور تِسْعَة" وَّ عَشَر "تھا، واو کو حذف کر کے دونوں اسموں کو ایک کر لیا۔ اور اس کے دونوں جز مبنی بر فتح ہوتے ہیں، سوائے اثناء عشر کے کہ اس کا پہلا جز معرب ہے۔ تیسرا مرکب منع صرف اور یہ وہ ہے کہ جس میں دو اسموں کو ایک کر لیا جائے اور دوسرا اسم کسی حرف کو شامل نہ ہو جیسے بَعَلَبَکَّ اور حَضَرَ مَوْتُ اس کا پہلا جز اکثر علماء کے نزدیک مبنی بر فتح ہوتا ہے اور دوسرا جز معرب۔ تو جان کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جملہ کا جز ہوتا ہے جیسے غُلَامُ زَيْدٍ قَائِم "(زید کا غلام کھڑا ہے) عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَماً (میرے پاس گیارہ درھم ہیں) اور جَآئَ بَعْلَبَکَّ (بعلبک آیا)۔

{**تشریح**}: اس فصل میں صاحب کتابؒ مرکب غیر مفید کی تعریف اور اس کی اقسام کو بیان فرما رہے ہیں۔

{**تعریف مرکب غیر مفید**}: مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جس کا بات کرنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کسی خبر یا واقعہ کی طلب معلوم نہ ہو یعنی اس جملہ میں متکلم صرف اس قدر بات کرتا ہے جس کو صرف مسند الیہ یا صرف مسند بنا سکتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ محض ایک رکن سے تو کلام نہیں بن سکتا جس سے کسی واقعہ یا خبر کی طلب معلوم ہو سکے۔

{**اسمائے مرکب غیر مفید**}: مرکب غیر مفید کے تین نام ہیں:

(۱) مرکب غیر مفید (۲) مرکب اسناد (۳) مرکب ناقص

{**اقسام مرکب غیر مفید**}: صاحب کتاب نے مرکب غیر مفید کی تقسیم میں قدرے اختصار سے کام لیا ہے ورنہ مرکب غیر مفید کی اولاً دو قسمیں ہیں:

(۱) مرکب غیر مفید تقییدی (۲) مرکب غیر مفید غیر تقییدی

{**تعریف مرکب غیر مفید تقییدی**}: وہ مرکب ہے جس کا پہلا جز دوسرے جز کیلئے قید واقع ہو۔ یعنی اس کا پہلا جز قید سے پہلے کثرت افراد ہوں گے لیکن بعد از قید قلت افراد ہو جائیں گے جیسے غلام زید (زید کا غلام) اس میں دوسرا جز زید پہلے جز غلام کی قید ہے زید کے آنے

سے پہلے غلام عام تھا اس میں کثرت افراد پائے جاتے تھے ہر ایک کے غلام کو غلام کہہ سکتے تھے مگر زید کے آنے سے کثرت سے قلت ہوگئی عمومیت وتکثیر معدوم اور خصوصیت معلوم و موجود ہوگئی اب ہر ایک کے غلام کو غلام نہیں کہہ سکتے۔

{اقسام مرکب غیر مفید تقییدی}: اس مرکب غیر مفید تقییدی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مرکب اضافی (۲) مرکب توصیفی

{تعریف مرکب اضافی}: یہ وہ مرکب ہے جس کا پہلا جز مضاف اور دوسرا جز مضاف الیہ ہو جیسے غلام زید۔

فائدہ: جس چیز کی نسبت کی جائے اسے مضاف کہتے ہیں اور جس چیز کی طرف نسبت کی جائے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں جیسے **غلام زید** میں غلام کی نسبت زید کی طرف کی جارہی ہے ۔عربی زبان میں پہلے مضاف آتا ہے پھر مضاف الیہ مگر اردو زبان میں اکثر مضاف الیہ کا ترجمہ پہلے کیا جاتا ہے اور مضاف کا بعد میں۔

یہ بھی جان لو کہ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا۔جبکہ مضاف کبھی مرفوع ہوگا جیسے **جَآءَ غُلَامُ زَیْدٍ** کبھی منصوب جیسے **رَاَیْتُ غُلَامَ زَیْدٍ** اور کبھی مجرور جیسے **مَرَرْتُ بِغُلَامِ زَیْدٍ**۔

{تعریف مرکب توصیفی}: یہ وہ مرکب ہے جس کا پہلا جز موصوف دوسرا جز صفت ہو۔صفت وہ لفظ ہوتا ہے جو موصوف کی اچھائی یا برائی بیان کرے۔اور موصوف جس کی صفت بیان کی جائے۔جیسے **رَجُل "عَالِم"** اس میں **رجل** موصوف ہے اور **عالم** اس کی ایک اچھی صفت ہے۔اس میں بھی دوسرا جز پہلے جز رجل کیلئے قید واقع ہورہا ہے۔

تمرین

مندرجہ ذیل جملوں میں بتائیں کہ کونسا مرکب اضافی ہے کونسا مرکب توصیفی نیز ترجمہ کرنا اور ترکیب کرنا نہ بھولیں:

(۱) اَلْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ (۲) اَلْبَحْرُ الْمَسْجُوْرُ (۳) اَلْخَیْطُ الْاَبْیَضُ (۴) کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (۵) مِنْ قَبْلِکَ (۶) مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (۷) فَوْقَکُمْ (۸) تَحْتَ اَرْجُلِکُمْ

(۹)اَصۡحَابُ الۡجَنَّةِ (۱۰) عَلَى سَائِرِ الۡمُسۡلِمِيۡنَ (۱۱)يَوۡمَ يَنۡفَعُ الصّٰادِقِيۡنَ (۱۲) كَيۡفِيَّةُ تَرۡكِيۡبِ بَعۡضِهَا مَعَ بَعۡضٍ (۱۳) بَابُ خِيَارِ الشَّرۡطِ (۱۴) كِتَابُ الصَّلٰوةِ (۱۵)اَنۡوَارُ الۡقُرۡآنِ (۱۶)اَلشَّيۡطٰنُ الرَّجِيۡمَ (۱۷)اَلطَّرِيۡقَةُ الۡعَصۡرِيَّةُ (۱۸) كَلِمَةُ رَبِّكَ (۱۹)مِنۡ كَلَامِ سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ (۲۰)نُوۡرُ الۡاِيۡضَاحِ۔

نوٹ: خاتمہ میں حروف غیر عاملہ میں راقم نے مضاف مضاف الیہ اور موصوف صفت کی علامات بیان کی ہیں ان کو خوب یاد کرا کے اس تمرین کا اجراء کروائیں۔

{**تعریف مرکب غیر مفید تقییدی**}: وہ جملہ ہے جس کا پہلا جز دوسرے جز کیلئے قید واقع نہ ہو۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔ اس مرکب غیر مفید تقییدی کی تین قسمیں ہیں:

(۱)مرکب بنائی (۲) مرکب صوتی (۳) مرکب منع صرف

اب ہر ایک کی تعریف بمع امثلہ بالترتیب زیب قرطاس کرتے ہیں۔

{**تعریف مرکب بنائی**}: وہ جملہ ہے جو دو اسموں کو ملا کر ایک بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم حرف عطف کو شامل ہو یعنی کسی حرف کے بعد دوسرا اسم لایا گیا ہو جیسے **احد عشر** سے **تسعة عشر** تک کہ اصل میں **احد و عشر** اور **تسعة و عشر** تھا ان اعداد میں واؤ کو حذف کر کے دو اسموں کو ایک کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ اس مرکب کے دونوں جز مبنی بر فتح ہوتے ہیں۔ مبنی کی تعریف اپنے مقام پر آرہی ہے۔ سوائے اثنا عشر کے کہ اس کا پہلا جز معرب ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اصل میں اثنان تھا جو کہ لفظا و ▲ تثنیہ کے مشابہ ہے اور تثنیہ کیلئے قاعدہ ہے کہ جب مضاف ہو تو معرب ہوتا ہے اور نون گر جاتا ہے۔

{**تعریف مرکب صوتی**}: یہ وہ مرکب غیر مفید غیر تقییدی ہے جو دو اسموں سے مل کر بنا ہو جس میں دوسرا اسم صوت ہو جیسے سِيۡبَوِيۡه۔ یہ **سیب** اور **ویه** سے مرکب ہے اس میں دوسرا جز **سیه** اسم صوت ہے اس کا پہلا جز مبنی بر فتح اور دوسرا جز مبنی بر کسرہ ہوتا ہے۔

سیبویہ دراصل عمرو بن عثمان شیرازی نحویوں کے امام کا لقب ہے۔

{**تعریف مرکب منع صرف**}: جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کر لیا گیا ہو اس طور پر کہ دوسرا

اسم کسی حرف کو شامل نہ ہو جیسے بَعْلَبَکَّ۔ بعل ایک بت کا نام ہے جس کی حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم پوجا کرتی تھی اور بک شہر کے بانی و بادشاہ کا نام ہے۔ دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح حَضَرَمَوْت کہ حضر اور موت سے مرکب ہے عرب کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک اس کا جزء اول مبنی بر فتح ہوتا ہے اور دوسرا جز معرب ہے۔

صاحب کتاب کی عبارت بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چون غلام زید قائم، عندی احد عشر درھما وجاء بعلبک دراصل ایک اعتراض کا جواب ہے کہ جب مرکب غیر مفید ہے تو آخر ایک غیر مفید جس کا کوئی فائدہ نہیں تو پھر اس سے نحوی کیوں بحث کر رہے ہیں؟ تو اس کا جواب دیتے ہوئے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ یہ اگرچہ خود تو غیر مفید ہے مگر اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ کسی جملہ کا جز بن کر جملہ کو مکمل کر لیتا ہے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ قَائِم''، عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَماً، جَاءَ بَعْلَبَکَّ۔

ترکیب: عندی میں عند مضاف یائے متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا ثابت مقدر کا، ثابت مقدر اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر مقدم، احد عشر ممیز اور درھما تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتداء موخر مبتداء موخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تمرین

(۱) خطب سیبویہ (۲) عندی ثمانیة عشر کتابا (۳) ذھبت الی بعلبک (۴) رایت مسکویہ (۵) علیھا تسعة عشر (۶) قام نِفْطَوَیْہ (۷) حَدَّثَ رَاھُوَیْہ (۸) قَالَ ابن مَرْدَوَیہ۔

{عبارت}: فصل بدانکہ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظا چون ضرب زید و زید قائم یا تقدیرا

چون اضرب کہ انت در و مستتر ست۔

ترجمہ: فصل تو جان لے کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا خواہ وہ لفظا دو کلمے ہوں جیسے ضَرَبَ زَیْد‘‘ اور زَیْد’’ قَائِم‘‘ یا تقدیرا جیسے اِضْرِبْ کہ اس میں انت ضمیر پوشیدہ ہے۔

{**تشریح**}: یہاں سے مصنفؒ عزیز طلباء کیلئے مطالعہ کرنے کا طریقہ بیان کرر ہے ہیں کہ جملہ خواہ خبریہ ہو یا انشائیہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا۔ جن میں سے ایک مسند الیہ اور دوسرا مسند بنتا ہے۔ ہاں البتہ یہ ضروری نہیں کہ دونوں کلمے لفظوں میں موجود ہوں، بلکہ کبھی تو دونوں کلمے لفظوں میں موجود ہوں گے جیسی ضَرَبَ زَیْد‘‘ کہ اس میں ضرب مسند اور زید مسند الیہ دونوں لفظا موجود ہیں اور یہ جملہ فعلیہ خبریہ کی مثال ہے یا زَیْد’’ قَائِم‘‘ یہ جملہ اسمیہ خبریہ کی مثال ہے۔ اور کبھی دوسرا کلمہ مقدر ہوگا جیسے اِضْرِبْ یہ جملہ انشائیہ امریہ کی مثال ہے اس میں ایک کلمہ اضرب تو لفظوں میں موجود و ملفوظ ہے جبکہ دوسرا کلمہ انت ضمیر مرفوع فاعل لفظوں میں موجود نہیں اضرب میں پوشیدہ ہے۔

فائدہ: ماقبل کی تراکیب میں افعال کے اندر ضمیر مستتر انت ،ھو وغیرہ کے الفاظ آئے ہیں تو عزیز طلباء جان لیں کہ ضمیر مستتر پر تلفظ نہیں ہوتا، بلکہ بوقت ترکیب اسے تعبیر کرنے کیلئے ھو یا انت یا دیگر ضمائر استعارۃ استعمال کرتے ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ ترکیب کرتے وقت انت ضمیر مستتر نہ کہا جائے بلکہ ضمیر مستتر معبر بانت کہا جائے۔ واللہ اعلم۔

{عبارت}: وازیں بیشتر باشد و بیشتر راحدی نیست۔

ترجمہ: اس سے زیادہ بھی ہوتے ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

{**تشریح**}: اس عبارت میں بھی صاحب نحو میر نے ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ جملہ میں دو کلموں سے زیادہ کلمات بھی ہو سکتے ہیں جیسے نَصَرَ زَیْد‘‘ عَمْرًا نَصْرًا (مدد کی زید نے عمر کی مدد کرنا) یعنی جملہ کے پانچ جز بھی ہو سکتے ہیں اور پچاس بھی۔

{عبارت}: بدانکہ چون کلمات جملہ بسیار باشد اسم وفعل وحرف را با یکدیگر تمیز باید کردن ونظر کردن کہ معرب ست یا مبنی وعامل است یا معمول وباید دانستن کہ تعلق کلمات با یکدیگر چگونہ است تا مسند ومسند الیہ پیدا گردد ومعنی جملہ بتحقیق معلوم شود۔

ترجمہ: تو جان کہ جب جملہ کے کلمات بہت ہوں تو اسم فعل، حرف کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرلینا چاہئے، اور یہ دیکھنا چاہئے کہ معرب ہے یا مبنی، اور عامل ہے یا معمول، اور اسی طرح یہ بھی جاننا چاہئے کہ کلمات کا تعلق آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ کیا ہے تا کہ مسند و مسند الیہ حاصل ہو جائے اور جملہ کا معنی تحقیق سے معلوم ہو جائے۔

{تشریح}: اس عبارت سے بھی صاحب کتاب ایک فائدہ بیان کررہے ہیں اور وہ فائدہ اسی مطالعہ کرنے کے طریقہ کے متعلق ہے کہ اگر جملہ کے کلمات بہت ہوں تو اس جملہ کا معنی معلوم کرنے کیلئے چار باتوں کی تحقیق کرنا ضروری ہے:

(۱) ان کلمات میں کونسا اسم، فعل وحرف ہے۔

(۲) یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کونسا معرب اور کونسا مبنی ہے۔

(۳) یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ ان کلمات کا آپس میں تعلق کیا ہے۔

(۴) آیا مبتداء ہے یا خبر، مضاف ہے یا مضاف الیہ، موصوف ہے یا صفت، ذو الحال ہے یا حال، فعل ہے یا فاعل یا مفعول وغیرہ۔

ان چار باتوں کے بعد مسند ومسند الیہ کا علم ہو جائے گا جس سے اس جملہ کے معنی تحقیق کے ساتھ واضح ہو جائیں گے۔

تمرین

درج ذیل عبارت نور الایضاح کی ہے عزیز طلباء مندرجہ بالا باتوں کا خیال رکھتے ہوئے عبارت میں خوب غور وحوض کر کے اس عبارت کو حل کریں:

کِتَابُ الطَّهَارَةِ اَلْمِيَاهُ الَّتِیْ يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِهَا سَبْعَةُ مِيَاهٍ ,مَاءُ السَّمَآءِ وَ مَآءُ

الْبَحْرِ وَ مَاءُ النَّهْرِ وَ مَاءُ الْبِئْرِ وَ مَاذَابَ مِنَ الثَّلْجِ وَ الْبَرْدِ وَ مَاءُ الْعَيْنِ۔

اس کے علاوہ بھی استاد رسی کتب کی مختلف مقامات کی عبارت حل کرائیں اگر عزیز طلباء کو اب تک کا سبق اچھی طرح از بر کرا دیا گیا ہو اور ماقبل کی تمرینات کے ساتھ ساتھ انفرادی اجراء بھی کرا دیا گیا ہو تو ان شاء اللہ طلباء پوری نہیں تو آدھی عبارت حل کر لیں گے۔

{عبارت}: فصل بدانکہ علامت اسم آنست کہ الف ولام یا حرف جر دراولش باشد چون الحمد وبزید یا تنوین درآخرش باشد چون زید یا مسند الیہ باشد چون زید قائم یا مضاف باشد چون غلام زید یا مصغر باشد چون قریش یا منسوب باشد چون بغدادی یا مثنی باشد چون رجلان یا مجموع باشد چون رجال یا موصوف باشد چون جاء رجل عالم یا تائی متحرکہ بدو پیوندو چون ضاربۃ وعلامت فعل آنست کہ قد دراولش باشد چون قد ضرب یا سین باشد چون سیضرب یا سوف باشد چون سوف یضرب یا حرف جزم بود چون لم یضرب یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوندو چون ضربتِ یا تائے ساکن چون ضربت یا امر باشد چون اضرب یا نہی باشد چون لا تضرب وعلامت حرف آن است کہ ہیچ علامتی از علاماتِ اسم فعل درونبود۔

ترجمہ: تو جان لے کہ اسم کی علامت یہ ہے کہ اس کے شروع میں الف لام یا حرف جر ہو جیسے اَلْحَمْدُ ، بِزَيْدٍ، یا تنوین اس کے آخر میں جیسے زَيْد'' یا مسند الیہ ہو جیسے زَيْد'' قَائِم'' یا مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَيْدٍ یا مصغر ہو جیسے قُرَيْش'' یا منسوب ہو جیسے بَغْدَادِیّ'' یا تثنیہ ہو جیسے رَجُلَانِ یا جمع ہو جیسے رِجَال'' یا موصوف ہو جیسے جَاءَ رَجُل'' عَالِم'' یا تائے متحرکہ اس کے ساتھ لگی ہوئی ہو جیسے ضَارِبَة'' (مارنے والی عورت) اور فعل کی علامات یہ ہے کہ اس کے شروع میں قد ہو جیسے قَدْ ضَرَبَ (بے شک اس ایک مرد نے مارا) یا سین ہو جیسے سَيَضْرِبُ (عنقریب مارے گا وہ ایک مرد) یا سَوْفَ ہو جیسے سَوْفَ يَضْرِبُ (عنقریب مارے گا وہ ایک مرد یا حرف جزم ہو جیسے لَمْ يَضْرِبْ (نہیں مارا اس ایک مرد نے) یا ضمیر مرفوع متصل اس کے ساتھ لگی ہو جیسے ضَرَبْتُ یا تائے ساکنہ ہو جیسے ضَرَبَتْ (مارا اس

ایک عورت نے) یا امر ہو جیسے اِضْرِبْ یا نہی ہو جیسے لاَ تَضْرِبْ اور حرف کی علامت یہ ہے کہ اس میں اسم اور فعل کی کوئی علامت نہ ہو۔

{تشریح}: اس فصل میں صاحب کتابؒ نے اسم، فعل، حرف کی علامات کو بیان کیا ہے ~~کیونکہ ماقبل میں جو مطالعہ کا طریقہ مصنف نے بیان کیا تھا اس میں سب سے پہلے یہی تھا کہ~~ عبارت میں اسم، فعل، حرف کا امتیاز کریں تو اب اسی امتیاز کو ذکر کیا جارہا ہے۔ علامت وہ ہے جو ایک چیز کے سوا کسی اور میں نہ پائی جایئے اس کو خاصہ بھی کہتے ہیں۔

{علامات اسم}: اسم کی علامات درج ذیل ہیں:

(۱) شروع میں الف لام ہو جیسے **الحمد، الرجل**

(۲) شروع میں حرف جر ہو جیسے **بزید**۔ اور حرف جر سترہ 17 ہیں جن کو ایک شعر میں اس طرح جمع کیا گیا ہے:

باؤ تاؤ کاف لام واؤ منذو مذ خلا

رب و حاشا من عدا فی عن الی حتی علی

(۳) کلمہ کے آخر میں تنوین ہو جیسے **زیدًا، زید''، زیدٍ**

(۴) مسند الیہ ہو جس کی وضاحت ہو چکی جیسے **زَیْد'' قائم''**۔

(۵) مضاف ہو جیسے **غُلاَمُ زیدٍ**۔

(۶) مصغر ہو جیسے **قریش''**۔ (یہ عرب کے ایک مشہور قبیلہ کے نام ہے)

(۷) منسوب ہو یعنی یائے نسبت کی اس کے آخر میں لگی ہو جیسے **بغدادی** (عراق کے ایک مشہور شہر کا نام ہے۔

(۸) مثنی یعنی تثنیہ ہو جیسے **رَجُلاَنِ** (دو مرد)

(۹) جمع ہو جیسے **رِجَال''** (بہت سے مرد) **مَسَاجِد''**۔

(۱۰) موصوف ہو جیسے **جَاءَ رَجُل'' عَالِم''**۔

(۱۱) تائے متحرکہ اس کے آخر میں لگی ہو جیسے ضَارِبَۃ''۔

مصنف نے اختصاراً صرف اتنی ہی علامات پر اکتفاء کیا ہے لیکن ہم عزیز طلباء کی آسانی کیلئے اسم کی مزید علامات کو بھی ذکر کر دیتے ہیں:

(۱۲) کلمہ کے شروع میں حرف ندا میں سے کوئی حرف آ جائے جیسے یا اللہ۔ اور حرف ندا پانچ (۵) ہیں: (۱) یا (۲) ایا (۳) ھیا (۴) اَیْ (۵) ہمزہ مفتوحہ۔

(۱۳) علم ہو یعنی کسی کا نام ہو جیسے عبدالرزاق، محمد شاکر، روح اللہ، محمد اسلام۔

(۱۴) حروف مشبہ بالفعل میں سے کوئی حرف شروع میں آ جائے۔ اور حروف مشبہ بالفعل کل چھ (۶) ہیں: (۱) اِنَّ (۲) اَنَّ (۳) کَأَنَّ (۴) لَیتَ (۵) لٰکِنَّ (۶) لَعَلَّ۔

(۱۵) الف مقصورہ آخر میں ہو اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے الف کے بعد ہمزہ نہ ہو جیسے حُبْلیٰ، جَبْلَا۔

(۱۶) الف ممدودہ آخر میں ہو اور اس کی پہچان یہ ہے کہ الف کے بعد ہمزہ ہو جیسے حمراء۔

(۱۷) کلمہ کے شروع میں میم زائد ہو جیسے منصور۔

(۱۸) مذکر ہو جیسے جمل۔

(۱۹) مونث ہو جیسے ناقۃ۔

(۲۰) معرفہ ہونا جیسے ھذا۔

(۲۱) نکرہ ہو جیسے رجل۔

(۲۲) فاعل ہونا جیسے ضَرَبَ زَیْد''۔

(۲۳) مفعول ہونا جیسے ضَرَبَ زَیْد'' عَمْرواً۔

اسم کی چند علامات کو شاعر نے اس شعر میں جمع کیا ہے:

لام وتنوین حرف جر مسند الیہ منسوب داں

پس مصغر تثنیہ مجموع مضاف را بخواں

ندا و تائے متحرکہ موصوف علامت اسم داں
نظم کردم آنچہ دیدم در کتاب نحویاں

{علامات فعل}:

(۱) کلمہ کے شروع میں حرف قد ہو جیسے قَدْ ضَرَبَ۔

(۲) کلمہ کے شروع میں حرف سین ہو جیسے سَیَضْرِبُ۔

(۳) کلمہ کے شروع میں سوف ہو جیسے سَوْفَ یَضْرِبُ۔

فائدہ: سین اور سوف دونوں علامت فعل مضارع ہیں دونوں کو ''تسویف'' کہا جاتا ہے یہ دونوں فعل مضارع کو استقبال کے معنی کے زمانہ کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں۔ان دونوں میں کیا فرق ہے تو اس میں دو مذہب ہیں:

(۱) سین استقبال قریب کیلئے آتا ہے اور سوف استقبال بعید کیلئے آتا ہے۔

(۲) پہلے مذہب کے بالکل الٹ اور برعکس ہے یعنی سوف استقبال قریب اور سین استقبال بعید کیلئے آتا ہے۔

یادرہے کہ سین اور سوف مضارع کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ قاعدہ اکثری ہے چنانچہ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ (البقرہ 137) اس آیت میں سین نہ استقبال قریب کیلئے ہے نہ استقبال بعید کیلئے۔ بلکہ محض تاکید کیلئے ہے۔

(۴) کلمہ کے شروع میں حروف جوازم ہو جیسے لَمْ یَضْرِبْ۔حروف جوازم پانچ ہیں: (۱)اِنْ (۲)لَمْ (۳)لَمَّا (۴)لام امر (۵)لام نہی۔یہ فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کے آخر کو جزم دیتے ہیں۔

(۵) کلمہ کے آخر میں ضمیر مرفوع متصل لگی ہوئی ہو جیسے ضَرَبْتُ ،ضَرَبْتِ ، ضَرَبْتَ

(۶) کلمہ کے آخر میں تائے ساکنہ علامت مونث ہو جیسے ضَرَبَتْ۔

(۷) امر کا ہونا جیسے اِضْرِبْ

(۸) نہی کا ہونا جیسے لاَ تَضْرِبْ۔

صاحب کتاب نے صرف انہی علامات پر اکتفاء کیا ہے لیکن عزیز طلباء ہمیں چونکہ آپ سے بہت محبت ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ ابھی سے زیادہ سے زیادہ محنت کر کے اس کتاب سے خوب خوب استفادہ حاصل کریں اس لئے ہم آپ کیلئے کچھ مزید علامات بھی بیان کر دیتے ہیں امید کرتا ہوں کہ آپ انہیں بھی پورے شوق و ذوق سے یاد کریں گے:

(۹) کلمہ کے آخر میں نون خفیفہ یا نون ثقیلہ ہو جیسے اِضْرِبَنَّ، اِضْرِبَنْ۔

(۱۰) کلمہ کے آخر میں تم ،تما ،تن یا نا ضمیر فاعل ہو جیسے ضَرَبْتُمْ ، ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُنَّ، ضَرَبْنَا۔

(۱۱) کلمہ کے آخر میں نون مفتوحہ علامت جمع مونث ہو جیسے ضَرَبْنَ۔

(۱۲) کلمہ کے آخر میں واؤ ساکنہ علامت جمع مذکر ضمیر فاعل ہو جیسے ضَرَبُوْا۔

(۱۳) کلمہ کے شروع میں حروف ''اتین'' علامت مضارع میں سے کوئی حرف آ جایئے اور حروف ''اتین'' چار ہیں :(۱)ا(۲)ت(۳)ی(۴)ن۔ جیسے اَضْرِبُ، تَضْرِبُ، یَضْرِبُ، نَضْرِبُ۔

(۱۴) نفی موکد بلن ناصبہ ہو جیسے لَنْ یَّضْرِبَ۔

{**علامت حرف**}: حرف کی علامت یہ ہے کہ اس میں اسم یا فعل کی کوئی علامت نہ پائی جائے جیسے مَنْ، اِلٰی، فِیْ، حَتّٰی۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا:

کسی لفظ پر جو نہ ہو کوئی علامت فعل واسم
یہی عدم علامت ہے حرف کی علامت عزیزم

فائدہ: حرف کلام میں مقصود نہیں ہوتا بلکہ محض ربط کلام یعنی کلام کو جوڑنے کا فائدہ دیتا ہے اور یہ ربط کبھی دو اسموں میں ہوتا ہے جیسے زَیْد'' فِیْ الدَّارِ کبھی ایک اسم اور ایک فعل میں ہوتا ہے جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ کبھی دو فعلوں میں جیسے اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ۔

تمرین

مندرجہ ذیل کلمات میں اسم، فعل وحرف کو پہچانیں اور ان علامات کو بھی ذکر کریں جن کی وجہ سے آپ کو ان کی پہچان ہوئی ترجمہ وترکیب کرنا نہ بھولیں:

(١)قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (٢)قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ (٣)لَاتُشْرِکْ بِاللّٰہِ(٤)سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (٥) سَیَعْلَمُوْنَ (٦) سَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ(٧)فَأْتُوْا بِسُوْرَۃٍ (٨)اِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا(٩)وَلَنْ تَفْعَلُوْا(١٠) رَسُوْلُ اللّٰہِ (١١)اَلرَّحْمٰنُ (١٢) اَلرَّحِیْمُ(١٣) قَائِمَۃ'' (١٤)قَالَتِ النَّمْلَۃُ (١٥)قَتَلَتْ(١٦) کَرَاتُشِیْ (١٧) کُوْفِیّ'' (١٨)اَلصَّلٰوۃُ(١٩)اِذْھَبُوْا(٢٠)صَلٰوۃُ الصُّبْحِ۔

{عبارت}: فصل بدانکہ جملہ کلماتِ عرب بر دو قسم است معرب ومبنی معرب آنسبت کہ آخرش باختلافِ عوامل مختلف شود چون زید در جاءنی زید ورایت زیدا ومررت بزید، جاء عامل است وزید معرب است وضمہ اعراب است ودال محل اعراب ومبنی آنست کہ آخرش باختلافِ عوامل مختلف نشود چون ھولآء کہ در حالت رفع ونصب وجر یکساں ست۔

ترجمہ: تو جان کے تمام عربی کلمات دو قسم پر ہیں معرب اور مبنی۔ معرب وہ ہے کہ جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے جیسے زَیْد''، جَائَنِیْ زَیْد''، رَأَیْتُ زَیْداًاور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں، جاء عامل ہے اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔ اور مبنی وہ ہے جس کا آخر عوامل کے بدلنے سے نہ بدلے جیسے ھو لآء کہ یہ رفع، نصب، جر کی حالت میں یکساں رہتا ہے۔

{تشریح}: صاحبِ کتابؒ نے کتاب کے شروع میں کلمہ کی تین قسمیں بیان کی تھیں۔ اب کلمہ کی تقسیم بیان کرتے ہیں کیونکہ پہلے یہ بیان کیا تھا کہ جملہ کے کلمات بہت سے ہوں تو اس جملہ کا معنی معلوم کرنے کیلئے چار باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ ان میں دوسری بات یہ ہے

کہ یہ تحقیق کی جائے کہ ان میں کونسا معرب اور کونسا مبنی ہے۔مگر ان کے معرب اور مبنی کا علم تب ہوسکے گا جب معرب اور مبنی کی پہچان اور ان کی علامات کا علم ہو اس لئے اس عبارت کے اول میں معرب اور مبنی کی تعریف بیان کرتے ہیں اور ساتھ ہی کلام عرب میں کل معربات ومبینات وغیرہ کی تعداد کو متعین کریں گے۔

{**تعریف معرب**}: معرب وہ کلمہ ہے جس کے آخری حرف کی حرکت عاملوں کے بدلنے سے بدلتی رہے۔یعنی اگر اس پر رفع دینے والا عامل داخل ہوجائے تو اس کے آخر پر رفع والی حرکت یعنی پیش آجائے۔اور اگر رفع دینے والا عامل ہٹ جائے اور نصب دینے والا عامل داخل ہوجائے تو آخر پر نصب یعنی زبر آجائے۔اور اگر وہ بھی ہٹ جائے اور جر دینے والا عامل داخل ہوجائے تو اس پر جر آجائے۔

مثال: اسم معرب ''زید'' کا لفظ ہے۔جو جَاۤئَنِیْ زَیْد'' میں واقع ہے۔دیکھئے اس پر جاء عامل رافع (رفع دینے والا) آیا ہے تو زید پر رفع آگیا۔اور اگر اس پر عامل نصب رایت داخل کردیا جائے تو زید پر نصب آجائے گا جیسے رَأَیْتُ زَیْداً، اور اگر اس پر عامل جر دینے والا داخل ہوجائے تو زید پر اعراب جر کا آجائے گا جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

مصنف کی عبارت میں ''جاء عامل است'' یہ بتانا مقصود ہے کہ جو مثال معرب کی دی گئی ہے اس میں عامل کون ہے؟ معرب کون ہے؟ اور اعراب کیا ہے؟ اور اعراب آنے کی جگہ جس کو محل اعراب کہتے ہیں کیا ہے؟ تو دی گئی مثالوں میں ''جائ''،''رایت''،''با'' یہ تینوں ''عامل'' ہیں۔جو بدل بدل کر زید پر داخل ہوتے رہے۔اور ''زید'' کا لفظ معرب ہے اور اس زید پر جو ''رفع،نصب،جر'' آتے رہے یہ اعراب ہیں۔اور یہ مختلف اعراب جو زید کے آخر یعنی ''دال'' پر آتے رہے یہ ''محل اعراب'' ہے کیونکہ اعراب کلمہ کے شروع یا درمیان میں نہیں آتا بلکہ ہمیشہ آخری حرف پر آیا کرتا ہے۔

فائدہ: اعراب کی تین قسمیں ہیں: (۱) اعراب لفظی (۲) اعراب تقدیری (۳) اعراب محلی

{اعراب لفظی}: اسے کہتے ہیں جس کا تلفظ زبان سے ہو جیسے جَائَنِیْ زَیْد'' میں رفع یعنی

پیش ہے۔

{اعراب تقدیری}: اسے کہتے ہیں جو پوشیدہ ہو اور اس کا تلفظ زبان سے نہ کیا گیا ہو۔ جیسے **جَاءَ الْقَاضِیْ**۔

بعض نحاۃ نے اعراب کی ایک اور قسم کو بھی بیان کیا ہے جس کو ''اعراب محلی'' کہتے ہیں۔

{اعراب محلی}: اسے کہتے ہیں جو اسم مبنی پر آئے۔ یعنی یہ اسم مبنی ایسی جگہ واقع ہو کہ اگر اس کی جگہ کوئی اسم معرب ہوتا تو اس پر اعراب آتا جیسے **جَاءَ ھٰؤُلآءِ** میں **ھو لاءِ**، **جاء** کا فاعل ہے اور فاعل پر رفع آتا ہے لیکن اس پر رفع نہ لفظوں میں ہے نہ پوشیدہ ہے بلکہ اس پر محل کے اعتبار سے رفع ہے یعنی **ھو لآء** کی جگہ کوئی اسم معرب مثلاً **زید** ہوتا تو اس پر رفع آتا۔

{تعریف مبنی}: مبنی اس کلمہ کو کہتے ہیں کہ جس کا آخر عاملوں کے بدلنے اور مختلف ہونے کے باوجود نہ بدلے اور نہ ہی مختلف ہو یعنی اس کے آخر میں کسی قسم کا ردوبدل نہ آئے بلکہ ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہے گویا کہ یہ عاملوں کے اختلاف کے باوجود بھی ٹس سے مس نہ ہو بلکہ جوں کا توں رہے۔۔

{مثال ھٰؤُلآءِ}: اس کا آخر تینوں حالتوں (حالت رفع، نصب، جر) میں ایک ہی حالت یعنی حالت جر (کسرہ) پر رہے گا۔ عزیز طلباء دیکھیں **جاء** عامل رفع آیا ہے مگر اس کے باوجود **ھو لآء** کے آخر میں کوئی اختلاف نہیں آیا۔ بلکہ پہلے کی طرح مکسور ہے۔ اور اگر عامل ناصب داخل کرے جیسے **رَأَیْتُ ھٰؤُلآءِ** تب بھی اس کے آخر میں کوئی اختلاف نہیں آئے گا بلکہ کسرہ ہی رہے گا۔ اور اگر اس پر عامل جر داخل ہو جیسے **مررت بھو لآء** تو یہ جر عامل جار کی وجہ سے جر نہیں آیا بلکہ جس طرح پہلے مکسور تھا اب بھی مکسور ہی ہے۔

ایک شاعر نے مبنی اور معرب کی تعریف میں یہ شعر کہا تمام طلباء اس کو یاد کرلیں:

مبنی آن باشد کہ مانند برقرار

معرب آں باشد کہ گرد بار بار

ترجمہ: مبنی ایسے کلمہ کو کہتے ہیں جو ایک ہی حالت پر برقرار رہے اور معرب ایسا کلمہ ہے جو بدلتا رہے۔

عقیدے کے معاملے میں آپ بھی مبنی رہیں اور خواہ کوئی بڑے سے بڑا گمراہ آپ کے ذہن کو متشوش کرنے کی کوشش کرے آپ اس کے جال میں نہ پھنسیں اور اکابر علمائے دیوبند کے مسلک و مشرب سے مضبوطی سے چمٹے رہیں۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں بتائیں کہ کونسا مبنی ہے کونسا معرب؟ اور معرب ہونے کی حالت میں کونسا اعراب داخل ہے؟ عامل کون ہے؟، اعراب کیا ہے؟ محل اعراب کونسا ہے؟ اس کے بعد ذیل کی مثالوں کے آخر میں جو اسم ہے طلباء ان پر خود سے تینوں عامل داخل کر کے امثلہ بنائیں۔

(۱) الم (۲) ذَالِکَ (۳) فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضاً (۴) ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (۵) یَكَادُ الْبَرْقُ (۶) یَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ (۷) اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (۸) عَلٰی عَبْدِنَا (۹) اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ (۱۰) بِرَبِّ الْفَلَقِ (۱۱) رَأَیْتَ النَّاسَ (۱۲) وَاسْتَغْفِرْهُ (۱۳) فَعَلَ رَبُّکَ (۱۴) فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ (۱۵) وَجَدَکَ (۱۶) عَنْکَ (۱۷) كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ (۱۸) یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ (۱۹) اِلٰی رَبِّهٖ (۲۰) عَلَیْهِمَا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: فصل: بدانکہ جملہ حروف مبنی ست واز افعال فعل ماضی وامر حاضر معروف وفعل مضارع بانونہائے جمع مونث وبانونہائی تاکید نیز مبنی ست بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی است واما اسم متمکن معرب ست بشرط آنکہ درترکیب واقع شود وفعل مضارع معرب ست بشرط آنکہ ازنونہائے جمع مونث ونون تاکید خالی باشد پس درکلام عرب بیش ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی ست۔

ترجمہ: فصل آپ جان لیجئے کہ تمام حروف مبنی ہیں اور افعال میں سے فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور فعل مضارع نونات جمع مونث اور نونات تاکید کے ساتھ بھی مبنی ہے۔ یہ بھی جان لیجئے کہ اسم غیر متمکن بھی مبنی ہے۔ اور جہاں تک بات ہے کہ اسم متمکن کی تو وہ معرب ہے بشرطیکہ ترکیب میں واقع ہو۔ اور فعل مضارع معرب ہے بشرطیکہ نونات جمع مونث اور نونات جمع تاکید سے خالی ہو۔ پس کلام عرب میں ان دو قسموں کے علاوہ معرب نہیں باقی تمام مبنی ہیں۔

{تشریح}: اس عبارت سے مقصود مصنف علیہ الرحمۃ کا مبنی اور معرب میں سے ہر ایک کی تعداد اور مقدار کو بیان کرنا مقصود ہے تاکہ مبنی اور معرب کو پہچاننے میں مزید آسانی ہوجائے۔ تو اولا مبنی کی تعداد متعین کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کلمہ کی تین قسموں میں سے ''حروف'' تو تمام کے تمام مبنی ہیں اور کلمہ کی دوسری قسم افعال میں سے ''فعل ماضی معروف ومجہول'' یعنی اس کی تمام گردانیں اور ''فعل امر حاضر'' کی صرف ایک گردان یعنی ''امر حاضر معروف'' بھی مبنی ہے (نہ کہ مجہول) اور فعل مضارع کے وہ صیغے جن کے ساتھ نون جمع مونث کا ہو جیسے یَضْرِبْنَ، تَضْرِبْنَ اور وہ فعل مضارع جس کے آخر میں نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کا ملا ہو تو وہ بھی مبنی ہے۔ نون تاکید ثقیلہ کی مثال جیسے لَیَضْرِبَنَّ اور نون تاکید خفیفہ کی مثال جیسے لَیَضْرِبَنْ۔

اور کلمہ کی تیسری قسم یعنی ''اسم'' کی دو قسمیں ہیں: (۱) اسم متمکن (۲) اسم غیر

متمکن۔ان کی وضاحت آگے آئے گی۔ یہاں یہ جان لیں کہ اسم غیر متمکن اپنی آٹھوں اقسام کے ساتھ مبنی ہے۔ان اقسام کا ذکر تفصیل کے ساتھ اگلے صفحات پر اپنے مقام پر آجائے گا ان شاء اللہ۔رہی بات اسم متمکن کی تو وہ اس وقت مبنی ہوگا جب وہ ترکیب میں واقع نہ ہو۔خلاصہ کلام یہ ہوا کہ کل مبنیات کی تعداد یہ ''سات'' اقسام ہیں۔

{تعداد اسم معرب}: ماقبل میں مبنی کی تعداد کا ذکر ہوا اس کے بعد مصنفؒ ''معرب'' کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اسم معرب صرف دو قسم پر ہے۔

(۱) وہ اسم متمکن جو اپنے عامل کے ساتھ مل کر ترکیب میں واقع ہو۔

(۲) فعل مضارع کے تمام صیغے معرب ہیں بشرطیکہ نون تاکید ثقیلہ خفیفہ اور نون جمع مونث سے خالی ہو کیونکہ اس وقت یہ مبنی ہوگا جیسا کہ ماقبل میں ذکر ہوا۔پس کلام عرب میں ان قسموں کے علاوہ کوئی معرب نہیں باقی تمام مبنی ہیں۔

{عبارت}: واسم غیر متمکن اسمیت کہ با مبنی اصل مشابہت دارد و مبنی اصل سہ چیز است فعل ماضی وامر حاضر معروف و جملہ حروف واسم متمکن اسمیت کہ با مبنی اصل مشابہ نباشد۔

ترجمہ: اور اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو اور مبنی اصل تین چیزیں ہیں فعل ماضی، امر حاضر معروف، اور تمام حروف اور اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے مشابہ نہ ہو۔

{تشریح}: گزشتہ سطور میں بتایا تھا کہ اسم غیر متمکن تو اپنی آٹھوں اقسام کے ساتھ مبنی ہے جبکہ اسم متمکن کی دو حالتیں ہیں ایک حالت میں تو مبنی ہے اور ایک حالت میں معرب ہے۔یعنی اسم متمکن اگر ترکیب میں واقع ہو تو وہ معرب ہے اور اگر ترکیب میں واقع نہ ہو تو مبنی ہے۔غرض اسم متمکن اور غیر متمکن دونوں کا ذکر ماقبل میں ہوا تھا تو اب اس عبارت میں ان دونوں کی تعریف بیان کرتے ہیں مگر ان دونوں کی تعریف سے پہلے ایک تمہیدی بات کا

جاننا ضروری ہے۔

{تمہیدی بات}: یہ کہ مبنی کی دو قسمیں ہیں۔پہلی قسم کا نام مبنی الاصل اور دوسری قسم کا نام مبنی غیر اصل ہے۔

{تعریف مبنی الاصل}: مبنی الاصل وہ کلمہ ہے جو اپنی اصل وضع کے اعتبار سے مبنی ہو کسی کی مشابہت کی وجہ سے مبنی نہ ہو جیسے من والی وغیرہ۔اور یہ مبنی الاصل کل تین ہیں (۱) تمام حروف (۲) فعل ماضی معروف ومجہول بمع تمام صیغوں کے (۳) امر حاضر معلوم کے تمام صیغے بھی مبنی الاصل ہیں۔

{تعریف مبنی غیر اصل}: مبنی غیر اصل وہ کلمہ ہے جو اپنی اصل وضع کے اعتبار سے مبنی نہ ہو بلکہ مبنی الاصل کی تین قسموں میں سے کسی ایک کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی بن گیا ہو۔اور ایسے مبنی غیر اصل بھی تین ہیں (۱) فعل مضارع کے وہ صیغے جن میں نون جمع مونث یا تاکید ہو۔ (۲) اسم متمکن جبکہ ترکیب میں واقع نہ ہو۔اسم غیر متمکن کی آٹھوں اقسام بھی غیر مبنی الاصل ہیں۔

اس تمہیدی بات کے بعد اب ہم اسم غیر متمکن اور اسم متمکن کی تعریف بیان کرتے ہیں۔

{تعریف اسم غیر متمکن}: اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کی تینوں قسموں میں سے کسی ایک ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔

{وجہ تسمیہ}: غیر متمکن کے معنی ہیں جگہ نہ دینے والا اور اسم غیر متمکن بھی چونکہ مبنی ہونے کی وجہ سے اعراب کو جگہ نہیں دیتا اس لئے اسے اسم غیر متمکن کہا جاتا ہے۔

{تعریف اسم متمکن}: اسم متمکن وہ اسم ہوتا ہے جو مبنی الاصل کی اقسام ثلاثہ میں سے کسی ایک کے ساتھ کوئی مشابہت ومناسبت نہ رکھتا ہو۔

{وجہ تسمیہ}: متمکن کے معنی ہیں جگہ دینے والا۔اسم متمکن بھی اکثر ترکیب میں واقع ہو کر معرب بن کر اعراب کو جگہ دیتا ہے اس لئے اسے اسم متمکن کہا جاتا ہے۔اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام ہیں اور اسم متمکن کی باعتبار وجوہ اعراب کے کل سولہ اقسام ہیں۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں سے کونسا مبنی ہے کونسا معرب؟ نیز ان دونوں کی اقسام میں سے کونسی قسم ہے؟ وضاحت کرنے کے بعد جملوں کی ترکیب بھی کریں۔

اِشْتَرَیْتُ دَرَّاجَۃً (۲) اَکْرِمْ زَیْداً (۳) یَنْصَرْنَ (۴) یَفْعلْنَ (۵) ھٰذَا قَلَمِیْ (۶) نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ (۷) اِذْھَبُوْا (۸) اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً (۹) اَنْتَ قُلْتَ (۱۰) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ (۱۱) لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ (۱۲) عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ (۱۳) یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (۱۴) فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (۱۵) قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ (۱۶) اِذَا جَآئَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ (۱۷) کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ (۱۸) فَاصْبِرْ صَبْراً جَمِیْلاً (۱۹) لَاِنْ کَفَرْتُمْ (۲۰) لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِیْ الْاَرْضِ (۲۱) وَلَیُمَکِّنَنَّ (۲۲) وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ (۲۳) وَلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بریلوی کا معنی

اردو کی مشہور لغت ''نور اللغات'' میں لکھا ہے کہ بریلی کے اندر ایک پاگل خانہ تھا تو جو پاگلوں والی حرکتیں کرتا تھا تو کہا جاتا کہ ''بریلی جانے والے کام کر رہے ہو'' گویا اردو محاوروں میں بریلوی کہتے ہی اسے ہیں جو عقل سے فارغ ہو تفصیل کیلئے دیکھو:

(نور اللغات، ج1، ص621)

{عبارت}: فصل بدانکہ اسم غیر متمکن ہشت قسم است اول مضمرات چون اَنَا من مردوزن و ضربت زدم من وایای خاص ومرا وضربنی بزد مرا ولی مرا وایں ہفتاد ضمیر است چہاردہ مرفوع متصل ضربت ،ضربنا ،ضربت ،ضربتا،ضربتم ،ضربت ،ضربتما ضربتن ضرب ضربا ضربوا ضربت ضربنا ضربتا ضربن و چہاردہ مرفوع منفصل انا نحن انت انتما انتم انت انتما انتن ھو ھما ھم ھی ھما ھن و چہاردہ منصوب متصل ضربنی ضربنا ضربک ضربکما ضربکم ضربک ضربکما ضربکن ضربہ ضربھما ضربھم ضربھا ضربھما ضربھن و چہاردہ منصوب منفصل ایای ایانا ایاک ایا کما ایاکم ایاک ایا کما ایاکن ایاہ ایا ھما ایاھم ایاھا ایا ھما ایاھن و چہاردہ مجرور متصل لی لنا لک لکما لکم لک لکما لکن لہ لھما لھم لھا لھما لھن دوم اسمائے اشارات ذا وذان وذین وتا وتی وتہ وذہ ذھی و تھی وتان وتین واولآء بمد واولی بقصر۔ سوم اسمائے موصولہ الذی الذان واللذین واللذین التی اللتان واللتین واللاتی واللواتی وما ومن وای وایۃ والف ولام بمعنی الذی دراسم فاعل و اسم مفعول چون الضارب والمضروب وذو بمعنی الذی درلغت بنی طے نحو جاء نی ذو ضربک بدانکہ ای وایۃ معرب ست۔ چہارم اسمائے افعال وآن بردو قسم است اول بمعنی امر حاضر چون روید وبلہ وحیھل وھلم دوم بمعنی فعل ماضی چون ھیھات وشتان پنجم اسمائے اصوات چون اح اح واف وبخ ونخ وغاق ششم اسمائے ظروف ،ظرف زمان چون اذ واذا ومتی وکیف وایان و امس ومذ ومنذ وقط وعوض وقبل وبعد وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد و ظروف مکان چون حیث وقدام وتحت وفوق وقتیکہ مضاف باشند ومضاف الیہ محذوف منوی باشد ہفتم اسمائے کنایات چون کم وکذا کنایت از عدد وکیت وذیت کنایت از حدیث ہشتم مرکب بنائی چون احد عشر۔

ترجمہ: تو جان کہ اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام ہیں۔ پہلی قسم ضمیریں ہیں جیسے اَنَا میں ایک مرد یا ایک عورت اور ضَرَبْتُ میں نے مارا اور اِیَّایَ خاص میرے لئے اور ضَرَبَنِیْ مجھ کو مارا اور لِیْ میرے لئے۔ اور یہ سترہ ضمیریں ہیں چودہ مرفوع متصل ضَرَبْتُ ، ضَرَبْنَا ، ضَرَبْتَ ،ضَرَبْتُمَا، ضَرَبْتُمْ ،ضَرَبْتِ ،ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوْا

ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْنَ اور چودہ مرفوع منفصل جیسے اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ اور چودہ منصوب متصل جیسے ضَرَبَنِيْ ضَرَبَنَا ضَرَبَکَ ضَرَبَکُمَا ضَرَبَکُمْ ضَرَبَکِ ضَرَبَکُمَا ضَرَبَکُنَّ ضَرَبَهُ ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُمْ ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ اور چودہ منصوب منفصل جیسے اِيَّايَ اِيَّانَا اِيَّاکَ اِيَّاکُمَا اِيَّاکُمْ اِيَّاکِ اِيَّاکُمَا اِيَّاکُنَّ اِيَّاهُ اِيَّاهُمَا اِيَّاهُم ايَّاهَا اِيَّاهُمَا اِيَّاهُنَّ اور چودہ مجرور متصل جیسے لِيْ لَنَا لَکَ لَکُمَا لَکُمْ لَکِ لَکُمَا لَکُنَّ لَهُ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ دوم قسم اسمائے اشارات جو یہ ہیں ذَا و ذَانِ و ذَيْنِ و تَا وتِيْ و تِهْ و ذَهْ ذِهِيْ و تِهِيْ و تَانِ و تَيْنِ و اُوْلَآءِ مد کے ساتھ واُوْلٰی قصر کے ساتھ۔ تیسری قسم اسمائے موصولہ ہیں جو یہ ہیں اَلَّذِيْ اَلَّذَانِ وَالَّلذَيْنَ وَالَّلذِيْنِ اَلَّتِيْ اَلَّلتَانِ وَالَّلتَيْنِ وَاللَّاتِيْ وَاللَّوَاتِيْ ومَا و مَنْ و اَيٌ'' واَيَّة'' اورالف لام جو بمعنی الذی ہو اسم فاعل اور اسم مفعول میں جیسے اَلضَّارِبُ و اَلْمَضْرُوْبُ و ذُوْ بمعنی اَلَّذِيْ بنی طے کی لغت میں جیسے جَاءَنِيْ ذُوْ ضَرَبَکَ۔ تو جان کہ ای و ایۃ معرب ہیں۔ چوتھی قسم اسمائے افعال ہیں اور وہ دو قسم پر ہے پہلی قسم امر حاضر کے معنی میں جیسے رُوَيْدَ بَلْهَ حَيَّهَلْ اور هَلُمَّ اور دوسری قسم فعل ماضی کے معنی میں ہے جیسے هَيْهَاتَ اور شَتَّانَ۔ پانچویں قسم اسمائے اصوات جیسے اُحْ اُحْ، اُفْ، بَخْ، نَخْ، غَاقِ۔ چھٹی قسم اسمائے ظروف (یہ بھی دو قسم پر ہے) ظروف زمان جیسے اِذْ اِذَا مَتٰی کَيْفَ اَيَّانَ اَمْسِ مُذْ و مُنْذُ قَطُّ عَوْضُ قَبْلُ بَعْدُ جس وقت کہ یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو اور ظرف مکان جیسے حَيْثُ ،قُدَّامُ و تَحْتَ و فَوْقَ جس وقت کہ یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف منوی ہو ۔ساتویں قسم اسمائے کنایات جیسے کَمْ اور کَذَا عدد سے کنایہ کیلئے ہیں اور کَيْتَ و ذَيْتَ، بات سے کنایہ کیلئے ہیں آٹھویں قسم مرکب بنائی جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے مصنفؒ یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام ہیں:

(۱) مضمرات (۲) اسمائے اشارات
(۳) اسمائے موصولات (۴) اسمائے افعال
(۵) اسمائے اصوات (۶) اسمائے ظروف
(۷) اسمائے کنایات (۸) مرکب بنائی

ان اقسام ثمانیہ کی وضاحت مندرجہ ذیل میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

{(۱) **مضمرات**}: مضمرات ضمیر کی جمع ہے جس کے لغوی معنی پوشیدہ ہونا ہے۔ سب سے پہلے ہم ضمیر کی تعریف بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ضمیر کی تقسیم عرض کریں گے۔ پھر ضمیر کی اقسام میں سے ہر ایک کی تعداد کو ذکر کریں گے بعد ازاں آخر میں سوالات و جوابات کو ذکر کریں گے۔

{**تعریف ضمیر**}: ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم (یعنی بات کرنے والا) یا مخاطب (یعنی جس سے بات کی جائے) یا ایسے غائب (جس کی بابت بات کی جائے) پر دلالت کرے جس کا تذکرہ اس سے پہلے حقیقتا یا حکما ہو چکا ہو۔ اس ضمیر کو راجع اور جس کی طرف یہ ضمیر لوٹ رہی ہو یعنی جس کا ذکر ہوا تھا اس کو مرجع کہتے ہیں۔ جیسے زَیْد" قَامَ میں زید مرجع ہے اور قام میں ھو ضمیر جو زید کی طرف لوٹ رہی ہے وہ راجع ہے۔

{**تقسیم ضمیر**}: ضمیر کی اولا تین قسمیں ہیں:

(۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور

پھر مرفوع کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصل (۲) منفصل۔
پھر متصل کی دو قسمیں ہیں: (۱) بارز (۲) مستتر۔
پھر مستتر کی دو قسمیں ہیں: (۱) عارضی (۲) دائمی
اس کے بعد پھر منصوب کی دو قسمیں ہیں: (۱) متصل (۲) منفصل۔

اس کے بعد مجرور متصل ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں: بحرف جر (۲) باضافت۔
اب ہر ایک کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

{مرفوع متصل}: مرفوع کے لغوی معنی ہے بلند کیا ہوا اصطلاح میں وہ ضمیر جو اپنے عامل رافع فعل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ اور ترکیب میں ہمیشہ فاعل ہو جیسے ضَرَبْتُ ، ضَرَبْنَا ، ضَرَبْتَ ، ضَرَبْتُمَا ، ضَرَبْتُمْ ، ضَرَبْتِ ، ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوْا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ۔

{مرفوع منفصل}: وہ ضمیر جو فعل سے علیحدہ ہو کر آئے اور ترکیب میں مبتداء یا خبر یا فاعل بنے جیسے: اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ۔

{منصوب متصل}: وہ ضمیر جو فعل سے ملی ہوئی ہو اور ترکیب میں مفعول بہ واقع ہو جیسے ضَرَبَنِيْ یا ایسے حرفوں سے ملی ہوئی ہو جو اسم کو نصب کرتے ہیں جیسے اِنِّيْ اِنَّکَ وغیرہ۔

{مجرور متصل}: وہ ضمیر جو حرف جر سے ملی ہوئی ہو جیسے لِيْ لَنَا یا مضاف سے مل کر مضاف الیہ بنے جیسے غُلَامِيْ غُلَامُنَا وغیرہ۔

{کل تعداد ضمائر}: ضمیروں کی پانچوں اقسام میں سے ہر ایک کی چودہ چودہ ضمیریں ہیں تو اس حساب سے کل ستر (۷۰) ضمیریں بن جاتی ہیں۔ جنکو مصنفؒ نے تفصیل سے ذکر کر دیا ہے عزیز طلباء ان کو خوب اچھی طرح یاد کر کے استاد کو ازبر سنا دیں۔

سوالات وجوابات

{سوال نمبر ۱}: نحویوں نے ضمیروں کو بیان کرنے کیلئے یہ ترتیب اختیار کی ہے کہ سب سے پہلے متکلم کی ضمیروں کو ان کے بعد مخاطب کی ضمیروں کو اس کے بعد غائب کی ضمیروں کو بیان کیا ہے جبکہ صرفی لوگ سب سے پہلے غائب کے صیغوں کو ان کے بعد مخاطب کے صیغوں کو ان کے بعد متکلم کے صیغوں کو بیان کرتے ہیں اس تضاد کی کیا وجہ ہے؟

{جواب}: نحوی لوگوں کی غرض تعریف وتنکیر یعنی معرفہ ونکرہ سے بحث کرنا ہے اور تعریف میں سب سے مقدم متکلم کی ضمیریں ہیں ان کے بعد مخاطب کی ان کے بعد غائب کی۔ اس

لئے ان حضرات نے یہی ترتیب اختیار کی ۔ جبکہ صرفی حضرات کی اصل غرض افعال کی گردانوں سے بحث کرنا ہوتی ہے اور چونکہ ان میں غائب کے صیغوں کا استعمال زیادہ ہوتا ہے اس لئے ان کو مقدم بیان کرتے ہیں ۔ اور مخاطب کے صیغوں کی تعداد متکلم کے صیغوں سے زیادہ ہوتی ہے ۔ اس لئے غائب کے صیغوں کے بعد مخاطب کے صیغوں کو اور پھر آخر میں متکلم کے صیغوں کو بیان کرتے ہیں ۔

{سوال نمبر ۲}: ضمیر منصوب متصل کی مثال ضربنی دی گئی ہے جس میں نون کو فعل اور ضمیر کے درمیان بڑھایا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

{جواب}: یہ نون فعل اور ضمیر کے فائدے کیلئے لایا گیا ہے کیونکہ باء کا ماقبل مکسور ہوتا ہے جبکہ فعل ماضی کا آخر مبنی بر فتح ہوتا ہے ۔ تو ان کے درمیان نون نے آکر فعل کو کسرہ سے بچالیا اور خود اپنی ذات پر کسرہ کو برداشت کرلیا اور باء کا تقاضہ بھی پورا کر دیا ۔ اس نون کو ''نون وقایہ'' کہتے ہیں، کیونکہ یہ کسرہ کو اپنی ذات پر برداشت کر کے فعل کو مکسور ہونے سے بچاتا ہے اور وقایا کا معنی بھی بچانا ہے ۔

{سوال نمبر ۳}: تمام ضمیریں مبنی کیوں ہیں؟

{جواب}: ضمیروں کی مبنی الاصل میں سے حرف کے ساتھ مشابہت لفظی بھی ہے اور معنوی بھی ۔ لفظی مشابہت جیسے حروف جارہ کی وضع ایک ایک حرف پر ہے جیسے ۔ ل ۔ ب ۔ ک ایسے ہی بعض ضمیروں کی وضع بھی ایک ایک حرف پر ہے جیسے ک اور ت وغیرہ ۔ اور معنوی مشابہت یوں کہ جیسے حرف کا مرادی معنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملانے سے سمجھ میں نہیں آتا ایسے ہی ضمیروں کا مرادی معنی بھی بغیر مرجع کے سمجھ میں نہیں آتا اور قانون ہے کہ جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو وہ بھی مبنی ہوتا ہے اس لئے تمام ضمیریں مبنی ہیں ۔

تمرین

درج ذیل مثالوں میں ضمائر کی قسمیں بتائیں نیز ترکیب بھی کریں:

اِیَّاکَ نَعْبُدُ (۲) لَهَا كِتَاب'' (۳) هُمَا عَالِمَانِ (۴) ضَرَبْتَ (۵) هَذَا عَبْدِیْ (۶)

غُلَامِیْ (۷) قَلَمِیْ هٰذَا (۸) هٰذَا عَبْدِیْ (۹) اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ (۱۰) لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ (۱۱) رَبُّنَا اللّٰهُ (۱۲) اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (۱۳) نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ (۱۴) اَرْسَلَ عَلَیْهِمْ (۱۵) خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (۱۶) فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَض'' (۱۷) اَنَا مَعَكُمْ (۱۸) تَرَكَهُمْ (۱۹) قَالَ رَبُّكَ (۲۰) اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ

{(۲) **اسم اشارہ**}: اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام میں سے دوسری قسم کا نام اسم اشارہ ہے۔نحو میر کی عبارت کو حل کرنے کیلئے ہم یہاں سات چیزیں بیان کریں گے:

(۱) تعریف اسم اشارہ (۲) ترکیب اسم اشارہ (۳) ترتیب اسم اشارہ (۴) الفاظ اسم اشارہ (۵) قراۃ اسم اشارہ (۶) معنی اسم اشارہ (۷) وجہ بناء اسم اشارہ

{(۱) تعریف اسم اشارہ}: اسم اشارہ وہ اسم ہے جو کسی چیز کی طرف اشارہ حِسی کے وقت استعمال کیا جائے ۔جس لفظ سے اشارہ کیا جائے اس کو اسم اشارہ کہتے ہیں اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشار الیہ کہتے ہیں اور اشارہ کرنے والے کو مشیر کہتے ہیں مثلا آپ نے کتاب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ **هذا الكتاب** تو اس میں **هذا** اسم اشارہ ہے **الكتاب** مشار الیہ ہے اور آپ مشیر ہیں۔

{(۲) ترکیب اسم اشارہ}: عام طور پر اسم اشارہ موصوف اور مشار الیہ اسکی صفت بن کر ترکیب میں فاعل یا مفعول فیہ یا نائب فاعل یا متبداء یا خبر بنتے ہیں۔

{(۳) ترتیب اسم اشارہ}: عام طور پر اسم اشارہ مقدم اور مشار الیہ موخر ہوتا ہے۔لیکن اگر مشار الیہ مرکب اضافی ہو تو پھر ترتیب اس کے برعکس ہو جاتی ہے یعنی مشار الیہ مقدم اور اسم اشارہ موخر لایا جاتا ہے جیسے **غُلَامِیْ هٰذَا** اور **كِتَابِیْ هٰذَا** جسکی وجہ یہ ہے کہ مرکب اضافی مشار الیہ کو بھی موخر ذکر کیا جائے تو شبہ ہو جاتا ہے کہ یہ اسم اشارہ اور مشار الیہ ہے یا مبتداء اور خبر ہیں۔

{(۴) الفاظ اسم اشارہ}: اسم اشارہ کے تیرہ (۱۳) الفاظ اور پانچ (۵) اقسام ہیں:

(۱) ذَا اسم اشارہ ہے جو مشار الیہ واحد مذکر کیلئے وضع کیا گیا ہے۔جیسے **ذَا زَیْد''** **(۲)** اور بعض

وہ الفاظ ہیں جو تثنیہ کے لئے وضع کئے گئے ہیں جیسے ذَانِ حالت رفعی میں اور ذَیْنَ حالت نصبی اور جری میں جیسے ذَانِ زَیْدَانِ (یہ دو زید) اسم میں ذان اسم اشارہ برائے تثنیہ ہے اور زیدان اس کا مشار الیہ ہے **(۳)** بعض وہ الفاظ ہیں جو واحد مونث کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور وہ یہ چھ (٦) الفاظ ہیں تَا اور تِیْ اور تِہٖ اور ذِھِیْ اور تِھِیْ جس وقت واحد مونث کی طرف اشارہ کرنا ہو تو ان چھ الفاظوں میں سے جونسا چاہو بولو چاہے یوں کہو تَا ھِنْدَہ یا یوں کہو تی ھندہ خواہ اس طرح کہو تہ ھندہ یا ایسے کہو ذہ ھندہ اور خواہ ایسے کہو تھی ھندہ اور چاہے اس طرح کہو ذھی ھندہ سب کے معنی ایک ہی ہیں یعنی یہ ہندہ۔ **(۴)** بعض وہ الفاظ ہیں جو تثنیہ مونث کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور وہ دو لفظ ہیں تَانِ وتَیْنِ ۔ تان حالت رفعی میں اور تین حالت نصبی اور جری میں بمعنی دو عورتیں۔ (۵) بعض اسم اشارہ کے وہ الفاظ ہیں جو جمع مذکر اور جمع مونث کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور وہ اُوْلَآءِ اور اُوْلٰی ہیں۔

فائدہ : اولآء الف ممدودہ کے ساتھ لغت اہل حجاز میں ہے یہ لغت بہتر ہے کیونکہ قرآن اسی لغت میں نازل ہوا اور اولی الف مقصورہ کے ساتھ لغت بنی تمیم میں آتا ہے۔

{(۵) قراۃ اسم اشارہ}: اسم اشارہ کے الفاظ پڑھنے کیلئے چار قراتیں ہیں جو ذیل میں مذکور ہیں:

(۱) ان الفاظ کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح ماقبل میں مذکور ہوا۔

(۲) ان الفاظ کے شروع میں ھا برائے تنبیہ بڑھا کر پڑھا جائے جیسے **ھذان ھذین**۔

(۳) ان تمام الفاظ کے آخر میں ک ضمیر خطاب کُمَا کُمْ کَ کُمَا کُنَّ لگا کر پڑھا جا سکتا ہے۔ جس سے مقصود ان کے مذکر اور مونث کی نیز مفرد اور تثنیہ وجمع ہونے کا تعین کیا جاتا ہے۔

(۴) یہ قراۃ صرف واحد مذکر اور واحد مونث کے اسم اشارہ میں ہے کہ آخر میں مذکورہ چار ضمیروں کے ساتھ لام مکسورہ کو بڑھا کر پڑھا جائے، جیسے ذَالِکَ ، ذَالِکُمَا ،

ذَالِکُمْ اور واحد مونث میں لام ساکن کو بڑھا کر پڑھا جائے جیسے تِلْکَ ،تِلِکُمَا تِلْکُنْ۔

{(۶)معنی اسم اشارہ}:ذا ایک مرد، ذان یہ دو مرد، ذین یہ دو مرد، تا تی ته ذه ذهی تھی ان چھ الفاظ کا معنی ہے یہ ایک عورت ،تان یہ دو عورتیں ،تین یہ دو عورتیں ،اولآء یہ سب مرد یا یہ سب عورتیں،اولی یہ سب مرد یا یہ سب عورتیں۔

{(۷)وجہ بناء اسم اشارہ}:اسم اشارہ مبنی الاصل میں سے حروف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے کہ جیسے حروف اپنی معنی میں ضم ضمیمہ کے محتاج ہوتے ہیں ایسے ہی اسم اشارہ اپنے مرادی معنی میں مشار الیہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

فائدہ: اگر اسم اشارہ مشار الیہ قریب کیلئے استعمال کیا جائے تو اس وقت غافل مخاطب کو بیدار کرنے کیلئے اس کے شروع میں ھا بڑھا دیتے ہیں جیسے **ھاتان** ،**ھذان**۔

اور اگر اسم اشارہ متوسط کیلئے استعمال کیا جائے تو اس کے آخر میں ک حرف خطاب لگا دیتے ہیں اور یہ چار اسموں (ته ،تهی، ذه ،ذهی) کے علاوہ باقی تمام اسموں پر داخل ہوسکتا ہے۔حروف خطاب چھ(۶) ہیں: کَ، کما، کم، کِ، کما، کن۔

اگر اسم اشارہ بعید کیلئے ہو تو اسم اشارہ اور کاف خطاب کے درمیان لام لاتے ہیں جو حرفِ بُعد ہے جیسے ذالک ، ذالکما۔

{اسم اشارہ کی ترکیب}:اسمائے اشارات کی ترکیب تین طرح سے کی جاسکتی ہے جو ذیل میں درج ہے:

(۱)اگر اسم اشارہ کے مابعد نکرہ تو تو اسم اشارہ مبتداء اور اس کے مابعد خبر ہوتی ہے جیسے هَذَا رَجُل" ،هَذَا کِتَاب"۔

(۲) اسی طرح اگر اسم اشارہ کا مابعد علم یا مضاف ہو تو اس صورت میں بھی مبتداء خبر کی ترکیب ہوگی جیسے هَذَا شَاکِر" ،هَذَا قَلَمِیْ۔

(۳)اگر اسم اشارہ کا مابعد معرف باللام ہو یا اسم موصول ہو تو چار ترکیبیں کی جاسکتی ہیں:

(۱)اسم اشارہ موصوف مابعد صفت (۲) اسم اشارہ مبین اور مابعد عطف (۳) اسم اشارہ

مبدل منہ اور مابعد بدل ۔(۴) اسم اشارہ مبتداء اور مابعد خبر ہمارے ہاں طلباء عموما یہی ترکیب کرتے ہیں مگر یہ قلیل الاستعمال ہے۔**امثلہ: ھذا الرجل** اس میں ھذا اسم اشارہ مبین، موصوف یا مبدل منہ اور الرجل اس کی صفت، عطف بیان یا بدل ۔اسم موصول کی مثال جیسے اَکْرَمْتُ هَذَا الَّذِیْ ضَرَبْتَهُ۔

{اشکال}: استاد جی آپ نے کہا کہ جب مشار الیہ بعید ہو تو اسم اشارہ کے درمیان لام لے آئیں گے حالانکہ قرآن میں ہے **ذَالِکَ الْکِتَابُ** اب قرآن تو دور نہیں وہ تو قریب ہے تو یہاں اسم اشارہ بعید سے کیوں اشارہ کیا گیا۔

{جواب}: شاباش بیٹا اس طرح کا اشکال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو کتاب سمجھ آرہی ہے دراصل بیٹا یہاں **الکتاب** سے مراد وہ کتاب (قرآن) نہیں جو ہمارے ہاتھوں میں ہے بلکہ جو لوح محفوظ میں ہے وہ مراد ہے اور ظاہر ہے کہ وہ دور ہے اس لئے ذالک سے اشارہ کیا۔دوسرا جواب یہ ہے کہ مشار الیہ کا بعد دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک حسی دوسرا رتبی کتاب اللہ میں اگرچہ بُعد حسی تو نہیں مگر بُعد رتبی ہے اسی لئے تو قرآن کے معارف وعلوم کو حاصل کرنے کیلئے آٹھ سال مدرسہ میں لگانے پڑتے ہیں ۔دیکھو بیٹا میرے استاد محترم شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، حضرت مولانا فرمان علی صاحب، حضرت مولانا رب نواز حنفی صاحب دامت فیوضھم میرے ساتھ تشریف فرما ہوں تو اب اگرچہ حسا قریب ہیں مگر مقام ورتبہ کے اعتبار سے ہم ان کے خاک پا کے برابر بھی نہیں۔

{(۳)اسمائے موصولہ}: اسم غیر متمکن کی تیسری قسم کا نام اسم موصول ہے نحو میر کی عبارت کو حل کرنے کیلئے ہم یہاں چھ چیزیں بیان کریں گے۔

(۱) تعریف اسم موصولہ (۲) اقسام صلہ (۳) الفاظ اسمائے موصولات (۴) معانی اسمائے موصولات (۵) تحقیق معربیہ ومبنیہ اسمائے موصولات (۶) وجہ بناء اسمائے موصولات۔

اب ہم ہر ایک عنوان کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں

{(۱) تعریف اسمائے موصولہ}: اسم موصول وہ اسم ہے جو صلہ کے بغیر کسی جملہ کا جز تام نہ

بنے۔یعنی جب تک اس کے ساتھ صلہ نہ ملایا جائے تب تک وہ نہ مبتداء بن سکے نہ خبر اور نہ فاعل بن سکے نہ مفعول۔

{تعریف صلہ}: صلہ سے مراد ہر وہ جملہ ہوتا ہے جو ایسی چیز کے بعد مذکور ہو کہ وہ چیز اسی جملہ کے بغیر پوری نہ ہوسکتی ہو۔

{(۲) اقسام صلہ}: صلہ کی دو قسمیں ہیں۔یعنی اسم موصول کا صلہ کبھی جملہ اسمیہ خبریہ بنے گا جیسے جَاءَ الَّذِیْ اَبُوْهُ قَائِم ''میں اَلَّذِیْ اسم موصول کا صلہ ابوہ قائم جو جملہ اسمیہ خبریہ ہے اور کبھی اسم موصول کا صلہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوگا جیسے جَاءَ الَّذِیْ قَامَ اَبُوْهُ میں اَلَّذِیْ اسم موصول کا صلہ قَامَ اَبُوْهُ ہے جو جملہ فعلیہ خبریہ ہے۔باقی کسی اسم موصول کا صلہ جملہ انشائیہ کبھی واقع نہیں ہوتا(کیونکہ صلہ کا ربط ہوتا ہے موصول کے ساتھ اور جملہ انشائیہ میں مربط نہیں ہوتا)۔

{(۳) الفاظ اسم موصول}: اسمائے موصولات کے الفاظ سترہ (۱۷) ہیں اور اقسام سات ہیں لیکن صاحب نحو میر علامہ جرجانیؒ نے دو(۲) الفاظ چھوڑ کر باقی پندرہ کو ذکر کیا ہے۔

{قسم اول}: وہ اسم موصول جو مفرد مذکر کیلئے استعمال ہوں اس کیلئے دو لفظ ہیں :الذی ، ایّ۔

{قسم ثانی}: بعض وہ اسم موصول جو تثنیہ مذکر کیلئے استعمال ہوتے ہیں اس کیلئے بھی دو لفظ ہیں :الذان حالت رفعی میں،الذَین حالت نصبی اور جری میں۔

{قسم ثالث}: ایک وہ اسم موصول ہے جو جمع مذکر کیلئے وضع کیا گیا ہے اور وہ صرف ایک لفظ ہے الذِین۔

{قسم رابع}: بعض وہ اسم موصول ہیں جو واحد مونث کیلئے آتے ہیں وہ دو لفظ ہیں :التی اور اية جو بمعنی التی ہے۔

{قسم خامس}: بعض وہ اسم ہے جو تثنیہ مونث کیلئے وضع کئے گئے ہیں وہ دو لفظ ہیں اللتان حالت رفعی میں اور اللتین حالت نصبی اور جری میں۔

{قسم سادس}: بعض وہ اسم موصول ہیں جو جمع مونث کیلئے آتے ہیں وہ چار لفظ ہیں اللاتی ،

اللواتی اَللّآئِ ، اَللّوَاْ واضح رہے کہ صاحب نحو میرؒ نے ان دو آخری لفظوں کو بیان نہیں کیا ہے۔

{قسم سابع}: بعض وہ اسم موصول ہیں جو مذکر و مونث واحد تثنیہ جمع سب کیلئے مشترک ہیں۔ ایسے الفاظ بھی چار ہیں جن میں سے ایک **ما** جو غیر ذوی العقول کیلئے آتا ہے دوسرا **من** جو ذو العقول کیلئے آتا ہے نیز **ذو** ہے جو بمعنی **التی** یا **الذی** آتا ہے یہ صرف بنی طے کی لغت میں ہے باقی تمام لغات میں **ذو** بمعنی صاحب آتا ہے جو کہ معرب ہے جیسے **جَاءَنِیْ ذُوْ مَالٍ ، رَأَیْتُ ذَا مَالٍ و مَرَرْتُ بِذِیْ مَالٍ** اور چوتھا الف لام ہے جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے جیسے **اَلضَّارِبُ** بمعنی **اَلَّذِیْ ضَرَبَ** اور **اَلْمَضْرُوْبُ** بمعنی **اَلَّذِیْ ضُرِبَ**۔

سوالات وجوابات

{سوال نمبر ۱}: ایۃ اور ای معرب ہے پھر مصنف نے ان کو اسم غیر متمکن کی عبارت میں کیوں ذکر کیا؟ جبکہ اسم غیر متمکن تو مبنی ہے؟

{جواب}: ایۃ اور ای کی چار حالتیں ہیں۔ تین حالتوں میں یہ معرب ہے اور ایک حالت میں یہ مبنی ہے، اگر اس جگہ معرب ہونے پر تنبیہ نہ کی جاتی تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ دونوں ہر حال میں مبنی ہیں۔ اور اگر معرب کی بحث میں ذکر کیا جاتا اور یہاں اس کا بیان چھوڑ دیا جاتا تو یہ خیال ہوتا کہ یہ دونوں ہر حال میں معرب ہیں اس وجہ سے مبنی میں بیان کر کے معرب ہونے پر تنبیہ کر دی ہے۔

{سوال نمبر ۲}: ایۃ اور ای کی چار حالتیں کیا ہے؟

{جواب}: پہلی حالت یہ ہے کہ ای اور ایۃ کسی دوسری چیز کی طرف مضاف نہ ہوں اور ان کا صدر صلہ مذکور ہو جیسے **ای هو قائم** اس صورت میں یہ معرب ہے۔

(۲) دوسری حالت یہ ہے کہ ای مضاف نہ ہو اور اس کے صدرِ صلہ عبارت میں مذکور نہ ہو جیسے **ای قائم** اس صورت میں بھی یہ معرب ہے۔

(۳) تیسری حالت یہ ہے کہ ای مضاف ہو اور صلہ کا صدر بھی مذکور ہو جیسے **ایهم هو قائم**

اس حالت میں بھی معرب ہے۔

(۴) چوتھی حالت یہ ہے کہ ای مضاف ہو اور صلہ صدر مذکور نہ ہو جیسے **ایھم قائم** اس چوتھی حالت میں یہ مبنی ہے۔ قرآن پاک میں ہے **ثم لننزعن من کل شیعة ایھم اشد علی الرحمن عتیا ای ھو اشد۔**

{(۴) معانی اسمائے موصولات}: **الذی** وہ ایک مرد، **اللذان الذین** وہ دو مرد، **الذین** وہ سب مرد، **التی** وہ ایک عورت، **اللتان اللتین** وہ دو عورتیں، **اللاتی اللواتی اللواء اللوأ** وہ تمام عورتیں۔ **ما** بمعنی **الذی** بھی ہے **الذان** بھی ہے۔ اور بمعنی **اللتان** اور **اللواتی** بھی آتا ہے۔ **من** وہ ایک مرد **ای** بمعنی **الذی** وہ ایک مرد **اية** بمعنی **اللتی** وہ ایک عورت **ذو** یہ لغت بنی طے میں آتا ہے **الذی** اور بمعنی **اللتی** آتا ہے وہ ایک مرد۔ الف لام جو الف لام اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہو وہ بھی **ما** کی طرح چھ معنی کیلئے آتا ہے یعنی وہ ایک مرد وہ دو مرد وہ سب مرد وہ ایک عورت وہ دو عورتیں وہ سب عورتیں۔

{(۵) تحقیق معربیہ ومبنیہ اسمائے موصولات}: واضح ہو کہ اسم موصولات کی تمام اقسام مبنیات ہیں۔ مگر **ای** اور **اية** کی چار حالتیں ہیں جن میں سے تین حالتوں میں یہ دونوں معرب ہوتے ہیں جبکہ ایک حالت میں یہ دونوں مبنی ہوتے ہیں جیسا کہ ہم نے گزشتہ سطور بالا میں سوالا و جوابا اسے زیور قلم کیا تھا۔ مزید برائے براں حفظ بطرف سطور بالا مراجعت لائق التفات وانہماک ہے۔ **فتامل و تدبر و کن من الشاکرین۔** چونکہ چار حالتوں میں اکثر یعنی تین حالتوں میں معرب ہے اس لئے صاحب نحو میر نے علی الاطلاق ان کو معرب قرار دیا ہے۔ اور نیز مبنی کے بیان میں ذکر کر کے معرب ہونے پر تنبیہ بھی کر دی۔

{(۶) وجہ بناء اسمائے موصولات}: جیسے کہ حروف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں ضم ضمیمہ کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح اسمائے موصولات بھی جملہ کا جزو تام بننے میں صلہ کے محتاج ہوتے ہیں تو چونکہ ان کی حروف کے ساتھ مشابہت ہوگئی اور قانون ہے کہ جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو وہ بھی مبنی ہوتا ہے اس لئے تمام موصولات بھی مبنی قرار دئے گئے ہیں۔

{ترکیب اسمائے موصولات}:

اسمائے موصولہ کی ترکیب چھ(۶) طریقوں پر کی جاسکتی ہے:

(۱)اسم موصول اپنے صلہ سے مل کبھی محلا مرفوع ہوکر فاعل بنتا ہے جیسے **جَاءَنِیْ اَلَّذِیْ ضَرَبَکَ** یہاں الذی اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہے جاء فعل کا۔

(۲) کبھی مرفوع محلا ہوکر مبتداء بنتا ہے جیسے **اَلَّذِیْ ضَرَبَکَ زَیْد**'' یہاں الذی اپنے صلہ سے مل کر مبتداء ہے زید اس کی خبر ہے۔

(۳) کبھی مرفوع محلا ہوکر خبر بنتا ہے جیسے **اُوْلٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرُوْا الضَّلَالَۃَ**

(۴) کبھی منصوب محلا ہوکر مفعول بنتا ہے جیسے **رَاَیْتُ الَّذِیْ ضَرَبَکَ**۔

(۵) کبھی محلا مجرور ہوتا ہے جیسے **مَرَرْتُ بِالَّذِیْ یَقْرَأُ الْکِتٰبَ**

(۶) کبھی ماقبل کی صفت، بدل، یا عطف بیان بنتا ہے جیسے **اَکْرَمْتُ ھٰذَا الَّذِیْ ضَرَبْتَہٗ**۔

{(۴) **اسمائے افعال**:}اس عبارت سے اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم کو بیان کیا جاتا ہے جس کا نام اسمائے افعال ہے۔ہم اس کی تشریح میں پانچ (۵) چیزیں بیان کریں گے:

(۱) تعریف اسمائے افعال (۲) تقسیم اسمائے افعال (۳) وجہ تسمیہ اسمائے افعال (۴) وجہ اندراج در بحث اسمائے افعال (۵) وجہ بناء اسمائے افعال۔

{(۱) تعریف اسمائے افعال}: اسمائے افعال ان اسموں کو کہتے ہیں جو اپنی وضع کے اعتبار سے تو اسم ہوں مگر وہ کلام عرب میں فعل کے معنی میں استعمال ہوتے ہوں۔یعنی صورۃ تو اسم ہو مگر معنی فعل ہوں۔

{(۲) وجہ تسمیہ اسمائے افعال}: اسمائے افعال کا لغوی معنی ہے فعل والے اسم تو یہ اسماء بھی چونکہ فعل والا معنی رکھتے ہیں اس لئے ان کا نام اسمائے افعال رکھا گیا ہے۔

{(۳) تقسیم اسمائے افعال}: اسمائے افعال کی دو(۲) قسمیں ہیں:

{قسم اول}: وہ اسمائے افعال ہیں جو فعل امر حاضر معلوم کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں

ایسے اسمائے افعال بہت ہیں مگر صاحب نحو میرؒ نے تمام کو جمع کرنے کے بجائے بطور نمونہ صرف چار کو ذکر کیا ہے۔

رُوَیْدَ (مہلت دے) یہ اسم بمعنی اَمْہِلْ ہے جسکا معنی ہے مہلت دے تو۔ بلہ یہ اسم بمعنی دَعْ ہے جس کا معنی ہے چھوڑ تو۔ حَیَّھَلْ یہ اسم بمعنی اِئْتِ ہے جس کا معنی آتو۔ ھَلُمَّ (لے آ) یہ بھی اسم بمعنی ایت ہے۔ان چار کے علاوہ اور بھی اسمائے افعال ہیں جو بمعنی امر کے استعمال ہوتے ہیں جیسے ھا یہ اسم فعل بمعنی خُذْ ہے جس کا معنی ہے تو پکڑ۔ آمین یہ اسم فعل بمعنی اِسْتَجِبْ ہے جس کا معنی ہے تو قبول کر۔ قَطْ یہ اسم فعل بمعنی اِنْتَہِ ہے جس کا معنی رک جا تو، اور یہ فعل کبھی بمعنی یَکْفِیْ بھی آتا ہے جس کا معنی ہے کافی ہے۔ عَلَیْکَ یہ اسم فعل بمعنی اَلْزِمْ ہے۔ صہ بمعنی اُسْکُتْ یعنی تو خاموش ہو جا۔

{دوسری قسم}: اسمائے افعال کی دوسری قسم وہ اسمائے افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں ایسے اسمائے افعال دو (۲) ہیں ھَیْھَاتَ وہ دور ہوا یہ اسم فعل بمعنی بَعُدَ ہے جسکا معنی ہے دور ہو گیا وہ گزشتہ زمانہ میں۔ شَتَّانَ یہ اسم فعل بمعنی اِفْتَرَقَ ہے جس کا معنی ہے وہ جدا ہو گیا گزشتہ زمانہ میں۔

{(۴) وجہ اندراج در بحث اسمائے افعال}: یعنی جب اسمائے افعال اسم بھی ہیں اور فعل بھی ہیں تو پھر ان کی بحث کو اسماء کی بحث میں کیوں داخل کیا گیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل اعتبار وضع کا ہوتا ہے اور یہ وضع کے اعتبار سے فعل نہیں ہوتے بلکہ اسم ہوتے ہیں ۔اس لئے ان کو اسماء کی بحث میں داخل کیا گیا ہے نہ کہ افعال کی بحث میں۔

{(۵) وجہ بناء اسمائے افعال}: چونکہ امر حاضر معلوم اور فعل ماضی یہ دونوں مبنی الاصل ہیں اور اسمائے افعال یا بمعنی امر کے ہوتے ہیں یا بمعنی فعل ماضی کے ہوتے ہیں اس لئے یہ بوجہ مشابہت مبنی الاصل کے مبنی قرار دئے گئے ہیں۔

{(۵) اسمائے اصوات}: اس عبارت سے اسم غیر متمکن کی آٹھ قسموں میں سے پانچویں قسم اسمائے اصوات کو بیان کیا ہے۔ ہم اس کی تشریح میں تین چیزیں بیان کریں گے

(۱) تعریف اسمائے اصوات (۲) تعین اسمائے اصوات (۳) وجہ بنائے اسمائے اصوات۔
ان اب عناوین کی وضاحت قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

{(۱) تعریف اسمائے اصوات}: یہ وہ الفاظ ہیں جن سے کسی آواز کو نقل کیا جائے یا کسی جانور کو آواز دی جائے۔

{(۲) تعیین اسمائے اصوات}: یہ متعدد الفاظ ہیں جن کو زیب قرطاس کیا جاتا ہے۔اُحْ اُحْ یہ اسم صوت ہے۔اس سے اس آواز کو نقل کیا جاتا ہے جو کھانسی کے وقت نکلتی ہے۔اف اس اسم صوت سے اس آواز کو نقل کیا جاتا ہے جو درد کے وقت نکلتی ہے۔بَخّ اس اسم صوت سے اس آواز کو نقل کیا جاتا ہے جو خوشی کے وقت نکلتی ہے۔نَخّ اس اسم صوت سے اونٹ کے بٹھانے کے وقت آواز دی جاتی ہے۔غاق اس اسم صوت سے کوے کی آواز کو نقل کیا جاتا ہے۔

{(۳) وجہ بناء اسمائے اصوات}: اسمائے اصوات کو مبنی قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ غیر کے ساتھ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اس لئے بقیہ اسماء غیر مرکب کی طرح یہ بھی مبنی ہیں۔

{(٦) **اسمائے ظروف**}: اس عبارت سے اسم غیر متمکن کی آٹھ قسموں میں سے چھٹی (٦) قسم کو بیان کیا گیا ہے۔ہم یہاں اس کی تشریح میں چھ چیزیں بیان کریں گے:
(۱) تعریف اسمائے ظروف (۲) تقسیم اسمائے ظروف (۳) تقسیم اقسام ظروف (۴) الفاظ اسمائے ظروف (۵) معانی اسمائے ظروف (٦) وجہ بناء اسمائے ظروف۔
اب ہم ہر ایک عنوان کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

{(۱) تعریف اسمائے ظروف}: ظروف کہتے ہیں جن میں کوئی چیز سما جائے اور اسمائے ظروف کہتے ہیں جو کسی جگہ یا وقت پر دلالت کرے۔

{(۲) تقسیم اسمائے ظروف}: اسمائے ظروف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ظرف زمان (۲) ظرف مکان

{(۱) ظرف زمان}: یعنی وہ لفظ جو وقت کے معنی میں ہو۔

{(۲) ظرف مکان}: یعنی وہ جگہ جس میں کوئی کام سرانجام دیا جائے۔

{(۳) تقسیم اقسام اسمائے ظروف}: ظروف زمان اور ظروف مکان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں۔ وہ ظروف زمان اور ظروف مکان جو کسی معین زمانہ اور معین جگہ پر دلالت کرے ایسے ظروف زمان ومکان معرب ہوتے ہیں۔ وہ ظروف زمان اور ظروف مکان جو مبہم زمانہ اور مبہم غیر محدود جگہ پر دلالت کرے ایسے ظروف زمان ومکان مبنی ہوتے ہیں۔

{(۴) الفاظ اسمائے ظروف}: اسمائے ظروف کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

ظروف زمان: اِذْ، اِذَا، مَتٰی، کَیْفَ، اَیَّانَ، اَمْسِ، مُذْ، مُنْذُ، قَطُّ، عَوْض، قَبْلُ، بَعْدُ۔

ظروف مکان: حَیْثُ، قُدَّامُ، تَحْتَ، فَوْقَ۔

{(۵) معانی وامثلہ الفاظ اسمائے ظروف}: اذ ماضی کیلئے آتا ہے بمعنی جبکہ یا جس وقت جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ میں تیرے پاس آیا کہ جس وقت سورج نکلا، اذا یہ زمانہ مستقبل کیلئے آتا ہے اگرچہ فعل ماضی پر داخل ہو اور اس کا معنی بھی جس وقت یا جبکہ ہے جیسے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ جبکہ اللہ کی مدد آوے گی، نیز یہ کہ اذا کبھی ناگہانی بات یا اچانک کے معنی کیلئے آتا ہے (جسے اذا مفاجاتیہ کہتے ہیں) جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِف" میں نکلا پس اچانک درندہ کھڑا تھا، متی یہ شرط اور استفہام کیلئے مستعمل ہوتا ہے بمعنی جس وقت یا کسی وقت متی تصم اصم جس وقت تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا یہ شرط کی مثال ہے اور مَتٰی تُسَافِرُ تو کب سفر کرے گا؟ یہ استفہام کی مثال ہے۔ کیف یہ حالت دریافت کرنے کیلئے آتا ہے اس کے معنی ہیں کہ کیا حال ہے؟ جیسے کَیْفَ زَیْد" زید کس حال میں ہے، اَیَّانَ یہ زمانہ مستقبل کیلئے آتا ہے اور استفہام کا معنی دیتا ہے بمعنی کس وقت ایان یوم الدین یعنی جزاء کا دن کس وقت ہے؟، امس کل گزشتہ جیسے جاء زید امس زید کل گزشتہ آیا، مذ و منذ بمعنی فلاں زمانہ کے شروع سے جیسے مَا رَاَیْتُہٗ مُذْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یعنی میں نے ان کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا، عوض زمانہ مستقبل منفی کے استغراق کیلئے آتا ہے جیسے لا اضربہ عوض میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا، قبل پہلے اور بعد بعد میں یہ دونوں لازم الاضافت ہیں ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں۔

فائدہ:قبل اور بعد کی تین حالتیں ہیں دو حال میں معرب اور تیسری حالت میں مبنی ہے۔

(۱) قبل اور بعد کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے جَاءَ نِیْ زَیْد" قَبْلَ عُمَرَ یہاں پر قبل معرب منصوب ہے مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے معنی زید آیا عمر سے پہلے۔

(۲) ان کا مضاف الیہ نسیا منسیا محذوف ہوتا ہے یعنی لفظوں میں بھی نہیں ہو اور متکلم کے ذہن میں بھی نہ ہو جیسے رب بعد کان خیرا من قبل بہت سے بعد پہلے سے بہتر ہوتے ہیں اس وقت بھی معرب ہوں گے ان کا اعراب عامل کے موافق ہوگا۔

(۳) قبل اور بعد کا مضاف الیہ محذوف معنوی ہو یعنی لفظوں میں نہ ہو مگر متکلم کے ارادہ میں ہو جیسے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ یعنی مِنْ قَبْلِ كُلِّ شَيْئٍ وَّ مِنْ بَعْدِ كُلِّ شَيْئٍ اس وقت یہ مبنی برضمہ ہوتے ہیں ان کا مضاف الیہ کل شیء لفظوں سے حذف ہے لیکن متکلم کے ارادے میں ہے ترجمہ اس طرح ہوگا: اللہ ہی کیلئے حکم ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد۔

{ظرف مکان}:ظروف مکان وہ ہے جس میں جثہ والی چیز آ یئے۔ جثہ والی چیز وہ ہے جس میں لمبائی چوڑائی اور گہرائی ہو۔ظرف مکان کی دو قسمیں ہیں: (۱) محدود (۲) مبہم۔ محدود کی مثال جیسے مسجد، دار، مدرسہ، مبہم کی مثال جیسے فوق (اوپر) تحت (نیچے) قدام (آگے) خلف (پیچھے)۔

حیث: یہ ہمیشہ مضاف ہوتا ہے اور اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے بمعنی جس جگہ جیسے اِجْلِسْ حَیْثُ زید جَالس بیٹھ تو جس جگہ زید بیٹھنے والا ہے۔

فائدہ:قدام، فوق، تحت کیلئے بھی تین حالتیں ہیں دو حالتوں میں معرب ہے اور ایک حالت میں مبنی ہے۔

{(۷) اسمائے کنایات}:اس عبارت سے اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام میں سے ساتویں قسم کو بیان کرنا مقصود ہے۔جس کا نام اسمائے کنایات ہے۔ہم اس کی تشریح میں پانچ چیزیں بیان کریں گے۔

(۱) تعریف اسمائے کنایات (۲) تقسیم اسمائے کنایات (۳) الفاظ اسمائے کنایات (۴) معنی الفاظ اسمائے کنایات (۵) وجہ بنا اسمائے کنایات۔

اب ہم ہر عنوان کی قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

{(۱) تعریف اسمائے کنایات}: ہر وہ لفظ جس سے کسی ایسی معین چیز کو تعبیر کیا جائے جو مبہم شے پر دلالت کرے جس پر دلالت کرنے میں وہ لفظ صریح نہ ہو جس سے مقصود سامعین پر اس چیز کو مبہم رکھنا ہوتا ہے۔

{(۲) تقسیم اسمائے کنایات}: اولا کنایات کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ کنایات جو معرب ہوتے ہیں اور دوسری قسم وہ کنایات جو مبنی ہوتے ہیں۔ چونکہ یہاں اسم غیر متمکن کی اقسام کو بیان کیا جا رہا ہے جو مبنیات ہیں اس لئے صاحب نحو میر نے کنایات معربیہ کو بیان نہیں کیا، بلکہ صرف کنایات مبنیہ کو بیان کیا ہے۔ پھر کنایات مبنیہ کی دو قسمیں ہیں:

{قسم اول}: وہ کنایات ہیں جو عدد مبہم کی طرف اشارہ کرنے کیلئے آتے ہیں ان کو کنایات عددیہ کہتے ہیں یعنی جو مبہم عدد پر دلالت کرتے ہیں۔

{قسم ثانی}: وہ کنایات جو مبہم بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے آتے ہیں۔ کنایات حدیث جو مبہم بات پر دلالت کرتے ہیں ان کو کنایات حدیثیہ کہتے ہیں۔ ہر ایک کی مثال اگلے عنوان میں بیان کی جائے گی۔

{(۳) الفاظ اسمائے کنایات}: مبہم گنتی کو بتانے کیلئے دو لفظ ہیں: ایک لفظ کم ہے اور دوسرا کذا جبکہ مبہم بات کو بتانے کیلئے بھی دو لفظ ہیں ایک لفظ کیت ہے اور دوسرا ذیت۔

{(۴) معانی الفاظ اسمائے کنایات}: کم بمعنی کتنے اور کذا بمعنی اتنے کم استفہامیہ بھی ہوتا ہے اور کم خبریہ بھی لیکن کذا صرف خبریہ ہے۔ کیف و ذیت بمعنی ایسا ویسا۔

{(۵) وجہ بنا اسمائے کنایات}: کم کی دو قسموں میں سے کم استفہامیہ تو اس لئے مبنی ہے کہ یہ ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔ جبکہ کم خبریہ کو کم استفہامیہ پر محمول کر کے مبنی قرار دیا گیا ہے۔ اور کذا اس وجہ سے مبنی ہے کہ یہ مرکب ہے کاف تشبیہ اور ذا اسم

اشارہ سے، اور یہ دونوں مبنی ہیں تو ان سے جو مرکب کیا گیا ہے ان کو بھی مبنی قرار دیا گیا ہے۔ کیت و ذیت اس لئے مبنی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک جملہ کے قائم مقام ہوتا ہے جو مبنی ہوتا ہے اس لئے ان کو بھی مبنی قرار دیا گیا ہے۔

{(۸) **مرکب بنائی**}: اس عبارت سے اسم غیر متمکن کی آٹھ اقسام میں سے آٹھویں قسم کو بیان کیا گیا ہے۔ مرکب بنائی وہ جملہ ہے جو دو اسموں کو ملا کر ایک بنایا گیا ہو اور دوسرا اسم حرف عطف کو شامل ہو یعنی کسی حرف کے بعد دوسرا اسم لایا گیا ہو جیسے **احد عشر** سے **تسعۃ عشرۃ** تک کہ اصل میں **احدو عشر** تھا ان اعداد میں واو کو حذف کر کے دو اسموں کو ایک کیا گیا ہے نیز یاد رہے کہ اس مرکب کے دونوں جز مبنی بر فتح ہوتے ہیں سوائے **اثناء عشر** کے کہ اس کا پہلا جز معرب ہوتا ہے۔ کما مر۔

تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں اسم غیر متمکن کی آٹھوں قسموں کی پہچان کر کے ترکیب کرو۔

(۱) اِیَّاکَ نَعۡبُدُ (۲) لَهَا کِتَاب" (۳) هُمَا عَالِمَانِ (۴) اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ (۵) لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ (۶) رَأَیۡتُ هٰذَا الرَّجُلَ (۷) ذَالِکَ الۡکِتَابُ لَارَیۡبَ فِیۡهِ (۸) وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا (۹) اُوۡلٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ اشۡتَرُوُا الضَّلَالَةَ (۱۰) اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ (۱۱) وَ کَمۡ مِنۡ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ (۱۲) تَبَارَکَ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡقُرۡآنَ (۱۳) مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ (۱۴) کَمۡ دِرۡهَماً عِنۡدَکَ (۱۵) اِنِّیۡ رَأَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَباً (۱۶) اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ (۱۷) کَذَالِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ (۱۸) قُلۡتُ لِزَیۡدٍ ذَیۡتَ وَ ذَیۡتَ (۱۹) کَمۡ ضَیۡفًا عِنۡدَکَ (۲۰) هٰؤُلَآءِ بَنَاتِیۡ۔

{عبارت}: **فصل**: بدانکہ اسم بر دو ضرب است معرفہ و نکرہ معرفہ آن ست کہ موضوع باشد برائے چیزے معین و آن بر ہفت نوع است اول مضمرات دوم اعلان چون زید و عمر و سوم

اسمائے اشارات چہارم اسمائے موصولہ واین دو قسم را مبہمات گویند پنجم معرفہ بندا چون یا رجل ششم معرفہ بالف ولام چون الرجل ہفتم مضاف بہ یکی از ینہا چون غلامہ وغلام زید و غلام ھذا وغلام الذی عندی وغلام الرجل ونکرہ آنست کہ موضوع باشد برائی چیزے غیر معین چون رجل وفرس۔

ترجمہ: تو جان کہ اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ، معرفہ وہ ہے جو بنایا گیا ہو معین چیز کیلئے اور یہ سات قسم پر ہے۔پہلی مضمرات ،دوسری اعلام جیسے زید اور عمرو تیسری اسمائے اشارات، چوتھی اسمائے موصولہ، اور ان دو قسموں کو مبہمات کہتے ہیں، پانچویں معرفہ بندا جیسے یا رجل چھٹی معرفہ بالف ولام جیسے الرجل (ایک معین مرد) ساتویں وہ جو مضاف ہو ان میں سے کسی ایک کی طرف ہو جیسے غُلَامُہٗ ، غُلَامُ زَیْدٍ ، غُلَامُ ھٰذَا ، غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ ، و غُلَامُ الرَّجُلِ۔اور نکرہ وہ ہے جو بنایا گیا ہو غیر معین چیز کیلئے جیسے رَجُل " و فَرَس "۔

{تشریح}: مصنف علیہ الرحمۃ اس عبارت سے اسم کی دوسری تقسیم کو بیان کر رہے ہیں۔ واضح ہو کہ اسم کی کئی قسمیں ہیں مگر ہر تقسیم میں حیثیت الگ الگ ہے۔مثلا جیسا کہ اسم کی پہلی تقسیم جو گزر چکی ہے وہ باعتبار اعراب اور بناء کی تھی اور یہ دوسری قسم باعتبار خصوص وعموم کے بھی ہے اور معرفہ نکرہ ہونے کے اعتبار سے بھی۔

{تعریف معرفہ}: معرفہ وہ اسم ہے جو خاص ایک معین چیز کیلئے وضع کیا گیا ہو۔جیسے زید

{وجہ تسمیہ}: معرفہ کا لفظ مصدر ہے جس کا لغوی معنی ہے شناخت کرنا، پہچاننا اور معرفہ اصطلاح میں بھی پوری پہچان اور شناخت ہو جاتی ہے اس لئے اس کو معرفہ کہتے ہیں۔

{اقسام معرفہ}: معرفہ کی سات قسمیں ہیں جن کو بالترتیب ذکر کیا جاتا ہے۔

{(۱) مضمرات}: جس کی پوری تفصیل اسم غیر متمکن کی پہلی قسم میں بیان ہو چکی ہے۔

{(۲) اعلام}: یہ علم کی جمع ہے جس کا معنی ہے وہ اسم جو ایک معین چیز کیلئے بنایا گیا ہو اور ایک وضع سے اس کے غیر کو شامل نہ ہو۔جیسے زید یہ لفظ ایک معین مشخص کیلئے وضع کیا گیا ہے جب

زید کا لفظ بولا جاتا ہے تو وہی شخص مراد ہوگا جس کا یہ نام ہے جس کیلئے اس نام کو وضع کیا گیا ہے۔

{(۳) اسمائے اشارات}: تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔

{(۴) اسمائے موصولات}: تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔

فائدہ: یہاں ایک بات جان لیں کہ محض اسم اشارہ اور اسم موصول سے کوئی وضاحت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اسم اشارہ کی وضاحت مشار الیہ اور اسم موصول کی وضاحت صلہ سے ہوتی ہے اس لئے یہ دونوں مشار الیہ اور صلہ کے بغیر سننے والے کی نظر میں مبہم ہوتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں کو مبہمات کہتے ہیں۔

{(۵) معرفہ بہ ندا}: اس سے مراد ہر وہ نکرہ ہے جس پر حرف ندا خمسہ میں سے کوئی داخل ہو۔ جیسے یَارَجُلُ۔ حرف ندا داخل کرنے سے پہلے رجل نکرہ تھا یعنی کوئی سا بھی مرد مگر حرف ندا داخل ہونے کے بعد یہ معرفہ بن گیا یعنی خاص مرد۔

فائدہ: حرف ندا پانچ (۵) ہیں: (۱) یا (۲) ایا (۳) هیا (۴) اے (۵) ہمزہ مفتوحہ۔

{(۷) معرف بالالف واللام}: وہ اسم نکرہ جس پر الف لام داخل کر کے معرفہ بنا دیا گیا ہو جیسے رَجُل" سے اَلرَّجُلُ۔

{(۸) مضاف بہ یکی از ینہا}: اس سے مراد وہ مضاف بہ معرفہ ہے جو معرفہ بہ ندا کے علاوہ دیگر پانچ اقسام میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو تو وہ بھی معرفہ بن جاتا ہے جیسا کہ صاحب نحو میر نے کتاب میں اس کی پانچ مثالیں بیان کر دی ہیں۔

{**تعریف نکرہ**}: نکرہ ہر وہ اسم ہے جس کے واضع نے اسے غیر معین چیز کیلئے وضع کیا ہو۔

{وجہ تسمیہ}: نکرہ کا لغوی معنی ہے نہ پہچاننا اور اصطلاح میں بھی یہی ہے کہ اس سے مخاطب کو پوری پہچان حاصل نہیں ہوتی اس لئے اس کو نکرہ کہتے ہیں۔ جیسے رجل ہر مرد کو کہہ سکتے ہیں۔

تمرین

معرفہ نکرہ کی پہچان کرو معرفہ کے ساتھ اس کی اقسام بھی بیان کرو

(۱) هَذَا اُسْتَاذِیْ (۲) اَلْقُرْآنُ کَلَامُ اللّٰہِ (۳) اَنَا مُحَمَّد" (۴) اَلْحجُّ مُطَهِّر" (۵) یَا عَبْدَ اللّٰہِ (٦) رَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً (۷) فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هَذَا الْبَیْتِ (۸) وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر (۹) قَالَ یَامُوْسیٰ (۱۰) اُوْلٰئِکَ عَلَی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ (۱۱) اُوْلٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۲) أَ أَنْتَ اِبْرَاهِیْمُ ؟ (۱۳) سَافَرْتُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ (۱۴) اَللّٰہُ رَبُّنَا (۱۵) اُوْلٰئِکَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ (۱٦) اَلصَّحَابَةُ کُلُّهُمْ عدُوْل" (۱۷) اَلْقُرْآنُ حُجَّة" لَّکَ أَوْ عَلَیْکَ (۱۸) نَحْنُ مُسْلِمُوْنَ (۱۹) یَا مَرْیَمُ أَنّٰی لَکِ هَذَا (۲۰) غُلَامُ أَبِیْکَ۔

{عبارت}: بدانکہ اسم بر دو صنف است مذکر و مونث، مذکر آنست کہ درو علامتِ تانیث نباشد چون رجل و مونث آنست کہ در علامت تانیث باشد چون امرأۃ و علامت تانیث چہار ست تا چون طلحۃ و الف مقصورہ چون حبلی و الف ممدوہ چون حمرآء و تائی مقدرہ چون ارض کہ دراصل ارضۃ بودہ است بدلیل اریضۃ زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل خود برد و ایں را مونث سماعی گویند۔

ترجمہ: جان لے کہ اسم دو قسم پر ہے مذکر و مونث، مذکر وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامت نہ ہو جیسے رجل اور مونث وہ اسم ہے کہ جس میں تانیث کی علامت ہو جیسے اِمْرَأَة" اور تانیث کی علامات چار ہیں، تا جیسے طَلْحَةُ، الف مقصورہ جیسے حُبْلٰی، الف ممدوہ جیسے حَمْرَآءُ، تاء مقدرہ جیسے اَرْض "کہ اصل میں اَرْضَة" اُرَیْضَة" کی دلیل سے، کیونکہ تصغیر اسم کو اپنی اصل کی طرف لے جاتی ہے اس قسم کو مونث سماعی کہتے ہیں۔

{تشریح}: اس عبارت سے مصنف علیہ الرحمۃ اسم کی ایک اور تقسیم جو باعتبار جنس ہے وہ بیان فرما رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں ایک مذکر دوسرا مونث ہر ایک کی تعریف ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

{مذکر}: وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے جیسے

رجل۔

{مونث} : وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامات میں سے کوئی علامت پائی جائے جیسے امرأۃ۔

{تانیث کی علامات}: مونث کی تعریف میں چونکہ تانیث کی علامت کا ذکر تھا اس لئے مصنفؒ اس کے بعد تانیث کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ کل چار ہیں:

(۱) تائے ملفوظہ جیسے طلحۃ (۲) تائے مقدرہ جیسے ارض (۳) الف مقصورہ جیسے حبلی (۴) الف ممدوہ جیسے حمراء۔

فائدہ : ملفوظہ سے مراد وہ تا ہے جو لفظوں میں مذکور ہے اور مقدرہ سے مراد وہ تا ہے جو لفظوں میں مذکور نہ ہو جیسے ارض اس کی اصل اریضۃ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ لغت عرب میں تصغیر کے اندر گرے ہوئے لفظ واپس آجاتے ہیں جب ہم نے ارض کی تصغیر معلوم کی تو وہ اریضۃ تھی تو معلوم ہوا کہ ارض میں بھی تا ہے جو کسی وجہ سے گر چکی ہے۔

الف مقصورہ اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی ہمزہ نہ ہو اور الف ممدوہ اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی ہمزہ ہو۔

فائدہ : تا کی چھ قسمیں ہیں (۱) تائے تذکیر جیسے اربعۃ رجال (۲) تائے تانیث جیسے طلحۃ (۳) تائے وحدت جیسے نفحۃ واحدۃ (۴) تائے بدل جیسے عدۃ (۵) تائے مصدریت جیسے مصدریۃ (۶) تائے مبالغہ جیسے علامۃ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: بدانکہ مونث بر دو قسم ست حقیقی ولفظی حقیقی آنست کہ بازائی او حیوانے مذکر باشد چون امراۃ کہ بازائی او رجل است و ناقۃ کہ بازائی او جمل است ولفظی آنست کہ

بازائی او حیوانی مذکر نباشد چون ظلمۃ وقوۃ

ترجمہ:اور تو جان کہ مونث دو قسم پر ہے حقیقی اور لفظی، حقیقی وہ مونث ہے جس کیمقابلے میں کوئی حیوان مذکر ہو جیسے اِمْرَاَۃ‘‘ کہ اس کے مقابلے میں رجل ہے ،نَاقَۃ‘‘ کہ اس کے مقابلے میں جَمَل ‘‘ ہے،اور لفظی وہ مونث ہے جس کیمقابلے میں حیوان مذکر نہ ہو جیسے ظُلْمَۃ‘‘اور قُوَّۃ‘‘۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے مونث کی دو قسموں اوران کی تعریفوں اور مثالوں کو بیان کرنا مقصود ہے۔

{**اقسام مونث**}: مونث کی دو قسمیں ہیں: (۱) مونث حقیقی (۲) مونث لفظی ۔

اب ان دونوں کی تعریف زیب قلم ہے۔

{**تعریف مونث حقیقی**}: مونث حقیقی اسے کہتے ہیں جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر ہو۔ مثالیں جیسے اِمْرَأۃ‘‘(عورت) اس کے مقابلے میں رَجُل‘‘(مرد)نَاقَۃ‘‘ (اونٹنی) اس کے مقابلے میں جَمَل‘‘(اونٹ)۔

{**تعریف مونث لفظی**}: مونث لفظی اسے کہتے ہیں جس کے مقابلہ میں کوئی جانداز مذکر نہ ہو جیسے ظُلْمَۃ‘‘(تاریکی) اس کے مقابلے میں اگر چہ نور ہے لیکن وہ جاندار مذکر نہیں اس طرح قُوَّۃ‘‘ بمعنی طاقت ہے اس کے مقابلہ میں ضعف ہے لیکن جاندار مذکر نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: بدانکہ اسم بر سہ صنف است واحد و مثنی و مجموع واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چون رجل و مثنی آنست کہ دلالت کند بر دو سبب آنکہ الف یا یائی ماقبل مفتوح و نونی مکسورہ بآخرش پیوندد چون رجلان و رجلین و مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغییری در واحدش کردہ باشند لفظا چون رجال یا تقدیرا چون فلک کہ واحدش نیز فلک ست بر وزنِ قفل و جمعش ہم فلک بروزن اسد

ترجمہ: تو جان لے کہ اسم تین قسم پر ہے، واحد، تثنیہ اور جمع۔ واحد وہ اسم ہے جو دلالت کرے ایک پر جیسے رجل، اور تثنیہ وہ اسم ہے جو دلالت کرے دو پر اس سبب سے کہ الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ اس کے آخر میں لگا ہوا ہوتا ہے جیسے رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ اور جمع وہ اسم ہے جو دلالت کرے دو سے زیادہ پر اس سبب سے کہ اس کے واحد میں کوئی تغیر کیا گیا ہو چاہے لفظا ہو جیسے رِجَال" یا تقدیرا ہو جیسے فُلْک "کہ اس کا واحد بھی فُلْک" ہے قُفْل" کے وزن پر اور اس کی جمع بھی فُلْک" ہے اُسُد" کے وزن پر۔

{تشریح}: اس عبارت سے اسم کی چوتھی تقسیم باعتبار افراد یعنی وحدت، تثنیہ اور جمع کے اعتبار سے بیان کرنا مقصود ہے۔

{واحد}: جو ایک پر دلالت کرے جیسے رَجُل"، طِفْل"۔

{تثنیہ}: جو دو پر دلالت کرے۔ اسکی نشانی یہ ہے کہ اس کے آخر میں الف اور نون مکسورہ ہو جیسے رَجُلَانِ حالت رفعی میں بمعنی دو مرد۔ یا یا ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ اس کے آخر میں ہو جیسے رَجُلَیْنِ حالت نصبی اور جری میں۔

{جمع}: جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے بسبب اس کے کہ اس کے واحد میں تغیر کیا گیا ہو۔ اور یہ تغیر دو قسم پر ہے: (۱) تغیر لفظی (۲) تغیر تقدیری۔

{تغیر لفظی}: وہ ہے کہ واحد کا وزن ٹوٹ جائے جیسے رِجَال "کہ اس کا مفرد رَجُل" ہے اس میں جیم اور لام کے درمیان الف لائے تو جمع رِجَال" ہو گیا۔

{تغیر تقدیری}: اس کو کہتے ہیں کہ کوئی ایسا لفظ ہو کہ اگر اس کو واحد کے وزن پر لحاظ کیا جائے تو یہ لفظ واحد کہلائے گا اور اگر یہی لفظ کسی دوسری جگہ جمع کے وزن پر آئے تو یہ لفظ جمع کہلائے گا۔ جیسے فلک ہے اگر اس کو لحاظ کریں قفل کے وزن پر تو فلک کے معنی ہو گئے ایک کشتی اور اگر فلک کو لحاظ کیا جائے اسد کے وزن پر تو اس وقت فلک جمع ہو گا تو اس وقت اس کے معنی ہوں گے بہت سی کشتیاں، کیونکہ اُسْد "جمع ہے اَسَد" کی اسد شیر کو کہتے ہیں اور اسد کے معنی بہت سے شیر۔

تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں سے واحد، تثنیہ، جمع کی تفریق کریں نیز قرآن مجید میں سے ہر ایک کی پچاس (۵۰) پچاس (۵۰) امثلہ نکال کرلائیں۔

(۱) عُلَمَآءُ (۲) مَسَاجِدُ (۳) اَنْفُس " (۴) نَبَآءُ " (۵) اَفْوَاج " (۶) حَدَائِقُ (۷) اَلْمَلَآئِکَةُ (۸) بُیُوْت " (۹) اُنَاس " (۱۰) اَنْهَار " (۱۱) اُسْتَاذَیْنِ (۱۲) مَدَارِس (۱۳) کِتَابَیْنِ (۱۴) رَبّ " (۱۵) اَرْبَاب " (۱۶) شَیَاطِیْن " (۱۷) وَلَد " (۱۸) حَدِیْث " (۱۹) اَلصَّلٰوۃُ (۲۰) عَیْنَیْنِ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: بدانکه جمع باعتبار لفظ بر دو قسم ست جمع تکسیر و جمع تصحیح جمع تکسیر آنست که بنائی واحد در وسلامت نباشد چون رجال و مساجد وابنیہ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد وقیاس را درو مجالی نیست اما در رباعی وخماسی بروزن فعالل آید چون جعفر وجعافر وجحمرش وجحامر بحذف حرف خامس وجمع تصحیح آنست که بنائی واحد در وسلامت ماند وآن بر دو قسم است جمع مذکر وجمع مونث جمع مذکر آنست که واوی ماقبل مضموم یا یائی ماقبل مکسور ونونی مفتوح در آخرش پیوندد چون مسلمون ومسلمین وجمع مونث آنست که الفی با تائی آخرش پیوندد چون مسلمات۔

ترجمہ: جان لے کہ لفظ کے اعتبار سے جمع دو قسم پر ہے جمع تکسر اور جمع تصحیح، جمع تکسیر وجمع ہے کہ واحد کی بناء جس میں سالم نہ رہے جیسے رِجَال'' اور مَسَاجِدُ اور جمع تکسیر کے اوزان ثلاثی میں سماعی سے تعلق رکھتے ہیں اور قیاس کا ان میں کوئی دخل نہیں، البتہ رباعی اور خماسی میں جمع تکسیر فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے جیسے جَعْفَر'' اور جَعَافِرُ اور جَحْمَرَش'' اور جَحَامِرُ پانچویں حرف کو حذف کرنے کے ساتھ، اور جمع تصحیح وہ ہے کہ واحد کی بناء جس میں سالم رہے اور یہ دو قسم پر ہے جمع مذکر اور جمع مونث، جمع مذکر وہ جمع ہے کہ واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ اس کے آخر میں لگا ہوا ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ اور جمع مونث وہ جمع ہے جس کے آخر میں الف وتاء لگا ہوا ہو جیسے مُسْلِمَات''۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے صاحب کتاب جمع کی اقسام کو باعتبار لفظ بیان کرتے ہیں کہ لفظی اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: (۱) جمع تکسیر (۲) جمع تصحیح۔

{**جمع تکسیر**}: وہ جمع ہے کہ جس کے واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے رجل سے رجال، مسجد سے مساجد۔

{**وجہ تسمیہ**}: اس جمع کو تکسیر اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس کا معنی ہے ٹوٹنا۔ چونکہ یہ واحد سے جمع میں جا کر ٹوٹ جاتی ہے اس لئے اس جمع کو جمع مکسر یا جمع تکسیر کہتے ہیں۔

{**اعتراض**}: وزن تو واحد کا ٹوٹتا ہے لیکن آپ نے جمع کو مکسر کہہ دیا، مکسر تو واحد کو کہنا چاہئے

تھا۔

{جواب}: اگرچہ وزن تو واحد کا ٹوٹتا ہے لیکن اعتبار اس کا کیا جائے گا کہ ٹوٹنے کا محل کیا ہے ؟ چونکہ یہ واحد جمع میں جا کر ٹوٹتا ہے اس لئے واحد مکسر کہنے کے بجائے جمع مکسر کہہ دیا۔

{تعریف جمع تصحیح}: یعنی وہ (جمع سالم) ہے جس کے واحد کا وزن سلامت رہے اور یہ دو قسم پر ہے: (۱) جمع مذکر (۲) جمع مونث۔

{جمع مذکر}: یہ وہ جمع ہے جو واؤ ما قبل مکسور ہو اور نون مفتوحہ اس کے آخر میں ملی ہوئی ہو جیسے مسلمون، مسلمین۔ دیکھئے اس کا واحد مسلم اپنی حالت پر برقرار ہے جبکہ اس کا آخر تثنیہ یا جمع بناتے وقت بدلتا رہا۔

{جمع مونث}: جس کے آخر میں الف اور تا ہوں جیسے مسلمات۔

{عبارت}: بدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع است جمع قلت و جمع کثرت جمع قلت آنست کہ برکم از دہ اطلاق کنند و آن را چہار بناست افعُل، مثل اکلب وافعال چون اقوال وافعلۃ مثل اعونۃ وفعلۃ چون غلمۃ و دو جمع تصحیح بے الف ولام یعنی مسلمون ومسلمات وجمع کثرت آنست کہ بردہ وبیشتر از دہ اطلاق کنندہ وابنیۂ آن ہر چہ غیر ازین شش بناست۔

ترجمہ: جان لے کہ جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے، جمع قلت اور جمع کثرت، جمع قلت وہ ہے جو دلالت کرے دس سے کم پر، اور اس کے چار اوزان ہیں، اَفْعُل ''جیسے اَکْلُب'' اور اَفْعَال ''جیسے اَقْوَال'' اور اَفْعِلَۃ ''جیسے اَعْوِنَۃ'' اور فِعْلَۃ ''جیسے غِلْمَۃ'' اور دو جمع تصحیح الف لام کے بغیر یعنی مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَات'' اور جمع کثرت وہ ہے جو دس اور دس سے زیادہ پر دلالت کرے اور اس کے اوزان وہ ہیں جو ان چھ اوزان کے علاوہ ہوں۔

{تشریح}: گذشتہ سطور میں مصنف علیہ الرحمۃ نے جمع کی تقسیم باعتبار لفظ کے بیان کی تھی، اب اس عبارت سے مصنفؒ جمع کی تقسیم باعتبار معنی کے بیان فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے (۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت۔ اب ہم ہر ایک کی

تعریف زیب قرطاس کرتے ہیں۔

{**جمع قلت**}: ایسی جمع جو تین سے لے کر نو تک بولی جائے جمع قلت کے چار اوزان ہیں:
(۱) أَفْعُل" جیسے أَكْلُب" (۲) أَفْعَال" جیسے أَقْوَال" (۳) فِعْلَة" جیسے غِلْمَة" (۴) اَفْعِلَة" جیسے أَعْوِنَة"۔

اس کے علاوہ مسلمون اور مسلمات بھی بغیر الف لام کے جمع قلت میں شمار ہوتے ہیں

{**جمع کثرت**}: ایسی جمع جس کا اطلاق دس (۱۰) سے لے کر مالانہایہ تک ہوتا ہے۔ جمع قلت کے اوزان کے علاوہ تمام اوزان جمع کثرت کے ہیں۔

{عبارت}: فصل بدانکہ اعراب اسم سہ است رفع نصب و جر اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب برشانزدہ قسم است اول منفرد منصرف صحیح چون زید دوم مفرد منصرف جاری مجرای صحیح چون دلو سوم جمع مکسر منصرف چون رجال رفع شان بضمہ باشد و نصب بفتح و جر بکسرہ۔ جاءنی زید و دلو ورجال، ورایت زیدا و دلوا ورجالا، ومررت بزید و دلو ورجال۔ چہارم جمع مونث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بکسرہ چون ھن مسلمات، رایت مسلمات، مررت بمسلمات۔

ترجمہ: تو جان لے کہ اسم اعراب تین قسم پر ہے، رفع نصب اور جر۔ اسم متمکن اعراب کے اعتبار سے سولہ قسم پر ہے۔ پہلی قسم مفرد منصرف صحیح جیسے زَيْد" دوسری قسم مفرد منصرف جاری مجری صحیح جیسے دَلْو" تیسری قسم جمع مکسر منصرف جیسے رِجَال"۔ ان سب کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتحہ اور جر کسرہ کے ساتھ۔ جَاءَنِيْ زَيْد" وَ دَلْو" وَ رِجَال"، وَ رَأَيْتُ زَيْداً وَ دَلْواً وَ رِجَالاً، وَ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَّ دَلْوٍ وَّ رِجَالٍ۔ چوتھی قسم جمع مونث سالم اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ۔ جیسے هُنَّ مُسْلِمَات"، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے مقصود اسم کے اعراب کو بیان کرنا ہے کہ اسم کے اعراب تین

قسم پر ہیں: (۱) رفع (۲) نصب (۳) جر۔ پھر اعراب کی تین قسمیں ہیں: (۱) اعراب بالحرف (۲) اعراب بالحرکت (۳) اعراب تقدیری۔

{(۱) **اعراب بالحرف**}: واؤ، الف، یا کو کہتے ہیں۔

{(۲) **اعراب بالحرکت**}: رفع، نصب، جر کو کہتے ہیں۔

{(۳) **اعراب تقدیری**}: اس اعراب کو کہتے ہیں جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو جیسے جَاءَ مُوْسیٰ۔

فائدہ: رفع اس حالت کو کہتے ہیں جو عامل رافع کی وجہ سے ہو اس حالت کو ''حالت رفعی'' کہتے ہیں۔ نصب اس حالت کو کہتے ہیں جو عامل ناصب کی وجہ سے پیدا ہو اس حالت کو ''حالت نصبی'' کہتے ہیں اور جر اس حالت کو کہتے ہیں جو عامل جری سے پیدا ہو اس کو ''حالت جری'' کہتے ہیں۔

فائدہ: مبنی کی حرکات کو ضم، فتح، کسرہ کہتے ہیں۔ معرب کی حرکات کو رفع، نصب، جر کہتے ہیں۔

فائدہ: رفع: چار چیزوں کے ساتھ آتا ہے ضمہ، واو، الف اور آخر میں اثبات نون۔

نصب: پانچ چیزوں کے ساتھ آتا ہے: فتحہ، کسرہ، الف، یاء اور اسقاط نون اعرابی۔

جر: تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے: کسرہ، فتحہ اور یا۔

جزم: تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے سکون، حذف لام، اور اسقاط نون۔

مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسم متمکن (یعنی اسم معرب) کی باعتبار وجوہ اعراب سولہ (۱۶) قسمیں ہیں جن میں سے پہلے تین قسموں کا اعراب یکساں ہیں ان اقسام کی تفصیل یہ ہے۔

{(۱) **مفرد منصرف صحیح**}: مفرد اسے کہتے ہیں جو تثنیہ وجمع نہ ہو۔ منصرف اسے کہتے ہیں جو غیر منصرف نہ ہو۔ صحیح کی تعریف نحویوں کے ہاں یہ ہے کہ وہ اسم یا فعل جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت نہ ہو جیسے زید۔

{(۲) **مفرد منصرف جاری مجری (قائم مقام) صحیح**}: مفرد اسے کہتے ہیں جو تثنیہ و جمع نہ ہو۔ منصرف اسے کہتے ہیں جو غیر منصرف نہ ہو۔ جاری مجرا صحیح اسے کہتے ہیں جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت ہو جیسے دَلْو"، رَمْی"۔

{(۳) **جمع مکسر منصرف**}: جمع اسے کہتے ہیں جو واحد اور تثنیہ نہ ہو۔ مکسر اسے کہتے ہیں جس میں واحد والی بناء سلامت نہ ہو۔ منصرف اسے کہتے ہیں جو غیر منصرف نہ ہو۔ جیسے رجال۔

{**اعراب**}: ان تینوں قسموں کا اعراب یکساں ہے یعنی رفع ساتھ ضمہ کے نصب ساتھ فتح کے اور جر ساتھ کسرہ کے۔ جیسے: جَاءَنِیْ زَیْد" وَ دَلْو" وَ رِجَال"، وَ رَاَیْتُ زَیْداً وَ دَلْواً وَ رِجَالاً، وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَّ دَلْوٍ وَّ رِجَال۔

{(۴) **جمع مونث سالم**}: اسے کہتے ہیں جس میں واحد والی بناء سلامت ہو اور اس کے آخر میں الف اور تا ہو جیسے مسلمات۔

{**اعراب**}: اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوگا اور نصب اور جر کسرہ کے ساتھ ہوگا جیسے هُنَّ مُسْلِمَات"، رَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں بتائیں کہ مفرد منصرف صحیح، مفرد منصرف جاری مجری صحیح، جمع مکسر منصرف، جمع مونث سالم کونسا ہے، ان پر عامل کونسا داخل ہے، اعراب کیا ہے؟ نیز ترجمہ اور ترکیب کرنا نہ بھولیں۔

رَاَیْتُ زَیْداً یَدْعُوْ (۲) رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ (۳) جَآءَ شَاکِر" (۴) مَرَرْتُ بِشَاکِرٍ (۵) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (۶) کَظُلُمَاتٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (۷) فِیْهَا کُتُب" قَیِّمَة" (۸) قَصَصُ الْاَنْبِیَآءِ (۹) اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْف" عَلَیْهِمْ (۱۰) مَرَرْتُ بِاَوْلَادِیْ (۱۱) اِشْتَرَیْتُ دَجَّاجَاتٍ (۱۲) فَهِمْتُ الطَّالِبَاتُ الدَّرْسَ (۱۳) اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ (۱۴) وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ (۱۵) جَاءَ نِبِیُّ سَاجِد" (۱۶) رَاَیْتُ سَاجِداً (۱۷) مَرَرْتُ بِسَاجِدٍ (۱۸) مُحَمَّد" رَسُوْلُ اللّٰہِ (۱۹) اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ (۲۰) اَلْقُرْآنُ کِتَابُ اللّٰہِ

★★★★★★★★★★★★★★★

{عبارت}: پنجم غیر منصرف وآن اسمیست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است: عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل والف ونون زائدتان چون عمر و احمر و طلحۃ و زینب و ابراھیم و مساجد و معدیکرب و احمد و عمران رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بفتحہ چون جاءعمر ورایت عمر و مررت بعمر۔

ترجمہ: پانچویں قسم غیر منصرف ہے اور یہ وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف میں سے دو سبب ہوں۔منع صرف کے اسباب نو (۹) ہیں: عدل اور وصف اور تانیث اور معرفہ اور عجمہ اور جمع اور ترکیب اور وزن فعل اور الف ونون زائدتان جیسے :عُمَرُ و اَحْمَرُ و طَلْحَۃُ و زَیْنَبُ و اِبْرَاھِیْمُ و مَسَاجِدُ و مَعْدِیْکَرِبَ و اَحْمَدُ و عِمْرَانَ۔اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب وجر فتح کے ساتھ ہوتا ہے جیسے: جَاءَ عُمَرُ و رَاَیْتُ عُمَرَ و مَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

{(۵) **غیر منصرف**}: یہ وہ اسم ہے جس میں اسباب منع صرف کے نو اسباب میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو سببوں کے قائم مقام ہو اور غیر منصرف کے نو (۹) اسباب یہ ہیں:

(۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ (۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزن فعل (۹) الف نون زائدتان۔

اس کی تفصیل آپ آگے بڑی کتب میں پڑھ لیں گے مگر ہم یہاں مختصرا بھی بیان کر دیتے ہیں تا کہ ایک طرح کی اُنسیت ہو جائے۔

{(۱) عدل}: عدل کا لغوی معنی ہے ''پھیرنا'' اور اصطلاح میں کسی لفظ کا خلاف قانون اپنی اصل شکل چھوڑ کر دوسری شکل اختیار کرنا جیسے **عمر** کے اصل میں **عامر** تھا۔

{(۲) وصف}: کا لغوی معنی ''بیان کرنا'' اور اصطلاح میں جو ایسی مبہم ذات پر دلالت کرے جس میں وصفی معنی ملحوظ ہو آسان لفظوں میں جس میں کسی صفت کا ذکر ہو جیسے **احمر** سرخ رنگ والا آدمی۔

{(۳) تانیث}: جس میں تانیث کی چار علامتوں میں سے کوئی علامت پائی جائے جیسے طلحة۔

{(۴) معرفہ}: جس کو واضع نے کسی خاص چیز کیلئے وضع کیا مگر یہاں مراد "علم" (نام) ہے۔ یعنی جو کسی خاص چیز کا نام ہو جیسے زینب عورت کا نام ہے۔

{(۵) عجمہ}: لغوی معنی ہے گونگا ہونا اور اصطلاح میں جو عربی لفظ نہ ہو مگر عربوں میں مستعمل ہو جیسے ابراهیم۔

{(۶) جمع}: یہاں جمع سے مراد جمع منتہی الجموع ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ جمع جس کی تکسیر دوبارہ نہ بنائی جا سکے یعنی جمعوں کی آخری جمع جیسے **مساجد**۔

{پہچان}: اس کی پہچان یہ ہے کہ اس میں پہلا اور دوسرا حرف مفتوح اور تیسری جگہ الف ہوتا ہے الف کے بعد اگر ایک حرف ہو تو مشدد ہوتا ہے جیسے **دَوَابّ**" اگر دو حرف ہوں تو پہلا مکسور ہوتا ہے جیسے **مساجد** اگر تین حرف ہوں تو پہلا مکسور دوسرا ساکن ہوتا ہے جیسے **مصابیح**۔

{(۷) ترکیب}: سے مراد مرکب منع صرف ہے تعریف گزر چکی ہے جیسے **معدیکرب**۔

{(۸) وزن فعل}: جو ہو تو اسم مگر فعل کے وزن پر ہو جیسے اَحۡمَدُ اَفۡعَلُ کے وزن پر ہے۔

{(۹) الف نون زائدتان}: جس کے آخر میں الف نون زائد ہو جیسے **عمران**۔

{اعراب}: ان سب کا رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر فتح کے ساتھ ہوگا۔ جیسے **جَاءَ عُمَرُ وَرَاَیۡتُ عُمَرَ وَمَرَرۡتُ بِعُمَرَ**۔

فائدہ: غیر منصرف پر تنوین نہیں آ سکتی اسی طرح اس پر کسرہ بھی نہیں آتا البتہ اگر غیر منصرف مضاف ہو یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو کسرہ آ سکتا ہے۔

فائدہ: انبیاء کے نام غیر منصرف ہیں بوجہ علم و عدل کے سوائے ان چھ (۶) ناموں کے:

(۱) محمد (۲) شعیب (۳) صالح (۴) هود (۵) نوح (۶) لوط۔

تمرین

درج ذیل مثالوں کو مثل سابق حل کریں

(۱) رَاَیْتُ اَحْمَدَ (۲) مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ (۳) جَاءَ اَحْمَدُ (۴) جَاءَ نِیْ عُثْمَانُ (۵) نُصَلِّیْ فِیْ مَسَاجِدِکُمْ (۶) شَهْرُ رَمْضَانَ (۷) رَاَیْتُ رَمْضَانَ (۸) قَاضِیْخَانَ (۹) قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْمَاعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ (۱۰) اَجْمَعَ اَکَابِرُنَا عَلٰی فِسْقِ یَزِیْدَ (۱۱) اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَةَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ

{عبارت}: ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یای متکلم چون اب واخ وحم و ھن وفم وذو مال رفع شان بواو باشد ونصب بالف وجر بیا چون جاء ابوک ورایت اباک و مررت بابیک۔

ترجمہ: چھٹی قسم اسمائے ستہ مکبرہ جبکہ یہ مضاف ہوں غیر یائے متکلم کی طرف جیسے اَبٌ"، اَخٌ" حَمٌ"، ھَنٌ"، فَمٌ" ذُوْ مَالٍ ان کا رفع واو کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب الف اور جر یا کے ساتھ جیسے جَاءَ اَبُوْکَ وَرَاَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ۔

{(۶) **اسمائے ستہ مکبرہ**}: اس عبارت میں چار عناوین کو بیان کیا جائے گا:

(۱) تعداد الفاظ ستہ مکبرہ (۲) شرائط اسمائے ستہ مکبرہ

(۳) معانی اسمائے ستہ مکبرہ (۴) اعراب اسمائے ستہ مکبرہ

{(۱) تعداد الفاظ ستہ مکبرہ}: یہ کل چھ (۶) ہیں: اب، اخ، حم، ھن، فم، ذو مال

{(۲) شرائط اعراب اسمائے ستہ مکبرہ}: ان کے اعراب کیلئے چار شرائط ہیں:

(۱) موحدہ ہوں یعنی تثنیہ جمع نہ ہو ورنہ ان کا اعراب تثنیہ وجمع والا ہوگا۔ **(۲)** مکبر ہوں مصغر نہ ہوں **(۳)** مضاف ہوں غیر مضاف نہ ہوں **(۴)** یائے متکلم کے علاوہ کسی کی طرف

مضاف ہوں۔

{(۳) معانی الفاظ اسمائے ستہ مکبرہ}: اب معنی باپ کے ہیں اخ معنی بھائی کے ہیں حم معنی دیور کے ہیں ھن معنی شرمگاہ کے ہیں فم معنی منہ کے ہیں ذو مال معنی مالدار کے ہیں۔

{(۴) اعراب اسمائے ستہ مکبرہ}: ان کا رفع واو کے ساتھ ہوگا اور نصب الف کے ساتھ ہوگا اور جر یا کے ساتھ جیسے جَاءَ اَبُوْکَ حالت رفعی میں رَاَیْتُ اَبَاکَ حالت نصبی میں مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ حالت جری میں۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ کو حل کریں مثل سابق اور قرآن وحدیث ومحاورات عرب سے مزید ۱۳ مثالیں تلاش کر کے لائیں

(۱) قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ (۲) اَخُوْنَا رَجُل" صَالِح" (۳) حَمُوْکِ طَالِب" (۴) قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ (۵) مَرَرْتُ بِاَبِیْ قَیْسٍ (۶) اَلْمُسْلِمُ اَخُوْ الْمُسْلِمِ (۷) ھٰذَا اَبِیْ (۸) رَاَیْتُ اَبَالَھْبٍ (۹) قُتِلَ اَبُوْ جَھْلٍ فِی الْبَدْرِ (۱۰) مَرَرْتُ بِاَبِیْ زَیْدٍ

{عبارت}: ~~ہفتم مثنی چون رجلان، ہشتم کلا وکلتا مضاف بمضمر، نہم اثنان واثنتان رفع شان~~ بالف باشد ونصب وجر بیائی ماقبل مفتوح چون جاء رجلان وکلاھما واثنان ورایت رجلین وکلیھما واثنین ومررت برجلین وکلیھما واثنین۔

ترجمہ: ساتویں قسم تثنیہ جیسے رجلان، آٹھویں قسم کلا اور کلتا جو مضاف ہوں ضمیر کی طرف نویں قسم اثنان اور اثنتان ان (تینوں قسموں) کا رفع الف کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب اور جر یا ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جَاءَ رَجُلاَنِ وَ کِلاَھُمَا وَ اِثْنَانِ وَ رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ وَ کِلَیْھِمَا وَ اِثْنَیْنِ وَ مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَ کِلَیْھِمَا وَ اِثْنَیْنِ۔

{تشریح}: اس عبارت سے تثنیہ کی اقسام مع اعراب کو بیان کرنا چاہ رہے ہیں۔ تثنیہ

(مثنی) کی تین قسمیں ہیں: (۱) حقیقی (۲) معنوی (۳) صوری۔
قسم ہفتم میں تثنیہ حقیقی، ہشتم میں تثنیہ معنوی اور نہم میں تثنیہ صوری کو بیان کریں گے۔
{(۱) تعریف تثنیہ حقیقی}: جس میں مذکورہ تین شرائط پائی جائیں:
(۱) تثنیہ والا معنی ہو (۲) مفرد سے اس کا مادہ موجود ہو (۳) اس کے آخر میں الف ماقبل مفتوح یا یا ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ آخر میں لگا ہوا ہو۔ اگر یہ تینوں شرائط پائی جائیں تو اسے تثنیہ حقیقی کہتے ہیں۔ جیسے رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ۔
{(۲) تعریف تثنیہ معنوی}: تثنیہ معنوی اسے کہتے ہیں کہ جس میں صرف پہلی شرط پائی جائے یعنی اس کا معنی تثنیہ والا ہوا جیسے کِلَا، کِلْتَا۔
{(۳) تعریف تثنیہ صوری}: جس میں پہلی اور تیسری شرط پائی جائے۔ جیسے اِثْنَانِ
{اعراب}: ان تینوں اقسام کا اعراب یکساں ہیں کہ ان کا رفع الف کے ساتھ ہوتا ہے جیسے رَجُلاَنِ اور ان کا نصب اور جر یا ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتا ہے جیسے رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ وَ مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ۔
{امثلہ اقسام ثلثہ مشترکہ}: اب ہم ان تینوں کی اقسام کی مشترکہ مثالوں کو بیان کرتے ہیں جو کہ کتاب میں بھی مذکور ہیں:
جَاءَ رَجُلاَنِ وَ کِلاَهُمَا وَ اِثْنَانِ وَ رَاَیْتُ رَجُلَیْنِ وَ کِلَیْهِمَا وَ اِثْنَیْنِ وَ مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَ کِلَیْهِمَا وَ اِثْنَیْنِ

{عبارت}: دہم جمع مذکر سالم چون مسلمون یازدہم اولو دوازدہم عشرون تا تسعون رفع شان بواو ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیائی ماقبل مکسور چون جاء مسلمون واولو مال وعشرون رجلا ورایت مسلمین واولی مال وعشرین رجلا ومررت بمسلمین واولی مال وعشرین رجلا۔
ترجمہ: دسویں قسم جمع مذکر سالم ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ گیارہویں قسم اُوْلُوْ بارہویں قسم عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک ان تینوں قسموں کا اعراب رفع واو ماقبل ضمہ کے ساتھ اور نصب

وجر یا ماقبل کسرہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَ اُوْلُوْ مَالٍ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً وَ رَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَ عِشْرِیْنَ رَجُلاً وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَجُلاً۔

{**تشریح**}: یہاں سے جمع کا اعراب بمع اقسام کو بیان کررہے ہیں جمع کی بھی تثنیہ کی طرح تین قسمیں ہیں:

{**(۱) جمع حقیقی**}: جس میں مذکورہ تین شرائط پائی جائیں:

(۱) جمع والا معنی ہو (۲) مفرد سے اس کا مادہ موجود ہو (۳) اس کے آخر میں واو ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ آخر میں ہو جیسے مسلمون، مسلمین۔

{**(۲) جمع معنوی**}: اسے کہتے ہیں جس میں شرط نمبر ایک پائی جایئے جیسے اولو۔

{**(۳) جمع صوری**}: جس میں پہلی اور تیسری شرط پائی جائے جیسے عشرون تا تسعون۔

{**اعراب اقسام ثلاثہ**}: ان تینوں کا اعراب ایک ہی ہے یعنی حالت رفعی میں واو ماقبل ضمہ اور حالت نصبی وجری میں یا ماقبل مکسورہ۔

{**تینوں کی امثلہ**}: جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَ اُوْلُوْ مَالٍ وَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً (حالت رفعی میں) وَ رَاَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَ عِشْرِیْنَ رَجُلاً (حالت نصبی میں) وَ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَ اُوْلِیْ مَالٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَجُلاً (حالت جری میں)۔

{**عبارت**}: **سیزدہم اسم مقصور وآن اسمیست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چون موسیٰ چہاردہم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائی متکلم چون غلامی رفع شان بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ ودر لفظ ہمیشہ یکساں باشند چون جاء موسی وغلامی ورایت موسی و غلامی ومررت بموسی وغلامی۔ پانزدہم اسم منقوص وآن اسمیست کہ آخرش یائی ماقبل مکسور باشد چون قاضی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چون جاء**

القاضی ورایت القاضی ومررت بالقاضی۔ شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائی متکلم چون مسلمیَّ رفعش بتقدیر واو باشد ونصب وجرش بیائی ماقبل مکسور چون ھؤلآء مسلمی کہ دراصل مسلمون بودنون باضافت ساقط شدواو یا جمع شدہ بودند وسابق ساکن بود واورا بیا بدل کردند و یارادر یا ادغام کردند مسلمی شد ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند ورایت مسلمی ومررت بمسلمی۔

ترجمہ: تیرہویں قسم اسم مقصور اور یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسی چودہویں قسم غیر جمع مذکر سالم جبکہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے غُلاَمِیْ ان (دونوں قسموں) کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے، نصب فتحہ تقدیری، اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ اور لفظ میں ہمیشہ ایک جیسے ہوتے ہیں جیسے جَاءَ مُوْسٰی وَ غُلاَمِیْ اور رَاَیْتُ مُوْسٰی وَ غُلاَمِیْ اور مَرَرْتُ بِمُوْسٰی اور غُلاَمِیْ۔ پندرہویں قسم اسم منقوص اور یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے قَاضِیْ اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ اور رَاَیْتُ الْقَاضِیَ اور مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔ سولہویں قسم جمع مذکر سالم جبکہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے مُسْلِمِیَّ اس کا رفع واو تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا نصب اور جر یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہوتا ہے جیسے ھٰؤُلآءِ مُسْلِمِیَّ کہ اصل میں مسلمون تھا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا، واو اور یا ایک کلمہ میں جمع ہو گئے اور پہلا ساکن تھا تو واو کا یا سے بدل دیا پھر یا کو یا میں مدغم کر دیا تو مُسْلِمُیَّ ہوا پھر میم کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کر دیا اور رَاَیْتُ مُسْلِمِیَّ اور مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے باقی ماندہ اعراب کو بیان کر رہے ہیں:

{(۱۳) **اسم مقصورہ**}: جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔

{(۱۴) **غیر جمع مذکر سالم**}: اسے کہتے ہیں جو مضاف ہو یائے متکلم کے ساتھ

جیسے غلامی۔

{اعراب}: ان دونوں کا اعراب یکساں ہیں یعنی رفعہ تقدیر ضمہ کے ساتھ نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ اور جر تقدیر کسرہ کے ساتھ یعنی لفظوں میں اعراب ظاہر نہ ہوگا۔ کیونکہ الف اور یا متکلم اعراب کو قبول نہیں کرتے۔ اور لفظوں میں ہمیشہ یکساں ہوتے ہیں۔ امثلہ عبارت میں گزر چکی ہیں وہاں ملاحظہ کرلو۔

{(۱۵) **اسم منقوص**}: وہ اسم ہے کہ جس کے آخر میں یا ما قبل مکسور ہو جیسے قاضی۔

{اعراب}: اس کا رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب ساتھ فتحہ لفظی کے اور اس کی جر ساتھ تقدیر کسرہ کے۔ مثال عبارت میں دیکھ لو۔

{(۱۶) **جمع مذکر سالم**}: وہ جمع ہے جو مضاف ہو یا متکلم کی طرف جیسے مسلمی۔

{اعراب}: اس کا رفع تقدیر واو کے ساتھ اور نصب اور جر یا ما قبل مکسور کے ساتھ ہوگا۔ جیسے ھولاء مسلمی کہ اصل میں مُسْلِمُوْنِیَّ تھا نون اضافت کی وجہ سے حذف ہو گیا پھر واو اور یا جمع ہو گئے اور ان دونوں کا اول ساکن تھا تو واو کو یا سے بدل دیا پھر یا کو یا میں ادغام کر دیا پھر میم کے ضمہ کو یا کے تقاضے کی وجہ سے کسرہ سے بدل دیا۔

بائبل اور توحید خداوندی

سن اے اسرائیل! کہ خداوند ہمارا خدا!! وہی اکیلا خداوند ہے۔ {باب ۶، آیت ۴، ص ۱۸۷}

تیرے لئے میرے حضور کوئی دوسرا معبود نہ ہو۔ تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی چیز یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین میں یا زمین کے نیچے کے پانی میں ہے مت بنا تو انہیں سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی خدمت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا خدا خدائے غیور ہوں۔ {کتاب خروج، باب ۲۰، آیت ۳۔۵، عہد نامہ عتیق، ص ۸۷}۔

بالکل یہی پیغام کتاب تثنیہ کے باب ۵ آیات ۷ تا ۹ میں بھی دہرایا گیا ہے ملاحظہ ہو:

میرے حضور تیرے لئے کوئی دوسرا معبود نہ ہو تو اپنے لئے تراشی ہوئی مورت یا کسی ایسی چیز کی صورت نہ بنانا جو اوپر آسمان یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے تو اسے سجدہ نہ کرنا نہ اس کی خدمت کرنا کیونکہ میں خداوند تیرا خدا خدائے غیور ہوں۔

مزید تفصیل کیلئے استاذ محترم مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

{عبارت}: فصل بدانکه اعراب مضارع سہ است رفع ونصب وجزم، فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم ست اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائی تثنیہ وجمع مذکر و برائی واحد مونث مخاطبہ رفعش بضمہ باشد و نصب بفتحہ و جزم بسکون چون ھو یضرب ولن یضرب ولم یضرب۔ دوم مفرد معتل واوی چون یغزو و یائی چون یرمی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی وجزم بحذف لام چون ھو یغزو و یرمی ولن یغزو ولن یرمی ولم یغز ولم یرم، سوم مفرد معتل الفی چون یرضی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم بحذف لام چون ھو یرضی ولن یرضی و لم یرض۔

ترجمہ: جان لے کہ مضارع کا اعراب تین ہیں، رفع، نصب اور جزم۔ فعل مضارع اعراب کے اعتبار سے چار قسم پر ہے۔ پہلی قسم وہ صحیح جو خالی ہو ضمیر بارز مرفوع سے جو کہ تثنیہ اور جمع مذکر اور واحد مونث حاضر کیلئے ہوتی ہے، اس کا رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ۔ جیسے ھُوَ یَضْرِبُ اور لَنْ یَّضْرِبَ اور لَمْ یَضْرِبْ۔ دوسری قسم مفرد معتل واوی جیسے یَغْزُوْ اور یائی جیسے یَرْمِیْ اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ، اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ جیسے ھُوَ یَغْزُوْ و یَرْمِیْ و لَنْ یَّغْزُوَ و یَرْمِیَ و لَمْ یَغْزُ و لَمْ یَرْمِ، تیسری قسم مفرد معتل الفی جیسے یَرْضٰی اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ جیسے ھُوْ یَرْضٰی و لَنْ یَرْضٰی و لَمْ یَرْضَ۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے فعل مضارع کے اعراب کو بیان کرنا مقصود ہے۔ فرماتے ہیں کہ فعل مضارع کا اعراب تین قسم پر ہے: (۱) رفع (۲) نصب (۳) جزم۔ ان تینوں کو ضمہ، فتح اور سکون بھی کہتے ہیں۔ فعل میں جر کی جگہ جزم آتی ہے۔ فعل مضارع باعتبار وجوہِ اعراب چار (۴) قسم پر ہے۔

{(۱) **صحیح مجرد از ضمیر بارز**}: صحیح یعنی لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ

ہو، بارز مرفوع کی ضمیر سے خالی ہو یعنی تثنیہ مذکر، جمع مذکر، اور واحد مونثہ مخاطبہ کی ضمیر سے خالی ہو۔

{اعراب}: اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوگا، نصب فتح کے ساتھ اور جزم سکون لام کے ساتھ ہوگا جیسے هُوَ یَضْرِبُ حالت رفعی میں لَنْ یَضْرِبَ حالت نصبی میں لَمْ یَضْرِبْ حالت جزم میں۔

{(۲) مفرد معتل واوی و یائی}: یعنی تثنیہ جمع نہ ہو اور معتل واوی و یائی سے مراد کہ اس میں تعلیل کی گئی ہو خواہ واوی ہو جیسے یغزو یا یائی ہو جیسے یرمی۔

{اعراب}: اس کا اعراب رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ ہوگا اور نصب فتح لفظی کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کر دینے کے ساتھ۔ مثالیں عبارت میں مذکور ہیں۔

{(۳) مفرد معتل الفی}: یعنی تثنیہ جمع نہ ہو لیکن اس میں تعلیل کی گئی ہو اور معتل بھی الفی ہو یعنی لام کلمہ کے مقابلہ میں الف ہو جیسے یرضیٰ۔

{اعراب}: اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا مثالیں عبارت میں مذکور ہیں۔

{عبارت}: چہارم صحیح یا معتل با ضمائر و نونہائے مذکورہ رفع شان باثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی ھما یضربان و یغزوان و یرمیان و یرضیان و در جمع مذکر گوئی ھم یضربون و یغزون و یرمون و یرضون و در مفرد مونث حاضر گوئی انت تضربین و تغزین و ترمین و ترضین و نصب و جزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لن یضربا و لن یغزوا و لن یرمیا و لن یرضیا و لم یضربا و لم یغزوا و لم یرمیا و لم یرضیا و در جمع مذکر گوئی لن یضربوا و لن یغزوا و لن یرموا و لن یرضوا و لم یضربوا و لم یغزوا و لم یرموا و لم یرضوا و در واحد مونث حاضر گوئی لن تضربی و لن تغزی و لن ترمی و لن ترضی و لم تضربی و لم تغزی و لم ترمی و لم ترضی۔

ترجمہ: چوتھی قسم صحیح یا معتل کے وہ صیغے ہیں جو ضمائر اور نونات مذکورہ کے ساتھ ہوں ان کا رفع نون کو باقی رکھنے کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کہ تو تثنیہ میں کہے مَا یَضْرِبَانِ و یَغْزُوَانِ و

یَرْمِیَانِ وَ یَرْضَیَانِ **اور جمع مذکر میں کہے** یَضْرِبُوْنَ و یَغْزُوْنَ ویَرْمُوْنَ وَ یَرْضَوْنَ **اور واحد مونث حاضر میں کہے** اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ وَ تَغْزِیْنَ وَ تَرْمِیْنَ وَ تَرْضَیْنَ **اور نصب اور جزم نون کو حذف کرنے کے ساتھ جیسے کہ تو تثنیہ میں کہے** لَنْ یَضْرِبَا وَ لَنْ یَغْزُوَا وَلَنْ یَرْمِیَا وَ لَنْ یَرْضَیَا وَ لَمْ یَضْرِبَا وَ لَمْ یَغْزُوَا وَ لَمْ یَرْمِیَا وَ لَمْ یَرْضَیَا **اور جمع مذکر میں کہے** لَنْ یَضْرِبُوْا وَ لَنْ یَغْزُوْا وَ لَنْ یَرْمُوْا وَ لَنْ یَرْضَوْا وَ لَمْ یَضْرِبُوْا وَ لَمْ یَغْزُوْا وَ لَمْ یَرْمُوْا وَ لَمْ یَرْضَوْا **اور واحد مونث حاضر میں کہے** لَنْ تَضْرِبِیْ وَ لَنْ تَغْزِیْ وَلَنْ تَرْمِیْ وَ لَنْ تَرْضَی وَ لَمْ تَضْرِبِیْ وَ لَمْ تَغْزِیْ وَ لَمْ تَرْمِیْ وَ لَمْ تَرْضَی

{(۴) **صحیح یا معتل باضمائر**}: صحیح ہو یعنی لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ ہو اور معتل ہو یعنی تعلیل شدہ ہو خواہ معتل واوی ہو یا یائی یا الفی ۔ مگر نون مذکورہ کے ساتھ ہو یعنی تثنیہ کی ضمیر بارز، جمع کی ضمیر بارز اور واحد مونثہ مخاطبہ کی ضمیر کے ساتھ۔

{اعراب}: ان کا اعراب رفع، ثابت رکھنے کے نونہائے مذکورہ کو اور نصب اور جزم حذف کردینے کے نونہائے مذکورہ کو۔ ان کی امثلہ عبارت میں تفصیل سے گزر چکی ہیں ملاحظہ کرلیں۔

نوٹ: چونکہ افعال کی گردانیں تفصیل کے ساتھ ارشاد الصرف میں آپ کے سامنے آچکی ہیں اور اب تک اب کو ازبر یاد بھی ہو چکی ہے اس لئے یہاں تمرینات کو ذکر نہیں کیا جا رہا ہے ہر طالب علم مختلف گردانوں سے کم سے کم بیس صیغے مذکورہ بالا چاروں اعراب کے مطابق حل کرے۔

{عبارت}: فصل بدانکہ عوامل اعراب بردو قسم ست لفظی و معنی لفظی بر سہ قسم است حروف و افعال واسماء واین رادرسہ باب یاد کنیم ان شاء اللہ۔

ترجمہ: جان لے کہ اعراب کے عوامل دو قسم پر ہیں لفظی اور معنوی، لفظی تین قسم پر ہے حروف

عاملہ،افعال عاملہ،اسماء عاملہ اوران کوتین بابوں میں ذکرکریں گے۔ان شاءاللہ۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے بتانا مقصود ہے کہ عوامل اعراب (لغۃ کام کرنے والا اور اصطلاحا مَا یُحدِثُ الرَّفعَ اَوِ النَّصبَ اَوِالْخَفْضَ اَوِالْ جَزْمَ یعنی جو رفع ،نصب ،جر ،جزم کو پیدا کرے) دوقسم پر ہے: (۱) لفظی (۲) معنوی۔ پھرلفظی تین قسم پر ہے:

(۱) حروف عاملہ (۲) افعال عاملہ (۳) اسمائے عاملہ

ان میں سے بعض عوامل سماعی ہیں (یعنی جن کے عمل کرنے کیلئے کوئی قاعدہ قانون موجود نہ ہوبس سماع پرموقوف ہوں) اور بعض عوامل قیاسی ہیں (یعنی جن کے عمل کیلئے کوئی قاعدہ قانون موجود ہو)۔ان میں سے جوعوامل سماعی ہیں وہ اکیانوے (۹۱) ہیں اور جوعوامل قیاسی ہیں وہ سات (۷) ہیں اور دوعوامل معنوی ہیں (یعنی مبتداء وخبراورفعل مضارع جب عامل سے خالی ہو)۔کل عوامل کی تعداد ۱۰۰ بنتی ہے۔اقسام ثلثہ کومصنف علیہ الرحمۃ نے تین ابواب میں بیان کیا ہے۔ پہلے باب میں حروف عاملہ کو،دوسرے باب میں اسمائے عاملہ کواور تیسرے باب میں افعال عاملہ کو بیان کیا ہے۔ان تینوں قسموں کاتعلق عوامل سماعی سے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نبی کریم ﷺ کے مقدس ناموں میں سے ایک نام ''بشر'' بھی ہے

بریلوی صدرالا فاضل اوراحمد رضا خان کے خلیفہ مولوی نعیم الدین مرادآبادی اپنے تفسیری حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ:
''مسئلہ:اس سے معلوم ہواکہ کسی کوبشرکہنے میں اس کے فضائل وکمالات کے انکار کا پہلونکلتا ہےاسی لئے قرآن پاک میں جابجاانبیاءکرام کے بشرکہنے والوں کوکافرفرمایا گیا''۔(خزائن العرفان:ص ۲)

حالانکہ علامہ قسطلانیؒ نے نبی پاک ﷺ کے چارسو کے قریب مبارک ناموں کواپنی کتاب میں ''حروف تہجی'' کی ترتیب پرجمع کیاان میں ''ب'' کے ذیل میں چھٹے (۶) نمبر پرنبی ﷺ کاایک نام ''**بشر**'' لکھا۔علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کا نام ''**بشر**'' اس لئے ہے کہ آپ ''افضل البشراوراعظم البشر ہیں اور پھر آپ ﷺ کے بشرہونے پر''انما انا بشر مثلکم '' سے استدلال کیا''۔

(مواہب اللدنیہ مع شرح الزرقانی: ج۴:ص ۱۷۸: دارالکتب العلمیہ بیروت)

اب ہم فیصلہ آپ پرچھوڑتے ہیں کیاایسے بدبخت لوگ کسی بھی طرح مسلمان ہوسکتے ہیں جن کونبی کریم ﷺ کے اسماءمبارک میں بھی توہین کے پہلونظرآئیں؟

باب اول

در حروف عاملہ و در دو فصل است

پہلا باب حروف عاملہ کے بیان میں اور اس میں دو فصلیں ہیں

{عبارت}: فصل اول در حروفِ عاملہ در اسم وآن پنج قسم است قسم اول حروف جر وآن ہفتدہ است با ومن والی وحتی وفی ولام ورب وواوقسم وتائے قسم وعن وعلی وکاف تشبیہ ومذ ومنذ وحاشا وخلا وعدا ایں حروف دراسم روند وآخرش را بجر کند چون المال لزید۔

ترجمہ: پہلی فصل اسم میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں اور وہ پانچ قسمیں ہیں پہلی قسم حروف جارہ اور وہ سترہ ہیں با، من، الی، حتی، فی، لام، رب، واو قسم، تائے قسم ،علی ،عن ، کاف تشبیہ، مذ، منذ، حاشا، خلا، عدا یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اوراس کے آخر کو جر دیتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ۔

{تشریح}: اس باب کی پہلی فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو اسم میں عمل کرتے ہیں ۔جبکہ دوسری فصل میں ان حروف کو بیان کریں گے جو فعل میں عمل کرتے ہیں۔ وہ حروف جو اسم میں عمل کرتے ہیں وہ پانچ قسموں پر مشتمل ہے۔

(۱) حروف جارہ (۲) حروف مشبہ بالفعل (۳) ما و لا مشبہتان بلیس (۴) لائے نفی جنس (۵) حروف ندا۔

اس عبارت میں ان میں سے پہلی قسم یعنی ''حروف جارہ'' کو بیان کررہے ہیں۔

{حروف جارہ}: جر کا لغوی معنی ہے ''کھینچنا'' اور اصطلاح میں حروف جارہ ان حروف کو کہا جاتا ہے جو فعل یا شبہ فعل کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچا دیتے ہیں۔ان کا عمل یہ ہے کہ یہ حروف اسم پر داخل ہوکر اس کے آخر کو جر دیتے ہیں جیسے المال لزید میں اسم زید پر حرف جر داخل ہے اور زید کا آخر اسی حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے۔ یہ حروف جارہ کل سترہ (۱۷) ہیں جن کو شاعر نے ایک شعر میں یوں جمع کیا ہے۔

باؤ ،تاؤ ،کاف، ولام، واو، مذ، ومنذ، خلا
رب، وحاشا، من، عدا، فی، عن، علی، حتی، الی

فائدہ: حروف جارہ جس فعل یا شبہ فعل کا معنی کھینچ کے اپنے مدخول تک پہنچاتے ہیں اس فعل یا شبہ فعل کو متعلَّق اور جار مجرور کو متعلِّق کہتے ہیں۔

فائدہ: شبہ فعل آٹھ چیزیں ہیں:

(۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم مصدر (۴) صفت مشبہ (۵) اسم تفضیل (۶) اسم منسوب (۷) اسم فعل (۸) اسم مبالغہ۔

فائدہ: ظرف کی دو قسمیں ہیں (۱) ظرف حقیقی (۲) ظرف مجازی۔

ظرف حقیقی تو زمان ومکان کو کہا جاتا ہے اور ظرف مجازی جار مجرور کو کہا جاتا ہے۔

پھر ظرف مجازی کی دو قسمیں ہیں (۱) ظرف لغو (۲) ظرف مستقر۔

{(۱) ظرف لغو}: اگر جار مجرو کا متعلق مذکور ہو لفظوں میں تو اس کو ظرف لغو کہا جاتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں مررت۔

{(۲) ظرف مستقر}: یعنی جار مجرور کا متعلق لفظوں میں مذکور نہ ہو جیسے **المال لزید** میں زید کا متعلق ثابت شبہ فعل۔

فائدہ: اگر جار مجرو کا متعلق محذوف ہو تو اکثر افعال عامہ میں سے نکالتے ہیں۔ افعال عامہ کل آٹھ ہیں جن کو شاعر نے شعر میں یوں بیان کیا ہے:

افعال عامہ چار اند نزد ارباب عقول

کون است وثبوت است ووجود است وحصول

بقیہ چار چونکہ غیر مشہور ہیں ان کو ذکر نہیں کیا اور وہ یہ ہیں: (۱) تَلبُّس (۲) لُصُوق (۳) لُسُوْق (۴) لُذُوق یہ سب ایک ہی معنی میں ہیں یعنی ملنا۔

{مثال کی ترکیب}: **المال** مبتداء، **لام** حرف جر، **زید** مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق ہوا ثابت شبہ فعل کے، ثابت شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کا، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

تمرین

مذکورہ امثلہ میں حروف جارہ کا، ان کے متعلق کا تعین کریں نیز ترکیب وترجمہ ہمیشہ کی طرح کرنا ہرگز نہ بھولیں۔

(۱) لَکُمْ دِیْنُکُمْ (۲) خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ (۳) فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَرَض" (۴) تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ (۵) لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ" (۶) سَلَامٌ" ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (۷) وَالسَّمَآئِ وَالطَّارِقِ (۸) وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عشر (۹) وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (۱۰) لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْر" مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ (۱۱) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ (۱۲) لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ (۱۳) وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنَ (۱۴) مَارَاَیْتُہٗ مُنْذ شَھْرٍ (۱۵) طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ۔

{عبارت}: دوم حروف مشبہ بفعل وآن شش است ان وان وکان ولکن ولیت ولعل این حروف رااسمی باید منصوب وخبرے مرفوع چون ان زیدا قائم زیدرااسم ان گویندوقائم راخبر ان۔ بدانکہ ان وان حروف تحقیق است وکان حرف تشبیہ ولکن حرف استدراک ولیت حرف تمنی ولعل حرف ترجی ست۔

ترجمہ: دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل اوروہ چھ ہیں، اِنَّ و اَنَّ ، کَاَنَّ ، لٰکِنَّ ، لَیْتَ ، لَعَلَّ ، ان حروف کواسم منصوب اورخبر مرفوع چاہئے، جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِم"، زید کو اِنَّ کا اسم کہتے ہیں اور قائم کو اِنَّ کی خبر۔ تو جان کہ اِنَّ و اَنَّ حروف تحقیق ہیں، کَاَنَّ حرف تشبیہ، لٰکِنَّ حرف استدراک ، لَیْتَ حرف تمنی اور لَعَلَّ حرف ترجی۔

{تشریح}: حروف عاملہ کی دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل ہے اور یہ چھ ہیں جن کا ذکر مندرجہ بالا عبارت میں گزر چکا ہے۔ان حروف کا عمل یہ ہے کہ ان کو ایک اسم اور ایک خبر چاہئے اسم کو منصوب اور خبر کو مرفوع کر دیتے ہیں۔جیسے اِنَّ زَیْداً قَائِم ''اس میں زَیْداً اِنّ کا اسم ہے اور قَائِم ''اس کی خبر ہے۔

{وجہ تسمیہ}: انہیں مشبہ بالفعل اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حروف فعل کے ساتھ تین طرح کی مشابہت رکھتے ہیں۔ایک لفظی کہ جس طرح فعل ماضی مبنی بر فتح ہوتا ہے یہ حروف بھی مبنی بر فتح ہوتے ہیں اور ثلاثی رباعی ہونے میں بھی فعل کے مشابہہ ہوتے ہیں کہ اِنَّ ،اَنَّ ، کَاَنَّ ، لٰکِنَّ ،لَیْتَ ثلاثی ہیں،اور لَعَلَّ رباعی ہے۔معنوی مشابہت کہ یہ حروف فعل کے ہم معنی ہوتے ہیں جیسے اِنَّ وَاَنَّ ، حَقَّقْتُ کے معنی میں ہے۔کَاَنَّ شَبَّهْتُ کے معنی میں ہے،لٰکِنَّ اِسْتَدْرَکْتُ کے معنی میں ہے لَیْتَ تَمَنَّیْتُ کے معنی میں اور لَعَلَّ تَرَجَّیْتُ کے معنی میں ہے۔اور تیسرا عملی مشابہت کہ یہ حروف بھی فعل کی طرح عمل کرتے ہیں کہ فعل فاعل کو رفع مفعول کو نصب دیتے ہیں یہ بھی اسم کو نصب خبر کو رفع دیتے ہیں۔

{معانی حروف مشبہ بالفعل}: اِن ،اَن یہ دونوں حروف مضمونِ جملہ کی تحقیق کا فائدہ دیتے ہیں۔ کَاَنَّ یہ انشاء تشبیہ کیلئے آتا ہے یعنی اس سے ایک چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ دیتے ہیں جیسے کَاَنَّ زَیْداً اَسَد ''(گویا کہ زید شیر ہے) یہاں زید کو شیر سے تشبیہ دی گئی ہے۔لکن حرف استدراک ہے یعنی گزشتہ کلام سے پیدا شدہ وہم کو رفع کرنے کیلئے آتا ہے جیسے جَاءَ زَیْد '' وَّلٰکِنَّ عَمْراً لَمْ یجی ء۔زید آیا لیکن عمر نہیں آیا۔لیت و لعل کی بحث ماقبل میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔

فائدہ: حروف مشبہ بالفعل کے بعد اگر ''ما'' آجائے تو ان حروف کو یہ ماعمل سے روک دیتا ہے اور اس ''ما'' کو ''ما کافہ'' یعنی روکنے والی ما کہتے ہیں۔جیسے اِنَّمَا عُمَرُ عَالِم ''۔ البتہ لیت ولعل کے بعد اگر ما آجائے تو دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی عمل کرنا اور نہ کرنا۔

فائدہ: اِنَّ اور اَنَّ میں فرق: ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ جہاں جملہ کی جگہ ہو وہاں اَنَّ

آتا ہے کیونکہ یہ جملہ کو مفرد کی تاویل میں کر دیتا ہے اور جہاں مفرد ہو وہاں اِنَّ آئے گا۔

بارہ (۱۲) مقامات ایسے ہیں جہاں ''اِنَّ'' پڑھا جائے گا:

(۱) قول کے بعد جیسے قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْکَ (۲) حرف تنبیہ کے بعد جیسے اَلاَ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ (۳) حیث کے بعد جیسے اِجْلِسْ حَیْثُ اِنَّ زَیْداً جَالِس'' (۴) اذ کے بعد جیسے جِئْتُکَ اِذْاِنَّ زَیْداً اَمِیر'' (۵) کلام کے شروع میں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْر'' رَّحِیْم'' (۶) صفت کے شروع میں جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ اِنَّہُ رَجُل'' فَاضِل'' (۷) قسم کے بعد جیسے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (۸) امر کے بعد جیسے اَکْرِمْ زَیْداً اِنَّہُ عَالِم'' (۹) نہی کے بعد جیسے لَاتَضْرِبْ زَیْداً اِنَّہُ عَالِم'' (۱۰) نداء کے بعد جیسے یَا بُنَیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی (۱۱) جب اِنَّ کی خبر پر لام داخل ہو جیسے وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہُ (۱۲) موصول کے بعد جیسے وَاٰتَیْنَاہُ مِنَ الْکُنُوْزِ مَا اِنَّ مَفَاتِحَہُ لَتَنُوْءُ بِالْعُصْبَۃِ

جبکہ بارہ (۱۲) مقامات ایسے ہیں جہاں اَنَّ پڑھا جائے گا۔

(۱) جب فاعل واقع ہو جیسے بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْداً قَائِم'' (۲) جب مفعول واقع ہو جیسے سَمِعْتُ اَنَّ زَیْداً فَاضِل'' (۳) جب مبتداء واقع ہو جیسے عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِم'' (۴) جب خبر واقع ہو جیسے اِعْتِقَادِیْ اَنَّہُ عَالِم'' (۵) جب نائب فاعل واقع ہو جیسے اُخْبِرَنِیْ اَنَّکَ قَائِم'' (۶) جب مضاف الیہ واقع ہو جیسے فَعَلْتُ ھٰذَا کَرَاھَۃَ اَنَّکَ قَائِم'' (۷) باب علم کے بعد جیسے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ (۸) باب ظن کے بعد جیسے ظَنَنْتُ اَنَّکَ عَالِم'' (۹) لو کے بعد جیسے لَوْ اَنَّھُمْ اٰمَنُوْا (۱۰) لولا کے بعد جیسے لَوْلَا اَنَّکَ مُنْطَلِق'' اِنْطَلَقْتُ (۱۱) اِلاَّ کے بعد جیسے زَیْد'' غَنِیّ'' اِلاَّ اَنَّہُ شَقِیّ'' (۱۲) حرف جر کے بعد جیسے عَجِبْتُ مِنْ اَنَّکَ قَائِم''۔

تمرین

مندرجہ ذیل مثالوں میں حروف مشبہ بالفعل کو پہچانیں ان کی ترکیب کریں، ترجمہ کریں، نیز اِنَّ واَنَّ کے مقامات کی وضاحت کریں۔

(۱) اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡع" عَلِیۡم"(۲) اِنَّ اللّٰہَ حَیّ" لَایَمُوۡتُ(۳) اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡباً(۴) اِنَّمَا التَّوۡبَۃُ عَلَی اللّٰہِ (۵) قَالَ اِنِّیۡ تُبۡتُ لُئٰنَ (۶) وَ اَنَّ الۡمَسَاجِدَ لِلّٰہِ (۷) اِنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبّاً(۸) لَعَلَّ اللّٰہَ یَرۡزُقُنِیۡ صَلاَحاً(۹) وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیۡد"(۱۰) یَا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرَاباً(۱۱) ذَالِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ حَقّ" (۱۲) وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (۱۳) کَاَنَّ فِیۡ اُذُنَیۡہِ وَقۡراً(۱۴) فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡھُمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمۡ

عبارت: سوم ما و لا المشبھتان بلیس و آن عمل لیس میکنند چنانکہ گوئی ما زید قائما زید اسم ما است و قائما خبر او۔

ترجمہ: تیسری قسم ما اور لا جو لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور لیس کا عمل کرتے ہیں جیسا کہ تو کہے مَا زَیۡد" قَائِماً، زید ما کا اسم ہے اور قائما اس کی خبر ہے۔

{تشریح}: اس عبارت میں حروف عاملہ میں سے تیسری قسم ما اور لا ہے جو لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

{وجہ تسمیہ}: چونکہ یہ دونوں الفاظ لیس کے ساتھ معنوی و عملی مشابہت رکھتے ہیں اس لئے ان کا نام یہ رکھا گیا ہے معنوی تو یہ کہ یہ بھی لیس کی طرح نفی کیلئے آتے ہیں اور عملی مشابہت یہ کہ مبتداء خبر پر داخل ہو کر مبتداء کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

{ما اور لا میں فرق}: ما معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جبکہ لا صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: چہارم لانفیٔ جنس اسم این لا اکثر مضاف باشد منصوب وخبرش مرفوع چون لا غلام رجل ظریف فی الدار واگر نکرہ مفرد باشد مبنی باشد برفتحہ چون لارجل فی الدار واگر بعداو معرفہ باشد رتکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد ولاملغی باشد یعنی عمل نکنند وآن معرفہ مرفوع باشد بابتداء چون لا زید عندی ولا عمرو اگر بعد آن لانکرہ مفرد باشد مکرر نکرۂ دیگر در وپنج وجہ رواست چون لاحول ولاقوۃ الا باللہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

ترجمہ: چوتھی قسم لانفیٔ جنس، اس کا اسم اکثر مضاف، منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع جیسے لَا غُلَامَ رَجُل ''ظَرِیْف'' فِی الدَّارِ اور اگر لا کا اسم نکرہ مفرد ہو تو مبنی بر فتح ہوتا ہے جیسے لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ اور اگر اس کے بعد معرفہ ہو تو لا کو دوسرے معرفہ کے ساتھ مکرر لانا لازم ہوگا اور لا ملغی ہوگا عمل نہیں کرے گا اور وہ اسم معرفہ مرفوع ہوگا ابتداء کی وجہ سے جیسے لَا زَیْد'' عِنْدِیْ وَلَا عَمْرو''، اور اگر اس لا کے بعد نکرہ مفرد ہو اور دوسرے نکرہ کے ساتھ مکرر ہو تو اس میں پانچ صورتیں جائز ہیں جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، لَا حَوْل'' وَلَا قُوَّۃ'' اِلَّا بِاللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃ'' اِلَّا بِاللّٰہِ، لَا حَوْل'' وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃً اِلَّا بِاللّٰہِ

{تشریح}: اس عبارت سے مصنف علیہ الرحمۃ لانفی جنس اور اس کے عمل کو بیان کرنا چاہ رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اسم کو اعراب دینے والا پانچواں عامل لانفی جنس کا ہے۔ اس لام کا اسم اکثر مضاف ہو کر منصوب ہوتا ہے اور اس کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے لَا غُلَامَ رَجُل'' ظَرِیْف'' فِی الدَّارِ یعنی گھر میں کوئی آدمی نہیں۔ اور اگر اس لا کے بعد معرفہ ہو تو لا کا تکرار دوسرے معرفہ کے ساتھ ضروری ہے۔ اور لا اس وقت ملغی عن العمل ہوگا یعنی کوئی عمل نہیں کرے گا۔ اور وہ معرفہ مرفوع ہوگا مبتداء ہونے کی وجہ سے جیسے لَا زَیْد'' عِنْدِیْ وَلَا عُمَرُ (نہ زید میرے پاس آیا نہ عمر)۔ اور اگر لانفی جنس کے بعد مفرد نکرہ ہو تو اس وقت اس کا

اسم مبنی بر فتح ہوگا جیسے لاَ رَجُلَ فِی الدَّارِ۔اور اگر اس کے بعد نکرہ مفرد ہو تو لا کا تکرار دوسرے نکرہ کے ساتھ ہوگا اور اس کو پانچ وجہ سے پڑھنا جائز ہے۔

دونوں اسموں کو مبنی بر فتح پڑھا جائے جیسے: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ

دونوں کو مرفوع پڑھا جائے جیسے: لَا حَوْلٌ وَ لَا قُوَّۃٌ اِلاَّ بِاللّٰہِ

پہلے اسم کو مبنی بر فتح اور دوسرے کو مرفوع پڑھا جائے جیسے: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃٌ اِلاَّ بِاللّٰہِ

پہلے کو مرفوع اور دوسرے کو مبنی بر فتح پڑھا جائے جیسے: لَا حَوْلٌ وَ لَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہ

پہلے کو مبنی بر فتح اور دوسرے کو منصوب پڑھا جائے جیسے: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃً اِلاَّ بِاللّٰہ۔

فائدہ

تین صورتوں میں لا نفی جنس ملغی عن العمل ہوگا:

(۱) لا کا اسم نکرہ نہ ہو بلکہ معرفہ ہو۔

(۲) لا کا اسم خبر پر مقدم ہو جیسے لَا فِی الدَّارِ رَجُلٌ

(۳) لا نفی جنس پر حرف جر داخل ہو جیسے جِئْتُ بِلاَ زَادٍ

{عبارت}: حرف ندا و آن پنج ست یا و ایا و ھیا و اے و ہمزہ مفتوحہ و این حروف منادی مضاف را بنصب کنند چون یا عبد اللہ و مشابہ مضاف را چون یا طالعا جبلا و نکرہ غیر معین را چنانکہ اعمی گوید یا رجلا خذ بیدی و منادای مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چون یا زید و یا زیدان و یا مسلمون و یا موسی و یا قاضی بدانکہ ای و ہمزہ برائی نزدیک ست و ایا و ھیا برائی دور و یا عام ست۔

ترجمہ: پانچویں قسم حرف ندا، اور وہ پانچ ہیں یَا ، اَیَا، ھَیَا، اَیْ اور ہمزہ مفتوحہ، اور یہ حروف منادی مضاف کو منصوب کرتے ہیں جیسے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اور مشابہ مضاف کو جیسے یَا طَالِعاً جبلاً اور نکرہ غیر معین کو جیسے اندھا کہے یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ، اور منادی مفرد معرفہ مبنی ہوتا ہے علامت رفع پر جیسے یَا زَیْدُ و یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُوْنَ و یَا مُوْسٰی و یَا قَاضِیْ تو جان کہ ای او

رہمزہ نزدیک کیلئے ہیں اور ایااور ھیادور کیلئے ہیں اور یاعام ہے۔

{**تشریح**}: حروف نداوہ حروف ہیں جس سے کسی کو متوجہ کیا جائے۔ جو پکارے اس کو منادِی جس کو پکارا جائے اس کو منادیٰ کہتے ہیں، اور جس مقصد کیلئے پکارا جائے اس کو مقصود بالنداء کہتے ہیں اور جواب ندا بھی کہتے ہیں۔حروف ندا کل پانچ ہیں (۱) یَا (۲) اَیَا (۳) ھَیَا (۴) اَیْ (۵) ہمزہ مفتوحہ

{**عمل**}:ان حروف کا عمل یہ ہے کہ یہ حروف منادیٰ مضاف کو نصب دیتے ہیں جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ۔اور حروف مشابہ مضاف کو بھی نصب دیتے ہیں۔مشابہ مضاف اسے کہتے ہیں کہ جس طرح مضاف اپنے معنی میں مضاف الیہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح مشابہ مضاف بھی اپنے معنی میں کسی دوسرے حرف کا محتاج ہوتا ہے۔جیسے یَا طَالِعاً جَبلاًاَے پہاڑ پر چڑھنے والے۔اور نکرہ غیر معین کو بھی نصب دیتا ہے جیسا کہ بطور مثال کوئی اندھا کہے یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ اے مرد میرا ہاتھ پکڑ۔اس میں "رجلا" نکرہ غیر معین ہے اس لئے کہ نابینا کسی معین شخص کو نہیں پکار رہا۔البتہ اگر بینا آدمی کہے گا تو اس طرح کہے گا کہ یا رجل خذ بیدی کیونکہ اس صورت میں یہاں رَجُلُ معرفہ ہوگا اور جو منادی مفرد معرفہ ہو تو وہ علامت رفعی پر مبنی ہوگا جیسے یَا زَیْدُ۔مفرد منصرف صحیح اور تثنیہ کی مثال یَازَیْدَانِ جمع کی مثال یَا مُسْلِمُوْنَ۔ اسم مقصورہ کی مثال جیسے یَامُوْسٰی اسم منقوص کی مثال جیسے یَاقَاضِیْ۔

فائدہ: مفرد چار چیزوں کے مقابلے میں آتا ہے:

(۱) مرکب کے مقابلہ میں (۲) تثنیہ وجمع کے مقابلے میں (۳) مضاف وشبہ مضاف کے مقابلے میں (۴) جملے کے مقابلے میں۔ یہاں منادی کی بحث میں مفرد سے مراد وہ مفرد ہے جو مضاف یا شبہ مضاف کے مقابلے میں ہو یعنی وہ مضاف یا شبہ مضاف نہ ہو آگے عام ہے خواہ تثنیہ ہو یا جمع ہو مبنی بر رفع ہوگا۔

(۲) قرآن پاک میں زیادہ تر منادی مضاف اور معرفہ استعمال ہوا ہے۔

(۳) جب منادی معرف باللام ہو تو اس منادی اور حرف ندا کے درمیان مذکر کیلئے اَیُّھَا اور مونث کیلئے اَیَّتُھَا کے لفظ کا فاصلہ لائیں گے۔ بشرطیکہ وہ الف لام عوضی بھی نہ ہو اور لازم بھی نہ ہو ورنہ پھر فاصلہ نہیں لائیں جیسے یا اللّٰہ اس میں الف لام عوضی ہے کیونکہ الٰہ کے ہمزہ سے بدل کر آیا ہے اور لازم بھی ہے۔

(۴) کبھی الف لام کو حذف کر کے اس کے عوض میں آخر میں میم مشدد لاتے ہیں جیسے اَللّٰھُمَّ کہ اصل میں یا اللّٰہ تھا۔

(۴) عموماً دعا سے پہلے حرف ندا کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے رَبَّنَا کہ اصل میں یَا رَبَّنَا تھا رَبِّ کہ اصل میں یَا رَبِّیْ تھا منادی مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ربنا میں نصب لفظا ہے جبکہ ربی میں تقدیرا کیونکہ غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم ہے اور اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔

{معانی حرف ندا}: اَیْ اور ہمزہ نزدیک کیلئے۔ اَیَا اور ھَیَا دور کے معنی کیلئے اور یَا عام ہے دور اور قریب دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

مسئلہ ندائے یارسول اللہ

جب حرف ندا یَا دور اور قریب دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے تو اہل بدعت کا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کے الفاظ سے حاضر و ناظر پر استدلال کرنا حماقت ہے اگر یا کا لفظ صرف قریب کیلئے ہی مستعمل ہے اور اس سے ہر وقت حاضر و ناظر ثابت ہوتا ہے تو ذرا درج ذیل آیتوں کا بھی جواب دیں:

فرعون نے کہا: یَاھَامَانُ بْنُ لِیْ صَرْحاً (اے ہامان میرے لئے ایک بلند عمارت تعمیر کرو)
کیا ہامان ہر جگہ حاضر و ناظر ہے؟

یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ لَاتَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (اے یہود و نصاری دین میں تجاوز نہ کرو)
کیا یہود و نصاری ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں؟

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یَا فِرْعَوْنُ مَثْبُوْراً (اے فرعون میرے خیال میں تو ہلاک کر دیا جائے گا)

کیا فرعون ہر جگہ حاضر و ناظر ہے؟ بعض اوقات کسی دور والے کو یا سے پکارتے ہیں خبر دینے کیلئے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہ سامنے موجود ہے جیسے قرآن میں ہے **یَاحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ** یہاں **حسرۃ** کو یا سے پکارا تو کیا **حسرۃ** ہر جگہ حاضر و ناظر ہے؟ وہ تو بیچارہ شعور اور عقل بھی نہیں رکھتا بلکہ مقصود حسرت کی خبر دینا ہے کہ ایسے بندوں پر افسوس ہے اسی طرح اگر کسی نے دور سے یا رسول اللہ پکارا تو یہ مقصود نہیں کہ حضور ﷺ کو وہ ہر جگہ معاذ اللہ حاضر و ناظر مانتا ہے بلکہ خبر دینا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتوں کی ڈیوٹیاں لگائی ہوئی ہیں جو مجھ تک اپنی امت کا درود شریف پہنچاتے ہیں لہذا اگر اس عقیدے سے کوئی کہہ دے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر معاذ اللہ یہ عقیدہ ہو کہ جس مخلوق کو ہم پکار رہے ہیں وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہر آن ہر گھڑی کی خبر رکھتا ہے اور عادۃ ہماری پکار ہر جگہ سے سن لیتا ہے اور فریاد رسی کرتی ہے تو یہ شرک و کفر ہے۔

مخلوق کو غائبانہ ندا ایک غلط فہمی کا ازالہ

اہل بدعت حضرات سادہ لوح عوام کو مغالطہ دینے کیلئے علماء دیوبند کی چند عبارات پیش کرتے ہیں مثلا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت:

آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا احمد اور بائیں طرف یا محمد اور یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں زیارت ہوگی۔ (کلیات امدادیہ، ص 45)

اس کے علاوہ کلیات امدادیہ میں حاجی صاحبؒ اور نشر الطیب میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''یا رسول اللہ'' کے الفاظ اشعار میں استعمال کئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو جب ہم یا رسول اللہ کہتے ہیں تو شرک کا فتوی لگاتے ہو اور تمہارے اپنے اکابر یہ کہتے ہیں تو کچھ نہیں بولتے۔

جواب: سب سے پہلے تو ایک اصول مسئلہ سمجھ لیں کہ شرک و کفر اور ایمان کا دارو مدار ''عقیدہ'' پر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک ہی لفظ یا جملہ درست ہوگا لیکن اگر کسی اعتقاد فاسد کی بنیاد پر اسے استعمال کیا جائے تو وہ کفر و شرک ہوگا۔ اس کی بہت ہی عام فہم مثال ہمارے ہاں بلاغت کی کتابوں میں اس طرح ذکر کی گئی ہے کہ دیکھو ''انبت الربیع البقلی'' اگر اس جملہ کو ایک دہریہ پڑھے گا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ ''موسم بہار نے فصل اگائی''، لیکن اگر ایک

مسلمان اس جملے کو پڑھے تو اس کا مطلب ہوگا کہ نہیں یہ سب کچھ کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے (مختصر المعانی) پہلی صورت میں یہ جملہ کفریہ ہے جبکہ صورت ثانی میں یہ جملہ بالکل درست ہے۔

یہ اصول بریلوی حضرات کو بھی مسلم ہے چنانچہ چنانچہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز جناب مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم کے حالات زندگی میں لکھا گیا ہے:

''ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب نے حضرت شیخ الجامع علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فارسی شعر کی بابت استفسار کیا تو حضرت نے فرمایا غلط ہے ان مولوی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شعر فلاں شخصیت کا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ موؤل ہے یعنی اس کی تاویل لازم ہے''۔

(شیخ الاسلام محدث گھوٹوی۔ص:281)

تو معلوم ہوا کہ شاعر کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے گا یعنی اگر شاعر بدعقیدہ ہو جیسا کہ بدعتی حضرات ہیں تو پھر فتاوی جات یونہی سخت ہونے چاہئیں اور اگر حضرت مولانا تھانویؒ جیسا متبحر عالم ہو اور حاجی امداداللہ صاحب جیسا موحد صوفی ہو تو پھر معنی و مطلب حسن شعر پر معمول کیا جائے گا اور شعر کی تاویل کی جائے گی۔ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ ہو بریلوی شیخ الحدیث مولانا اشرف سیالوی صاحب لکھتے ہیں:

''علامہ طیبی نے حدیث رسول ؐ تمسک بسنة خير من احداث بدعة یعنی سنت نبوی کا لازم پکڑنا بدعت جاری کرنے سے بہتر ہے کے تحت یوں کہہ دیا سنة قذرة یعنی گھٹیا سنت علامہ ابن حجر مکی نے اس عبارت پر ردوقدح کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس شخص کا علم اور صاحب تحقیق ہونا اور نبی اکرم ؐ سے عقیدت ومحبت سے سرشار ہونا ہمیں معلوم نہ ہوتا۔۔۔۔تو اس کلمہ کی وجہ سے اس پر بہت بڑا سنگین فتوی اور کلمہ شرعی عائد کیا جاتا''۔(مناظرہ جھنگ۔ص:۲۸۲)

قارئین کرام!اس سے معلوم ہوا کہ رضاخانی حضرات کا اصول یہ ہے کہ صاحب تحقیق اور صاحب علم اور عشق ومحبت سے سرشار آدمی بات کرے تو تاویل کی جائے گی ورنہ فتوی لگایا جائے گا۔تو پھر ہمیں کہنے دیجئے کہ علماء دیوبندؒ کا صاحب تحقیق ہونا اور علم سے

سرشار و عشق و محبت میں مستغرق ہونا مسلم ہے لہٰذا اگر ایسا شخص کوئی بات کرے تو چونکہ و مشرک نہیں اور شرک کے جراثیم میں ڈوبا ہوا نہیں تو اس کے کلام کی توجیہ اس کے مقام کو دیکھ کر کی جائے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض کوئی بزرگ اور صاحب تحقیق کوئی غیر شرعی بات کر بھی دے تو حتی الامکان اسے اچھے معنی پر محمول کیا جائے گا۔

اب غور فرمائیں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ کسی مخلوق کو اس عقیدے کے ساتھ غائبانہ طور پر پکارنا کہ وہ اس کی پکار کو عادۃً سنتی ہے اور مافوق الاسباب امور غیر عادیۃ میں اس پکار کو سن کر پکارنے والی کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتی ہے یا بالفاظ دیگر جس کو پکارا جا رہا ہے وہ عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے لہذا ہماری پکار سن کر فوراً ہماری مدد کو آ پہنچے گیں شرک و کفر ہے۔ البتہ اگر کوئی اس نیت سے یا رسول اللہ یا الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پکارتا ہے کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں نہ حاضر و ناظر نہ ہی مافوق الاسباب میں مشکل کشا حاجت روا بلکہ چونکہ اللہ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو امت کا درود شریف نبی اکرم ﷺ تک پہنچاتے ہیں لہذا اس ضمن میں میرا یہ درود یا یہ الفاظ بھی حضور ﷺ تک پہنچ جائیں گے یعنی ان الفاظ کو بطور اخبار کے پڑھتا ہے یا کوئی محض شوقیہ طور پر عشق و محبت میں یا بطور توسل ان الفاظ کو پڑھتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ جہاں عوام کے غلط فہمی میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو وہاں ان الفاظ کا استعمال مناسب نہیں۔ نیز اگر معجزۃ یا کرامۃ کسی کی ندا اللہ کسی نبی یا ولی کو سنا دے تو ہم اس کے بھی منکر نہیں بشرطیکہ اس پر دلیل شرعی موجود ہو۔

چنانچہ فقیہ العصر مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ کا ایک فتوی اس ضمن میں ملاحظہ ہو:

سوال: پڑھنا ان اشعار و قصائد کا خواہ عربی میں ہوں یا غیر عربی میں جن میں مضمون استعانت و استغاثہ بغیر اللہ تعالی ہوں کیسا ہے اور وہ پڑھنا کبھی بطور درود و وظیفہ بنیت انجاح حاجت ہوتا ہے اور کبھی بطور نعت اشعار پڑھے جاتے ہیں ان کے ضمن میں اشعار استمدادیہ والتجائیہ بھی پڑھے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ شعر،

یا رسول اللہ انظر حالنا یا نبی اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر ھم مغرق خذ یدی سھل لنا اشکالنا

یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا پڑھنا،

یا اکرم الخلق مالی من الو ذبہ سواک عند حلول الحادث العمم

تو کبھی فقط یہی شعر بطور درود عمل سو دو سو بار پڑھتے ہیں کبھی سارا قصیدہ بطور ورد پڑھتے ہیں اور اس کے ضمن میں وہ اشعار استعانت کے بھی آجاتے ہیں اور مداومت ورد وادائے زکوۃ ان اشعار وقصائد کی کرتے ہیں اور اسی قسم کے اشعار نعتیہ واستمدادیہ منسوب بہ مولانا جامی و دیگر علماء ہیں اور شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ومولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما کے بھی بطور قصیدہ نعتیہ متضمن اشعار استمدادیہ ہیں۔ پس یہ اشعار استعانت واستغاثہ بغیر اللہ تعالی خواہ ضمن نعت میں تبعا خواہ تنہا مستقلا بطور ورد و وظیفہ بمداومت یا گاہے گاہے خواہ بطور محبت وذوق وشوق یا کسی اور نیت سے جائز ہیں یا مستحب ہیں یا ممنوع اور شرک ہیں اور اگر ناجائز ہیں اور شرک ہیں تو ان کے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جاوے کہ وہ اکابر دین تھے اور پیشوائے اہل یقین۔ امید ہے کہ جواب مسئلہ ہذا بہ تفصیل وتحقیق تمام بطور کلیات و تفصیل جزئیات تحریر فرمائیں کہ دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہ رہے اور ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے اور ان مسائل کو نہ کوئی دریافت کرتا ہے نہ کوئی عالم بخوف ملامت وطعن خلق صاف صاف بتاتا ہے الا شاذ ونادر ان مسائل کے سائل کو یا بحث کرنے والے کو منکر حضرت ﷺ بتاتے ہیں اور مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء ومشائخ کے یہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ اور دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا اور تقریبات شادی میں بھی اور مجالس اعراس اور میلاد میں بھی اس کا رواج ہے اور پڑھنے والے از خود بدوں طلب کے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور ہم لوگ جو بعض تقریبات شادی وغیرہ میں شریک محفل بضرورت ہوتے ہیں جو کچھ وہ پڑھنے والا جاہل پڑھتا ہے اگرچہ صاف کلمات شرکیہ وکفریہ سے پڑھے مجبوری سے سننا پڑتا ہے کیونکہ کوئی عالم ورئیس محلہ وغیرہ جو حاضر محفل ہوتے ہیں اس بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا پھر اور لوگ کیا کہہ سکتے ہیں۔

جواب: یہ خود آپ کو معلوم ہے کہ ندا غیر اللہ تعالی کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں۔ مثلا یہ جانے کہ حق تعالی ان کو مطلع

فرمائے گا یا باذنہ تعالی انکشاف ان کو ہو جائے گا یا باذنہ تعالی ملائکہ پہنچا دیں گے جیسا درود کی نسبت وارد ہے یا محض شوقیہ کہتا ہے محبت میں یا عرض حال تحسر و حرمان میں کہ ایسے مواقع میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ۔ پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کو مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مولف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہوم ہونے کی وجہ غلبہ حجت کے منجر ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھانا کہ اندیشہ عوام کے ضرر ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتے مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے مگر ہاں جس کلام میں صاف کلمات کفر ہوں اس کو نہ سننا حلال ہے اور نہ سکوت روا ہے اگر قادر نہ ہو تو الگ ہو جاوے اور جو عالم باوجود قدرت کے اس کو رد نہ کرے یہ مداہنت ہووے گی۔

(تالیفات رشیدیہ، ص 54,55)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

سوال: یا رسول اللہ دور سے یا نزدیک قبر شریف سے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر کلمہ مشابہ کفر ہے البتہ اگر اس کلمہ کو درود شریف کے ضمن میں کہے اور یہ عقیدہ کرے کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ ملائکہ درود بندہ مومن کا آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اور ایک صنف ملائکہ اسی خدمت پر ہیں۔

(تالیفات رشیدیہ، ص 72)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے یا رسول اللہ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفی فریاد ہے مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفی میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے کیسے ہیں؟

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالی آپ کی ذات کو مطلع فرمادے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں اور بعقیدہ عالم الغیب اور فریاد رس ہونے کے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں لہذا مکروہ ہوویں گے (تالیفات رشیدیہ، ص 104)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

سوال: کتاب نشر الطیب و رسالہ حفظ الایمان کے دیکھنے سے دو شبہ پیدا ہوئے جن کا استفسار ہے جناب کے نزدیک یارسول اللہ جائز نہیں جیسا کہ اسی کتاب کی فصل 38 بیان توسل سے ظاہر ہے فصل 21 شیم الحبیب مصنفہ مفتی الٰہی بخش صاحب کے آخر میں جو قصیدہ نقل کیا گیا ہے اس میں چند جگہ الفاظ یا موجود ہے، اور جناب نے ہر طریقہ سے منع فرمایا ہے واقعی عوام میں غلو ہے اور علماء کو ان کی حفاظت کے واسطے منع فرمایا یہ بھی درست ہے، پھر اس قسم کی نظمیں اس کتاب میں لکھ دی گئیں اس کو عوام پڑھیں گے اور علماء بیان کریں گے، گویا منع و جواز ایک کتاب میں جمع ہو گئے۔

الجواب: بارادہ استعانت و استغاثہ یا باعتقاد حاضر و ناظر ہونے کے منہی عنہ ہے (یعنی منع ہے) اور بدون اس اعتقاد کے محض شوقا و استلذاذا ماذون فیہ ہے (اجازت ہے) چونکہ اشعار پڑھنے کی غرض محض اظہار شوق و استلذاذ ہوتا ہے اس لئے نقل میں توسع کیا گیا ہے لیکن اگر کسی جگہ اس کے خلاف دیکھا جائے گا منع کر دیا جائے گا۔

(امداد الفتاوی، ج5، ص390)

مفتی فرید صاحبؒ آف اکوڑہ خٹک لکھتے ہیں:

سوال یا مصطفی مشکل کشا کہنا شرک ہے یا نہیں؟ بینوا و توجرو

الجواب: ایں الفاظ باعتقاد حاضر و ناظر عالم الغیب گفتن شرک جلی است و بطور عشق و محبت گفتن جائز است و پیغمبر ﷺ را مشکل کشا گفتن بایں معنی کہ از جانب خدا برائے حل مشکلات مقرر ست کذب و کفر است و بایں معنی کہ توسل و دعا او مشکلات حل مے شوند صدق و جائز است (فتاوی فریدیہ، ج1، ص72)

فقیہ الہند مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یارسول اللہ اس عقیدے سے کہنا کہ ہر جگہ سے حضور ﷺ اس آواز کو خود سنتے ہیں ناجائز ہے اوراس عقیدہ سے کہنا کہ ملائکہ آپ کو اس کی اطلاع کرتے ہیں درست ہے۔

(فتاوی محمودیہ، ج1،ص 347)

اہل بدعت حضرات عوام کو مغالطہ دینے کیلئے علماء دیوبند کی وہ عبارات جوانہوں نے شوق محبت یا درود شریف کے ضمن میں پڑھیں جس میں یا رسول اللہ کے الفاظ ہیں وہ پیش کرتے ہیں کہ دیکھو تم تو اسے شرک کہتے ہو مگر تمہارے یہ اکابر بھی یہ نعرہ لگاتے ہیں ۔حالانکہ ہم اوپر اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ ہمارے اور ہمارے اکابر کے نزدیک علی الاطلاق ''یارسول اللہ'' کہنا شرک نہیں بلکہ اگر اس نیت سے یہ نعرہ لگایا جائے کہ:

(۱) رسول اللہ ﷺ عادۃ اس پکار کو سنتے ہیں

(۲) نبی اکرم ﷺ عالم الغیب وحاضر وناظر ہیں ہر وقت ہماری پکار کی ان کو خبر ہے

(۳) پکار سن کر ہمیں جواب دیتے ہیں اور مافوق الاسباب میں ہماری مشکل کشائی کیلئے بھی پہنچ جاتے ہیں

اس نظریہ سے کہنا بلاشبہ شرک ہے۔اور ہمارے اکابر اس شرکیہ عقیدہ سے قطعا بیزار ہیں ہم ببانگ دہل چیلنج کرتے ہیں کہ اکابر دیوبند تو کیا چودہ سو سال میں کسی ایک صحابی ،تابعی ،محدث ،فقیہ ،مفسر ،ولی کا کوئی قول مستند سند کے ساتھ پیش کردو جس نے نبی کریم ﷺ کو اس نظریہ سے پکارا ہو۔چنانچہ کلیات امدادیہ کی پہلی عبارت میں صاف تصریح ہے کہ:''آنحضرت ﷺ کی صورت مثالیہ کا تصور کرے اور درود شریف پڑھے'' اگر حاجی صاحب نبی اکرم ﷺ کو حاضر وناظر سمجھتے یا غائبانہ ندا عادۃ سننے کا عقیدہ رکھتے تو مثالی صورت کے تصور کا کیوں کہتے ۔اور ساتھ ہی درود شریف کے ضمن میں اس کو پڑھنے کا کہا کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ کے مخصوص فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں جو میری امت کا صلوۃ وسلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ان للہ عز و جل ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی عن امتی السلام (المعجم الکبیر،ج10،ص271،رقم الحدیث 10529)

لہذا کوئی اگر اس ضمن میں الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتا ہے کہ فرشتے آپ ﷺ تک اس کو پہنچا دیں گے تو ہمارے نزدیک یہ جائز ہے۔ہمارے بزرگوں نے روضہ

رسول ؟ کی زیارت کے وقت اس درود کو پڑھنے کی تلقین بھی کی ہے۔امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ فرماتے ہیں:

''ہم اور ہمارے تمام اکابر **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** کو بطور درود شریف پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں کیونکہ یہ بھی فی الجملہ اور مختصر طریقہ سے درود شریف کے الفاظ ہیں، ہاں البتہ حرف خطاب اور حرف یا سے حاضر و ناظر مراد لینا کفر ہے چنانچہ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے تصریح کی ہے کہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا جاسکتا ہے مگر آپ کو حاضر و ناظر نہ سمجھو ورنہ اسلام کیا کفر ہوگا، اصل الفاظ یوں ہیں:

''اور **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** بہت مختصر ہے مگر رسول اللہ کو حاضر و ناظر نہ سمجھنا چاہئے ورنہ اسلام کیا ہوگا کفر ہوگا بلکہ یوں سمجھئے کہ یہ پیغام فرشتے پہنچاتے ہیں'' بلفظہ (فیوض قاسمیہ، ص 48) (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ، ص 75,76)

اگر اب بھی کسی کی تسلی نہیں ہوئی تو ہم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ان اشعار کی وضاحت خود بریلوی اکابر میں سے مولانا عبدالسمیع رامپوری سے پیش کر دیتے ہیں یاد رہے کہ اس کتاب پر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی تقریظ بھی ہے، مولانا لکھتے ہیں:

''اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ میری جان حضرت پر قربان ہے مراد اس سے جملہ خبریہ ہے گو اس نے لفظ ندائیہ بولا ہے کیا ضرور کہ یوں کہو یہ شخص تو خدا کی طرح حاضر ناظر جان کر پکارتا ہے ہاں البتہ تم خود معنی شرک اور کفر کے لوگوں کے ذہن میں جماتے ہو''۔

(انوار ساطعہ، ص 458)

''یا رسول اللہ اس کے معنی قاعدہ عربی سے یہ ہوئے کہ پکارتا ہوں رسول اللہ کو یعنی ان کو یاد کرتا ہوں ان کا نام لیتا ہوں''۔ (انوار ساطعہ، ص 460)

مولانا نے خود اکابر علماء دیوبند کے ان اشعار کا مطلب واضح کر دیا کہ وہ ہرگز ان اشعار کے پڑھتے وقت نبی ؟ کو حاضر ناظر نہیں سمجھتے بلکہ ان کا مقصود محض خبر دینا ہے کہ فرشتے حضور ؟ تک اس خواہش کو پہنچا دیں اور آگے کی عبارت میں تو کمال کر دیا کہ یا رسول اللہ کا معنی حاضر ناظر مشکل کشا سمجھ کر نہیں بلکہ اس کے معنی تو صرف حضور ؟ کو یاد کرنے کے ہیں۔

اس موقع پر اہل بدعت کا ایک شبہ یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سن

ہو گیا تھا تو ان کو کسی نے کہا کہ ایسے شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو تو اس نے پکارا یا محمد ﷺ اور ان کی تکلیف دور ہو گئی (الادب المفرد) روایت کی سند سے قطع نظر بحث محض پکارنے میں نہیں بحث تو اس میں ہے کہ کسی کو اس نظریہ سے پکارا جائے کہ وہ عادۃ سنتی ہے اور اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتی ہے جبکہ مذکورہ واقعہ میں جسمانی بیماری کا ایک نفسیاتی علاج بتایا گیا ہے کہ جب پیرسن ہو گیا تو سب سے زیادہ محبوب شخصیت کو یاد کیجئے کیونکہ محبوب کے ذکر سے انسان کے دل میں حرارت اور نشاط کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے منجمد خون رواں ہو جاتا ہے اور رگوں میں دوڑنا شروع کر دیتا ہے اور یوں سن والی کیفیت دور ہو جاتی ہے۔

بریلوی مفتی اعظم کا فتوی

آخری اتمام حجت کیلئے ہم یہاں اہل بدعت کے مفتی اعظم مفتی شاہ مسعود جو بریلوی مسعود ملت پروفیسر مسعود کے والد ہیں لکھتے ہیں:

''واضح ہو کہ یارسول اللہ کہنا سونے اور نشست اور ہر کار وغیرہ کے وقت ممنوع ہے اور بنیت حاضر و ناظر کہنا موجب شرک ہے۔

(فتاوی مسعودی، ص529، مطبوعہ سرہند پبلی کیشنز کراچی، طبع اول)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آنچہ جہال می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیاء للہ جائز نیست شرک و کفر است (ارشاد الطالبین فارسی، ص29)

یہ جو جاہل کہتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ یا یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیاء للہ (یا یارسول اللہ وغیرہ کلمات شرکیہ) جائز نہیں ہے بلکہ شرک و کفر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{ترکیب}: مثال جیسے یٰیَحیٰ خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ اس میں منادِیٰ اللہ ہے یحی منادیٰ ہے حرف ندا یا ہے جبکہ خذ الکتاب بقوۃ جواب ندا۔ یا قائم مقام ادعو فعل کہ انا ضمیر اس میں فاعل یحی مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ مل کر ندا خذ الکتب الآیۃ جواب ندا ندا جواب ندا

مل کر جملہ انشائیہ ندایہ۔

یا حرف ندا قائم مقام ادعو ایھا المزمل اس میں ای مبنی بر ضم موصوف ھا حرف تنبیہ مبنی بر سکون المزمل صفت موصوف صفت مل کر منادی ہو کر مفعول بہ ہوا ادعو کیلئے ۔قرآن پاک میں جہاں اس طرح کی ترکیب آئے اسے اسی پر قیاس کرلیں۔

تمرین

یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ (۲) یَااَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ (۳) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا (۴) رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً (۵) یَا اِبْرَاھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا (۶) یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ عَلَیْکَ۔

{عبارت}: فصل دوم در حروف عاملہ در فعل مضارع وآن بر دو قسم ست قسم اول حروفیکہ فعل مضارع را نصب کنند وآن چہار ست اول اَنْ چون اریدان تقوم واَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی ارید قیامک وبدیں سبب او را مصدریہ گویند دوم لن چون لن یخرج زید ولن برائی تاکید نفی ست سوم کی چون اسلمت کی ادخلہ الجنۃ چہارم اذن چون اذن اکرمک در جواب کسیکہ گویند انا اتیک غدا وبدانکہ ان بعد از شش حروف مقدر باشد وفعل مضارع را نصب کند حتی نحو مررت حتی ادخل البلد ولام جحد نحو ما کان اللہ لیعذبھم واو بمعنی الی ان یا الا ان نحو لالزمنک او تعطینی حقی واو واو الصرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیز ست امر ونہی ونفی واستفھام وتمنی و عرض وامثلتھا مشھورۃ۔

ترجمہ: دوسری فصل فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کے بیان میں ہے اور وہ دو قسم پر ہے۔ پہلی قسم وہ حروف ہیں جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں اور وہ چار ہیں۔ پہلا حرف اَنْ جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ، اور اَنْ فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے یعنی اُرِیْدُ قِیَامَکَ، اس وجہ سے اس کو اَنْ مَصْدَرِیَہ کہتے ہیں۔ دوسرا حرف لَنْ جیسے لَنْ یَّخْرُجَ زَیْد" اور لن نفی کی تاکید کے واسطے ہے، تیسرا حرف کَیْ جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ چوتھا حرف اِذَنْ

جیسے اِذَنْ اُکْرِمَکَ اس شخص کے جواب میں جو اَنَا اٰتِیْکَ غداً کہے۔تو جان کہ اَنْ چھ چیزوں کے بعد پوشیدہ ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ حتی کے بعد جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ۔ لام جحد کے بعد جیسے مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ۔ اس اَوْ کے بعد جو الی ان یا اِلاّ اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ، واو الصرف کے بعد، لام کی کے بعد، اور فا کے بعد جو ان چھ کے جواب میں آتا ہے، امر، نہی، نفی، استفہام تمنی اور عرض اور ان کی مثالیں مشہور ہیں۔

{**تشریح**}: یہاں سے مصنف علیہ الرحمۃ حروف عاملہ کی دوسری قسم جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں ان کو بیان کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان حروف کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حروف نواصب (۲) حروف جوازم۔

مندرجہ بالا عبارت میں پہلی قسم حروف نواصب کو بیان کیا اور یہ کل چار ہیں جن کو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے:

اَنْ و لَنْ پس کَیْ اِذَنْ ایں چار حروف معتبر
نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اقتضاء

اَنْ: ان میں سے پہلا حرف اَنْ مصدریہ ہے اس کے دو عمل ہیں (۱) لفظی (۲) معنوی۔

{**لفظی عمل**}: لفظی عمل تو یہ ہے کہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے۔ ان میں سے پانچ صیغے واحد مذکر غائب، واحد مونثہ غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، جمع متکلم کا نصب فتحہ لفظی کے ساتھ ہوگا۔

سوائے معتل الفی کہ اس کا نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ ہوگا جیسے اَنْ یَّضْرِبَ، اَنْ یَّغْزُوَ، اَنْ یَّرْمِیَ، اَنْ یَّرْضٰی۔

اور سات صیغوں چار تثنیہ، دو جمع مذکر، ایک واحد مونثہ مخاطبہ کا نصب نون اعرابی کو گرا دینے کے ساتھ ہوگا جیسے اَنْ یَّضْرِبَا، اَنْ یَّغْزُوَا، اَنْ یَّرْمِیَا، اَنْ یَّرْضَیَا

دوصیغوں جمع مونث غائب اور مخاطب اس میں کوئی عمل نہیں کرتا کہ یہ مبنی ہیں۔

{معنوی عمل}: فعل مضارع کو مصدر کے معی میں کر دیتا ہے اس لئے اس کو ان مصدر یہ کہتے ہیں۔

لَنْ: اس کے بھی دوم طرح کے عمل ہیں لفظی عمل اور وہ بعینہ اَنْ کی طرح ہے۔معنوی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو نفی تاکید کے معنی میں کر دیتا ہے۔

کَیْ: یہ اپنے ماقبل کو اپنے مابعد کا سبب بتائے جیسے **اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ** میں اسلام لایا تا کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔یعنی میرے اسلام لانے کا سبب یہ ہے کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔

اِذَنْ: یہ کسی شے کے جواب میں آتا ہے یہ بھی اپنے ماقبل حروف کی طرح وہی لفظی عمل کرتا ہے جو اَنْ کرتا ہے۔جیسے کوئی کہے **اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا** میں تیرے پاس کل آؤں گا تو اس کے جواب میں کوئی کہے **اِذَنْ اُکْرِمَکَ**۔تب میں تیری عزت کروں گا۔

اس کے بعد مصنفؒ وہ مقامات بتاتے ہیں جہاں ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے اور یہ کل چھ مقامات ہیں:

(۱) حتی کے بعد ان مقدر ہوتا ہے جیسے **مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ** کہ اصل میں **مَرَرْتُ حَتّٰی اَنْ اَدْخُلَ الْبَلَدَ** تھا۔لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ حتی یا تو کَیْ (یعنی سببیت) کے معنی میں ہو یا اِلٰی (یعنی انتہائ) کے معنی میں ہو۔

(۲) لام جحد: کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے۔لام جحد اسے کہتے ہیں جو کان منفی کی خبر پر داخل ہو کر نفی کی تاکید کرتا ہے جیسے **مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ** کہ اصل میں **مَا کَانَ اللّٰہُ لِاَنْ یُعَذِّبَھُمْ** تھا۔

(۳) او بمعنی الی یا الا ان: کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے جیسے **لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ** اگر اَوْ اِلاَّ کے معنی میں ہو تو عبارت یوں گی **لَاَلْزَمَنَّکَ اِلاَّ اَنْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ** (میں ضرور بضرور تیرے ساتھ چمٹا رہوں گا مگر یہ کہ تو میرا حق دے دے) اور اگر الی کے معنی

میں ہوتو عبارت یوں کی لَالْزَمَنَّکَ اِلَی اَنْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ (میں ضرور بضرور تیرے ساتھ چمٹا رہوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق دے دے)

(۴) واو الصرف: کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ واو صرف اسے کہتے ہیں جو مع کے معنی میں ہو اور مصاحبت کیلئے آئے یعنی اپنے ماقبل کو مابعد سے ملانے کیلئے آئے جیسے لَاتَاکُلِ السَّمَکَ وَتَشْرَبَ اللَّبَنَ

(۵) لام کی کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے۔

(۶) فا کے بعد بھی ان مقدر ہوتا ہے مگر اس کیلئے دو شرطیں ہیں (۱) فا کا ماقبل مابعد کیلئے سبب ہو اور وہ فا جس کے بعد ان مقدر ہو ان چھ چیزوں کے جواب میں ہو:

(۱) امر جیسے زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ (۲) نہی جیسے لَا تَشْتِمْنِیْ فَاُوْذِیَکَ (۳) نفی جیسے مَا تَاتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا (۴) استفہام کے بعد خواہ استفہام بالحرف ہو یا بالاسم ہو یا استفہام بالظرف ہو جیسے اَیْنَ بَیْتُکَ فَاَزُوْرَکَ (۵) تمنی جیسے لَیْتَ لِیْ مَالاً فَاُنْفِقَ مِنْهُ (۶) عرض جیسے اَلاَتَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْراً۔

فائدہ: لام جارہ کی چار قسمیں ہیں (۱) لام تعلیلیہ جس کا ماقبل مابعد کیلئے علت ہو جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ (۲) لام عاقبۃ جو نتیجہ پر داخل ہو جیسے فَالْتَقَطَهُ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَکُوْنَ لَهُمْ عُدُواً وَّ حُزْناً (۳) لام جحد تفصیل گزر چکی ہے (۴) لام زائدہ فعل متعدی کے بعد فعل کی تقویت کیلئے آتا ہے جیسے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ

فائدہ: اَنْ اگر ایسے فعل کے بعد آجائے جس میں یقین کا معنی ہو تو اس وقت یہ اَنْ مصدریہ نہیں بلکہ مخفف عن المثقل ہوگا جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی۔ اور اگر ایسے فعل کے بعد آجائے جس میں یقین کے معنی نہ ہو بلکہ ظن کے معنی ہو تو دونوں ہو سکتے ہیں۔

{اعتراض}: استاد محترم اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْض مخضرة میں فا جواب استفہام میں ہے مگر نصب نہیں اس کی وجہ؟

{جواب}: بیٹا یہاں استفہام اثبات کے معنی میں ہے چنانچہ الم تر کا معنی قد علم ہے۔

تمرین

فعل میں عمل کرنے والے عوامل کو پہچانیں کہیں کوئی عامل محذوف ہے اسکی نشاندہی کریں ترکیب وترجمہ کریں۔

(۱) مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُظْلِمَھُمْ (۲) لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَلَھُمْ (۳) مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ (۴) زُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ (۵) لَاَقْتُلَنَّکَ اَوْ تُسَلِّمَ حَقِّیْ (۶) یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزاً عَظِیْماً (۷) لَا تَطْغَوْا فِیْہِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ (۸) ھَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَآئَ فَیَشْفَعُوْا لَنَا (۹) مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضاً حَسَناً فَیُضٰعِفَہٗ (۱۰) اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَلِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ (۱۱) لَنْ تَرَانِیْ (۱۲) لَاتُشْرِکْ بِاللّٰہِ فَتَدْخُلَ الْجَنَّۃَ (۱۳) یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ (۱۴) اَیْنَ الْمَآئُ فَاَشْرِبَہٗ (۱۵) لَنْ یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ کِبْر" (۱۶) لَاتَکُنْ جَلْداً وَّ تُظْھِرَ الْجَزْعَ (نہ بن بہادر اور ساتھ ہی بے صبری کا مظاہرہ بھی کرے) (۱۷) لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ کَذِباً فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ (۱۸) وَمَا تَشَآئُوْنَ اِلاَّ اَنْ یَّشَآئَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (۱۹) اَنْ یُّؤْتٰی صُحُفاً مُنَشَّرَۃً (۲۰) اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلاً مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا

مسئلہ علم غیب

مثال نمبر 3 میں لام جحد کے بعد ان مقدر ہے جس نے یطلع کے لام کلمہ کو نصب دیا ہے۔ اس مثال سے متعلق ایک مسئلہ بھی ہے اور وہ ہے علم غیب کا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وضاحت یہاں کردی جائے۔ علم غیب کہتے ہیں ایسا علم جو تمام کلیات وجزئیات پر حاوی ہو اور کسی کے بتلانے سے معلوم نہ ہو بلکہ خود بخود وہ علم حاصل ہو جسے علم ذاتی سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ یہ علم اللہ تعالی کا خاصہ ہے اسی وجہ سے عالم الغیب اس کی صفت ہے البتہ بعض اوقات اللہ تعالی انبیاء یا اولیاء پر بطور وحی والہام بعض غیب کی باتوں کا اظہار فرما دیتے ہیں جسے اطلاع علی الغیب یا انباء الغیب یا اظہار الغیب سے تعبیر کرتے ہیں اس سے انہیں صرف اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا اللہ نے بتایا اور نہ ہی اس بتلانے سے وہ عالم الغیب ہو جاتے ہیں۔

قرآن وحدیث میں کہیں بھی اللہ کے سوا کسی نبی کے علم پر علم غیب یا کسی نبی ولی پر عالم الغیب کا اطلاق نہیں ہوا۔ ہمارے دیار میں اہل بدعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو تمام کلیات وجزئیات کا علم غیب ہوتا ہے خاص کر نبی کریم ﷺ کو تو اللہ تعالی کا ذاتی علم غیب حاصل ہے معاذ اللہ۔ چنانچہ ان کے حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

''خدائے قدوس کا خاص علم غیب حتی کہ قیامت کا علم بھی حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا اب کیا شے ہے جو علوم مصطفی سے باقی رہ گئی''۔

(جاء الحق، ص67)

یہاں صاف اقرار ہے کہ اللہ تعالی کا خاص علم غیب جو ظاہر ہے کہ ذاتی اور لا متناہی ہے وہ آپ ﷺ کو دیا گیا ہے معاذ اللہ یہ صریح کفر ہے۔ ان کے غزالی ورازی دوراں مولانا عمر اچھروی لکھتے ہیں:

''الغیب میں ال جنس کا ہے اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اس کی طرف ضمیر راجعہ کا منسوب نبی ﷺ **فلا یظھر علی غیبه** سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے جب عطا کنندہ نبی ﷺ کو اپنا کلی غیب عطا کر کے سرا ہے تو اس کے انکار کرنے والے کو کیسے مومن سمجھا جا سکتا ہے''۔ (مقیاس الحنفیت، ص323)

اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ اللہ تعالی نے اپنا کل علم غیب نبی کریم ﷺ کو دے دیا ہے۔ یہ بالکل کفر ہے ملا علی قاری حنفیؒ نے موضوعات کبری میں اس عقیدے کے کفر پر پوری امت کا اجماع لکھا ہے ۔مزید تفصیل کیلئے امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ کی کتاب ''ازالۃ الریب'' یا فاتح بریلویت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ کی کتاب ''بوارق الغیب'' یا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کی کتاب ''حفظ الایمان'' کا مطالعہ کرو۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ عالم الغیب اور کلی ذاتی علم غیب رکھنے والی ذات صرف اللہ تعالی کی ہے اس کے سوا نہ تو کوئی عالم الغیب ہے نہ کسی کو علم غیب حاصل ہے جو انبیاء کیلئے اللہ

تعالیٰ کا علم غیب یا کلی علم غیب مانے وہ مشرک پلید و کافر لعین ہے۔

{عبارت}: قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند و آن پنج است لم ولما ولام امر ولائی نہی وان شرطیہ چون لم ینصر ولما ینصر ولینصر ولاتنصر وان تنصر انصر بدانکہ ان در دو جملہ رود چون ان تضرب اضرب جملہ اول را شرط گویند و جملہ دوم را جزا وان برائے مستقبل ست اگرچہ در ماضی رود چون ان ضربت ضربت و اینجا جزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست و بدان کہ چون جزائی شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا فا در جزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی ان تاتنی فانت مکرم وان رایت زیدا فاکرمہ وان اتاک عمرو فلاتھنہ وان اکرمتنی فجزاک اللہ خیرا

ترجمہ: دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ یہ پانچ حروف ہیں لَمْ اور لَمَّا اور لام امر و نہی اور اِنْ شرطیہ جیسے لَمْ یَنْصُرْ اور لَمَّا یَنْصُرْ اور لِیَنْصُرْ اور لَا تَنْصُرْ اور اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ۔ (ان شرطیہ میں) جملہ اول کو شرط اور جملہ ثانی کو جزا کہتے ہیں اور ان مستقبل کے واسطے ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور اس جگہ جزم تقدیری ہے کیونکہ ماضی معرب نہیں۔ اور تو جان کہ جب شرط کی جزا جملہ اسمیہ ہو، یا امر، نہی یا دعا ہو تو اس کی جزاء میں فا لانی ضروری ہے جیسے کہ تو کہے اِنْ تَأْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ'' اور اِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ وِاِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو '' فَلَا تُھِنْہُ وِاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ۔

{**تشریح**}: فعل مضارع میں عمل کرنے والے حروف کی دوسری قسم اس عبارت میں مصنفؒ نے بیان کی ہے اور وہ حروف ''حروف جازمہ'' کہلاتے ہیں اور وہ کل پانچ حروف ہیں جن کو شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

اِنْ لَمْ لَمَّا لَامِ اَمْرٍ وَ لَائے نَھِیْ

نیز پنج حروف ایں جازم فعل اند ہر یک بے دغا

{(۱) لَمْ}: کا دو طرح کا عمل ہے: (۱) لفظی (۲) معنوی۔

{لفظی}: عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کے آخر کو جزم دے گا۔ ان میں سے پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب، واحدہ مونثہ غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم، جمع متکلم) کا جزم سکون کے ساتھ ہوگا۔ بشرطیکہ یہ پانچ صیغے صحیح کے ہوں۔ اور اگر یہ پانچ صیغے معتل واوی، الفی یا یائی کے ہوں تو ان کا جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہوگا جیسے یَغْزُوْ سے لَمْ یَغْزُ، یَرْمِیْ سے لَمْ یَرْمِ، یَرْضٰی سے لَمْ یَرْضَ۔

سات صیغوں کا جزم (چار تثنیہ، دو جمع مذکر، ایک واحدہ مونثہ مخاطبہ) نون اعرابی کے گرا دینے کے ساتھ ہوگا خواہ صحیح، یا معتل کے ہوں۔ جیسے لَمْ یَضْرِبَا، لَمْ یَغْزُوَا، لَمْ یَرْمِیَا، لَمْ یَرْضَیَا۔ اور دو صیغوں (جمع مونث غائبات اور جمع مونث مخاطبات) میں کوئی عمل نہیں کرتا بوجہ ان کے مبنی ہونے کے۔

{(۲) معنوی}: عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو فعل ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَمْ یَضْرِبْ بمعنی مَاضَرَبَ ہے۔

{(۲) لَمَّا}: اس کا عمل بھی لم کی طرح ہے۔

{دونوں میں فرق}

البتہ ان دونوں میں چار طرح کا فرق ہے:

(۱) لَمَّا ماضی منفی کے استغراق کیلئے آتا ہے جیسے لَمَّا یَضْرِبْ (اس نے ابھی تک نہیں مارا) جبکہ لَمْ استغراق کی نفی کیلئے نہیں آتا۔

(۲) لَمَّا کا فعل حذف ہوسکتا ہے جبکہ لَمْ کا فعل حذف نہیں ہوسکتا جیسے نَدِمَ زَیْد ''وَ لَمَّا کہنا درست ہے جو کہ اصل میں نَدِمَ زَیْد ''وَ لَمَّا یَنْفَعُہُ النَّدْمُ تھا لیکن نَدِمَ زَیْد ''وَ لَمْ کہنا درست نہیں۔

(۳) لَمَّا میں فعل منفی کا زمانہ استقبال میں وقوع کی امید ہوتی ہے جبکہ لَمْ میں یہ بات نہیں۔

(۴) لَمْ پر حروف شرط داخل ہوتے ہیں اور لَمَّا پر داخل نہیں ہوتے لہذا اِنْ لَّمْ تَضْرِبْ کہنا

درست ہے اِنْ لَّمَّا تَضْرِبْ کہنا درست نہیں۔

{دونوں میں یکسانیت}

ان دونوں میں قدر مشترک تین چیزیں ہیں:

(۱) دونوں نفی کیلئے آتے ہیں۔

(۲) دونوں فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں۔

(۳) دونوں مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

{(۳) لام امر}: وہ لام مکسور ہے جو امر پر داخل ہوتا ہے یہ بھی دو طرح کا عمل کرتا ہے: **{(۱) لفظی}:** تو لَمْ کی طرح اور **{(۲) معنوی}:** عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو امر کے معنی میں کر دیتا ہے۔

فائدہ: لام امر مضارع معروف کے صیغوں میں غائب اور متکلم کے صیغوں پر تو آتا ہے لیکن مخاطب کے صیغوں پر نہیں آتا البتہ فعل مضارع مجہول کی پوری گردان پر آتا ہے۔

{(۴) لا نہی}: وہ لام مکسورہ ہے جو نہی پر داخل ہوتا ہے۔ اس کا لفظی عمل لم کی طرح ہے اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع کو نہی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ یہ معروف و مجہول کے تمام صیغوں پر داخل ہوتا ہے۔

{اِنْ شرطیہ}: آگے مصنفؒ ان شرطیہ کی بحث کرتے ہیں جو حروف جازمہ میں پانچواں حرف ہے یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے پہلے کو شرط اور ثانی کو جزا کہتے ہیں۔ جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ (اگر تو مارے گا تو میں بھی ماروں گا) شرط کی آسان تعریف یہ ہے کہ جس میں کسی کام کو لٹکا دیا جاتا ہے۔

{ترکیب}: اِنْ حرف شرط تَضْرِبْ فعل اَنْتَ ضمیر مستتر برائے واحد مذکر مخاطب مرفوع محلا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر شرط، اَضْرِبْ فعل اَنَا ضمیر در و مستتر برائے واحد متکلم مرفوع متصل محلا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جزا۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ فعلیہ شرطیہ۔

{عمل}: ان بھی ماقبل حروف جازمہ کی طرح دو طرح سے عمل کرتا ہے: (۱) لفظی (۲)

معنوی۔

{(۱) لفظی عمل}: تو یہ ہے کہ جملہ شرطیہ اور جزائیہ کو جزم دیتا ہے اگر مضارع ہوں تو جزم لفظا ہوگا اور ماضی کی صورت میں تقدیرا۔

{(۲) معنوی عمل}: یہ ہے کہ شرط و جزاء والے فعل کو مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے اگرچہ ماضی ہو۔

فائدہ: اگر شرط جزاء دونوں فعل مضارع ہوں یا فقط شرط فعل مضارع ہو تو فعل مضارع میں لفظا جزم واجب ہے اور اگر فقط جزاء مضارع ہو تو دونوں صورتیں یعنی جزم و رفع جائز ہے۔

فائدہ: اِنْ شرطیہ کے بعد پہلا جملہ یعنی شرط ہمیشہ فعل ہوگا۔ کیونکہ شرط تعلیق کیلئے ہے اور تعلیق بدون زمانہ نہیں ہوتی البتہ جزاء کبھی جملہ فعلیہ تو کبھی جملہ اسمیہ ہو سکتی ہے۔

{جزاء پر فالانے کی بحث}

اس کے بعد مصنف علیہ الرحمۃ نے ان مقامات کو بیان کیا ہے جس میں شرط کی جزاء پر فا کا لانا واجب ہے اور وہ چار مقام ہیں:

(۱) جب شرط کی جزاء جملہ اسمیہ ہو (۲) امر ہو (۳) نہی ہو (۴) دعا ہو۔ امثلہ عبارت میں مذکور ہیں دوبارہ ملاحظہ کرلو ہم اس کے متعلق مزید کچھ فوائد نقل کر دیتے ہیں۔

فائدہ: دس مقامات ایسے ہیں جہاں پر جزاء میں فا کا لانا واجب (ضروری) چار کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مزید ملاحظہ فرمالیں:

(۵) ماضی کے شروع میں قد ہو خواہ وہ مذکور ہو یا محذوف ہو جیسے:

وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ۔ قد محذوف کی مثال اِنْ کَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّمِنْ دُبُرٍ فَکَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ اَیْ فَقَدْ کَذَبَتْ۔

(۶) شرط کی جزاء ماضی کا وہ صیغہ جس کے شروع میں حرف نفی ہو۔ جیسے فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔

(۷) مضارع کے شروع میں سین ہو جیسے وَاِنْ تُعَاسِرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰی۔

(۸) مضارع کے شروع میں سَوْفَ ہو جیسے فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ۔

(۹) موکد بلن ناصبہ کا صیغہ ہو۔ جیسے وَ مَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ الْاِسْلَامَ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ۔

(۱۰) جزاء فعل جامد ہو جیسے اِنْ تُبْدُوْا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِیَ۔

فائدہ: اگر شرط کی جزاء فعل ماضی بدون قد ہوتو جزاء پر فا لانا ناجائز ہے جیسے اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ اَکْرَمْتُکَ۔ (اگر تو میری عزت کریگا تو میں بھی تیری عزت کروں گا)۔

اسی طرح اگر نفی جحد بلم ہو جیسے مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔

اگر شرط کی جزاء فعل مضارع مثبت یا فعل مضارع منفی لا کے ساتھ ہوتو جزاء پر فا کا لانا نہ لانا دونوں صورتیں جائز ہیں۔ جیسے:

اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ پڑھنا بھی جائز ہے اور فَاَضْرِبْ بھی۔ فعل مضارع مثبت۔

اِنْ تَشْتِمْنِیْ فَلاَ اَضْرِبُکَ ،اَضْرِبْکَ۔ فعل مضارع منفی بلا کی مثال۔

★★★★★★★★★★★★★★★

تمرین

(۱) اِنْ تَنْصُرُوْ اللّٰہَ یَنْصُرْ کُمْ (۲) لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ تَدْخَلِ الْجَنَّۃَ (۳) اَلَمْ نَجْعَلْ لَہٗ عَیْنَیْنِ (۴) لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ (۵) وَ اِنْ تُکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ (۶) اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (۷) اِنْ لَمْ تَفْعِلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَ (۸) اِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (۹) اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۱۰) فَاِنْ قَتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ (۱۱) وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ (۱۲) لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتَابِ (۱۳) اَوَلَمْ یَرَ اَنَّ اللّٰہَ الَّذِیْ (۱۴) لاَ تَتَّبِعْ اَھْوَآئَھُمْ (۱۵) لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُواً اَحَدٌ (۱۶) فَاِ نْ اٰمَنَ بَعْضُکُمْ بَعْضاً فَلْیُؤَدِّ الَّذِیْ اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ وَ لْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ (۱۷) فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً (۱۸) فَلَمْ تَجِدُوْا مَآئً فَتَیَمَّمُوْا (۱۹) فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ (۲۰) وَ لاَ تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب دوم

در عملِ افعال

دوسرا باب افعال کے عمل کے بیان میں

{عبارت}: بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست و افعال در اعمال بر دو گونہ است۔ قسم اول

معروف بدانکہ معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را برفع کند چون قام زید وضرب عمرو و شش اسم رابنصب کند۔اول مفعول مطلق چون قام زید قیاما وضرب زید ضربا دوم مفعول فیہ رام چون صمت یوم الجمعۃ وجلست فوقک سوم مفعول معہ راچون جاء البرد والجبات ای مع الجبات چہارم مفعول لہ راچون قمت اکراما لزید وضربتہ تادیبا پنجم حال راچون جاء زید راکبا ششم تمیز را در وقتیکہ فعل بفاعل ابہامی باشد طاب زید نفسا۔امافعل متعدی مفعول رابنصب کند چون ضرب زید عمروا ایں عمل فعل لازم رانباشد۔

ترجمہ:تو جان کہ کوئی فعل غیر عامل نہیں ہوتا۔اورافعال عمل کے اعتبار سے دوقسم پر ہیں پہلی قسم فعل معروف۔تو جان کہ فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے قَامَ زَیْد'' اور ضَرَبَ عَمْرو ''۔اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔اول مفعول مطلق کو جیسے قَامَ زَیْد'' قِیَاماً اور ضَرَبَ زَیْد'' ضَرْباً،دوم مفعول فیہ کو جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اور جَلَسْتُ فَوْقَکَ،سوم مفعول معہ کو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَ الْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ،چہارم مفعول لہ کو جیسے قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَیْدٍاور ضَرَبْتُہُ تَأْدِیْباً،پنجم حال کو جیسے جَاءَ زَیْد'' رَاکِباً،ششم تمیز کو جبکہ فعل کی فاعل کی طرف نسبت میں کوئی ابہام ہو جیسے طَابَ زَیْد'' نَفْساًبہر حال فعل متعدی مفعول بہ کو نصب دیتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْد'' عَمْرواًاور یہ عمل فعل لازم کیلئے نہیں ہوتا۔

{**تشریح**}: کتاب کا یہ دوسرا باب افعال کے عمل کے بیان میں ہے۔باب کے مسائل پر گفتگو کرنے سے پہلے ایک تمہیدی بات کا جاننا ضروری ہے۔اوروہ یہ کہ فعل کی دو قسمیں ہیں:

(۱)فعل لازم (۲)فعل متعدی

{**فعل لازم**}:اسے کہتے ہیں جس کا معنی فاعل پر پورا ہو جائے اور مفعول کا تقاضہ نہ کرے جیسے قَامَ زَیْد''۔

{**فعل متعدی**}:وہ فعل ہے جس کا معنی فاعل پر پورا نہ ہو بلکہ مفعول کا تقاضہ کرے جیسے

ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً۔

پھر فعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) فعل معلوم (۲) فعل مجھول

{فعل معلوم}: فعل معلوم وہ فعل ہے جس کی نسبت اپنے فاعل کی طرف ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ۔

{فعل مجھول}: وہ فعل ہوتا ہے جس کی نسبت اپنے فاعل کی طرف نہ ہو بلکہ مفعول کی طرف ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ۔ فعل مجھول کو مالم یسم فاعلہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد علامہ جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ کوئی فعل عمل سے خالی نہیں ہوگا۔ یعنی ہر فعل عمل کرتا ہے۔ اور افعال میں عمل کرنے والے عوامل کی دو قسمیں ہیں: (۱) فعل معروف اور (۲) فعل مجھول۔ مصنفؒ سب سے پہلے فعل معروف کی بحث کرے گا۔ یاد رہے کہ بعض عمل فعل متعدی و لازم کے مشترکہ ہیں اور بعض عمل صرف فعل متعدی کے ہیں فعل لازم کے نہیں۔

فعل لازم و متعدی دونوں کا مشترکہ عمل یہ ہے کہ اپنے فاعل کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ وَ ضَرَبَ عَمْرٌو اور چھ اسموں کو فعل لازم و فعل متعدی نصب دیتے ہیں:

{(۱) **مفعول مطلق**}: کو جیسے قَامَ زَیْدٌ قِیَاماً وَ ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْباً۔

{(۲) **مفعول فیه**}: کو جیسی صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اور جَلَسْتُ فَوْقَکَ۔

{(۳) **مفعول معه**}: کو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَ الْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ۔

{(۴) **مفعول له**}: کو جیسے قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَیْدٍ وِ ضَرَبْتُهٗ تَأْدِیْباً۔

{(۵) **حال**}: کو جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِباً۔

{(۶) **تمیز**}: کو بھی نصب دیں گے مگر جب فاعل کی نسبت میں ابہام ہو جیسے طَابَ زَیْدٌ اس میں ابہام ہوا کہ زید کیوں اچھا ہوا تو نَفْساً نے آکر اس ابہام کی تمیز کر دی کہ اچھا ہے زید اپنی ذات کے اعتبار سے۔

آخر میں مصنفؒ فرماتے ہیں کہ فعل متعدی کا ایک عمل ہے جس میں فعل لازم داخل نہیں یعنی فعل لازم وہ عمل نہیں کرتا اور وہ عمل یہ ہے کہ فعل متعدی مفعول بہ کو نصب دیتا ہے جیسے

ضَرَبَ زَیْد" عَمْرو اً۔ یہ فعل لازم کا عمل نہیں کیونکہ فعل لازم کا مفعول بہ نہیں ہوتا۔

فائدہ

فعل لازم کو مندرجہ ذیل سات طریقوں سے متعدی بنایا جا سکتا ہے:

(۱) لازم کو باب افعال میں منتقل کردو جیسے اَکْرَمْتُ الْعَالِمَ۔

(۲) باب تفعیل میں لے جاو جیسے عَظَّمْتُ الْاَسَاتِذَہْ۔

(۳) باب مفاعلہ میں منتقل کردو جیسے مَشٰی زَیْد" سے مَاشَیْتُ زَیْداً۔

(۴) باب استفعال میں منتقل کردو جیسے خَرَجَ زَیْد" سے اِسْتَخْرَجْتُ زَیْداً۔

(۵) حروف جر کے واسطے سے جیسے اَعْرِضْ عَنِ الرَّذِیْلَۃِ وَ تَمَسَّکْ بِالْفَضِیْلَۃِ۔

(۶) تضمین جیسے لَا تُعَزِّمُوْا السَّفَرَ اَیْ لَا تَنْوِی السَّفَرَ۔

(۷) باب نصر میں قصد مبالغہ کیلئے جیسے کَرَمْتُ الْفَارِسَ اَکْرُمُہٗ۔

فائدہ: فعل متعدی باب انفعال اور تفعل میں لازم ہوجاتا ہے جیسے قطع بمعنی کاٹنا اور انقطع اور تقطع جب بنایا گیا تو معنی کٹنا یعنی لازم والا معنی ہوگیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: فصل بدانکہ فاعل اسمیت کہ پیش ازوی فعل باشد مسند بدان اسم برطریق قیام فعل بدان اسم چون زید در ضرب زید ومفعول مطلق مصدر یست کہ واقع شود بعد از فعلی وآن مصدر بمعنی آن فعل باشد چون ضربا در ضربت ضربا وقیامت در قمت قیاما ومفعول فیہ اسمیت کہ فعل مذکور درو واقع شود اور اظراف گویند وظرف بردو گونہ است ظرف زمان چون یوم در صمت یوم الجمعۃ وظرف مکان چون عند در جلست عندک ومفعول معہ اسمیست کہ مذکور باشد بعد از واؤ بمعنی مع چون والجبات در جاء البرد والجبات ای مع الجبات ومفعول لہ اسمیست کہ دلالت کند بر چیزی کہ سبب فعل مذکور باشد چون اکراما در قمت اکراما لزید وحال اسمی است نکرہ کہ دلالت کند بر ہیأت فاعل چون راکبا در جاء زید راکبا یا بر ہیأت مفعول چون مشدودا در ضربت زیدا مشدودا یا بر ہیأت ہر دو چون راکبین در لقیت زیدا راکبین وفاعل و مفعول را ذوالحال گویند وآن غالبا معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال را مقدم دراند چون جائنی راکبا رجل وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رایت الامیر وھو راکب وتمیز اسمیست کہ رفع ابہام کند از عدد چون عندی احد عشر درھما یا از وزن چون عندی رطل زیتا یا از کیل چون عندی قفیزان برا یا از مساحت چون مافی السماء قدر راحۃ سحابا ومفعول بہ اسمیست کہ فعل فاعل برو واقع شود چون ضرب زید عمروا۔ بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعد از تمام جملہ باشند وجملہ بفعل وفاعل تمام شود بدین سبب گویند کہ المنصوب فضلۃ۔

ترجمہ: فصل، تو جان کہ فاعل وہ اسم ہے جس سے پہلے ایسا فعل ہو جس کی نسبت اس اسم کی طرف اس طرح کی گئی ہو کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو، جیسے زید، ضَرَبَ زَیْد" میں اور مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہوا اور وہ مصدر اسی فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَرْباً، ضَرَبْتُ ضَرْباً میں، اور قِیَاماً قُمْتُ قِیَاماً میں، اور مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فعل مذکور واقع ہوا ہو اور اس کو ظرف کہتے ہیں، اور ظرف دو قسم پر ہے ظرف زمان جیسے یَوْمَ، صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ میں اور ظرف مکان جیسے عِنْدَ، جَلَسْتُ عِنْدَکَ میں، اور مفعول معہ وہ اسم ہے جو مذکور ہو ایسے واو کے بعد جو مع کے معنی میں ہو، جیسے وَالْجُبَّاتِ

، جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ یعنی مَعَ الْجُبَّاتِ میں ،اور مفعول لہ وہ اسم ہے جو اس چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کا سبب ہو جیسے اِکْرَاماً قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَیْدٍ میں ،اور حال وہ اسم نکرہ ہے جو دلالت کرے فاعل کی ہیئت پر، جیسے رَاکِباً ، جَاءَ زَیْد'' رَاکِباً میں ، یا مفعول کی ہیئت پر جیسے مَشْدُوْداً ، ضَرَبْتُ زَیْداً مَشْدُوْداً میں ، یا فاعل ومفعول دونوں کی ہیئت پر جیسے رَاکِبَیْنِ لَقِیْتُ زَیْداً رَاکِبَیْنِ میں ۔اور فاعل ومفعول کو ذوالحال کہتے ہیں اور یہ اکثر معرفہ ہوتا ہے اور اگر نکرہ ہو تو حال کو مقدم کرتے ہیں جیسے جَاءَنِیْ رَاکِباً رَجُل''۔اور حال جملہ بھی ہوتا ہے جیسے رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِب''۔اور تمیز وہ اسم ہے جو عدد سے ابہام (شبہ) کو دور کرے جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَماً ، یا وزن سے شبہ کو دور کردے جیسے عِنْدِیْ رِطْل'' زَیْتاً یا پیمانہ سے شبہ کو دور کردے جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرّاً ، یا پیائش سے جیسے مَا فِیْ السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَاباً۔اور مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْد'' عَمْرواً۔تو جان کہ یہ تمام منصوبات جملہ کے تام ہونے کے بعد ہوتے ہیں اور جملہ فعل اور فاعل کے ساتھ تام ہوتا ہے ،اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ المنصوب فضلۃ (یعنی منصوب ایک زائد چیز ہے)

{**تشریح**}: ماقبل کی فصل میں جس بحث کو مصنفؒ نے مجملا بیان کیا تھا اس فصل میں اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں ۔ چنانچہ اولاً فاعل کی تعریف پھر مفاعیل اور پھر حال وتمیز کی تعریف کرتے ہیں۔

{**فاعل**}: وہ اسم صریح یا مؤول ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو، اور اس فعل اور شبہ فعل کا اسناد اس اسم کی طرف بطریق قیام ہو بطریق وقوع نہ ہو یعنی اس فعل یا شبہ فعل کی نسبت اس اسم کی طرف اس طرح کی گئی ہو کہ وہ اسم اس کے ساتھ قائم ہو۔ پھر عام ہے خواہ فاعل سے وہ فعل صادر ہوا ہو یا نہ ہو ہوا۔ ہونے کی مثال جیسے ضَرَبَ زَیْد'' اور نہ ہونے کی مثال جیسے مَاتَ زَیْد''۔مندرجہ بالا اسم صریح کی مثالیں تھیں۔اسم مؤول کی مثال جیسے اَلَمْ یَاْنِ الَّذِیْنَ

اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ (الحدید،۱۶) میں اَنْ تَخْشَعَ فعل ہے اگرچہ اسم نہیں مگر اسم کی تاویل میں ہے ان مصدریہ کی وجہ سے۔ فاعل کیلئے شرط ہے کہ فعل پر مقدم نہ ہو۔

{شبہ فعل}: مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مصدر (۲) اسم فاعل (۳) اسم مفعول (۴) صفت مشبہ (۵) اسم تفصیل

(۶) اسم مبالغہ (۷) اسم منسوب۔

فائدہ: فاعل اکثر مرفوع ہوتا ہے البتہ چند جگہ مجرور ہوتا ہے:

(۱) مصدر کی اضافت جب فاعل کی طرف ہو تو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا یاد رہے کہ مصدر بھی فعل کی طرح فاعل اور مفعول چاہتا ہے جیسے ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرواً۔

(۲) کبھی فاعل پر مِنْ زائدہ داخل ہوتا ہے جس کی وجہ سے فاعل مجرور ہوتا ہے جیسے مَا جَآئَنَا مِنْ نَّذِیْرٍ۔

(۳) کبھی فاعل پر با زائدہ داخل ہونے کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے جیسے کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْداً۔

(۴) کبھی فاعل پر لام زائدہ داخل ہونے کی وجہ سے جیسے ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ

یاد رہے کہ ان صورتوں میں اگرچہ فاعل لفظا مجرور ہوتا ہے مگر محلاً مرفوع ہے۔

{مفعول مطلق}: وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد ہو اور وہ مصدر اس فعل کا ہم معنی ہو یعنی فعل اور مصدر کا ایک ہی معنی ہو اگرچہ لفظوں میں تبدیلی ہو جیسے ضَرْباً، ضَرَبْتُ ضَرْباً میں اور قِیَاماً قُمْتُ قِیَاماً میں۔ لفظوں میں تبدیلی کبھی باعتبار مادہ کے ہوگی جیسے قَعَدتُّ جُلُوْساً اور کبھی یہ تبدیلی باعتبار باب کے ہوگی جیسے اَنْبَتَہُ اللّٰہُ نَبَاتاً۔ اور کبھی دونوں کے اعتبار سے ہوگی جیسے وَ اَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً۔

{مصدر}: وہ اسم ہے کہ جو حدث پر دلالت کرے لیکن فعل کے تمام حروف کو لفظا اور تقدیرا متضمن ہو۔

فائدہ: مفعول مطلق سے غرض کبھی:

(۱) تاکید ہوتی ہے جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً ضَرْباً میں۔ اسے مفعول مطلق تاکیدی کہتے ہیں۔

(۲) کبھی بیان نوع کیلئے یعنی فعل کے کرنے کی نوعیت اور طریقہ کو بتلانے کیلئے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئِ میں قاری صاحب کی طرح بیٹھا۔ اسے مفعول مطلق نوعی کہتے ہیں۔

(۳) کبھی بیان عدد کیلئے جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَيْنِ اَوْ جَلْسَاتٍ۔ اسے مفعول مطلق عددی کہتے ہیں۔

فِعْلَة" کا وزن بیان نوع کیلئے آتا ہے جیسے صِبْغَة" ایک خاص قسم کا رنگ اور فَعْلَة" کا وزن عدد کیلئے آتا ہے۔

{**مفعول فیہ**}: وہ اسم ہے کہ فعل مذکور اس میں واقع ہو اس کو ظرف بھی کہتے ہیں۔ ظرف کے لغوی معنی برتن کے آتے ہیں یا ہر وہ چیز جس میں کچھ سما جائے اور اصطلاح میں جو بیان وقت یا جگہ کیلئے ہو۔ پھر ظرف کی دو قسمیں ہیں:

{(۱) ظرف زمان}: جو زمانے کے بیان کیلئے ہو جیسے جَلَسْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

{(۲) ظرف مکان}: جو بیان مکان کیلئے ہو جیسے جَلَسْتُ عِنْدَكَ۔

فائدہ: ایک ہوتا ہے اسم ظرف جو کہ مصدر سے مشتق ہوتا ہے اس زمان یا مکان کیلئے جس میں فعل واقع ہو جیسے ضَرْب" سے مَضْرَب" (مارنے کا وقت یا جگہ)

{**مفعول معہ**}: وہ اسم ہے جو واوٗ بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَ الْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ۔ یعنی سردی آئی ساتھ جبوں کے۔

فائدہ: مفعول معہ کا عامل اکثر نحاۃ کے نزدیک فعل یا شبہ فعل ہے جبکہ علامہ جرجانیؒ کے نزدیک خود واوٗ عامل ہے۔ (اوضح المسالک الی الفیۃ ابن مالک)

{**مفعول لہ**}: وہ اسم ہے جو دلالت کرے کسی چیز پر جس میں مذکور فعل کا سبب واقع ہو۔ یعنی بالفاظ دیگر جو سبب وعلت بنے فعل مذکور کیلئے جیسے اِکْرَاماً، قُمْتُ اِکْرَاماً لِزَيْدٍ میں۔ یعنی میرا زید کیلئے کھڑا ہونا اس کے اکرام کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح ضَرَبْتُهُ زَيْداً تَأْدِيْباً گویا مارنے کی علت زید کو ادب سکھانا ہے۔

اس کیلئے چار شرطیں ہیں:

(۱) مصدر ہو احترازی مثال جِئْتُکَ السَّمَنَ وَ الْعَسَلَ۔
(۲) وہ اسم قلبی نہ ہو قلبی سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسے اعمال پر دلالت نہ کرے جو جوارح سے صادر ہوں جیسے ہاتھ، زبان، ضرب وغیرہ۔
(۳) ماقبل فعل کیلئے علت ہو۔
(۴) اپنے عامل کے ساتھ وقت میں متحد ہو۔ احترازی مثال سَافَرْتُ لِلْعِلْمِ۔
(التحفۃ السنیۃ)

فائدہ: مندرجہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو پھر حروف علت کے ساتھ مجرور ہوگا جیسے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعاً۔

{**حال**}: وہ اسم نکرہ جو فعل کی ہیئت پر دلالت کرے یعنی فاعل سے جب فعل صادر ہو رہا تھا اس وقت اس کی کیا حالت تھی۔ جیسے جَاءَ زَیْدٌ" رَاكِباً یا مفعول کی ہیئت پر دلالت کرے جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً مَشْدُوْداً یا دونوں کی ہیئت پر دلالت کرے جیسے لَقِیْتُ زَیْداً رَاكِبَیْنِ ۔اس میں فاعل اور مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں اور وہ اکثر معرفہ ہوتا ہے اور اگر کبھی اتفاقاً نکرہ ہو تو اس صورت میں حال کو مقدم رکھتے ہیں جیسے جَاءَنِیْ رَاكِباً رَجُل"۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں اشتباہ پیدا ہوگا کہ یہ مفعول ہے یا صفت۔ اور چونکہ موصوف اپنی صفت پر مقدم نہیں ہوسکتی اس لئے حال کو مقدم کرنے کی صورت میں یہ التباس ختم ہو جائے گا۔
اور حال کبھی جملہ بھی آتا ہے جیسے رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَهُوَ رَاكِب"۔

فائدہ: اگر حال جملہ ہو تو اس کیلئے تین شرائط ہیں:
(۱) جملہ خبریہ ہو کیونکہ جملہ انشائیہ حال واقع نہیں ہوتا۔ جیسے اُعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا میں واو حالیہ نہیں بلکہ عاطفہ ہے۔
(۲) فعل کے شروع میں سین اور سوف نہ ہو جیسے اِنِّیْ ذَاهِب" اِلَی رَبِّ سَیَهْدِیْنِ۔
(۳) ذوالحال کے ساتھ ربط ضروری ہے۔

{**ترکیب**}: جاء فعل زید ذوالحال راکبا حال، ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل،

فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

{**تمیز**}: کا معنی جدا کرنا ہے۔ وہ اسم ہے جو عدد سے ابہام کو دور کرے جیسے **عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَماً**۔ یا وزن سے پوشیدگی کو دور کرے جیسے **عِنْدِیْ رِطْل** "**زِیْتاً**، یا پیمانہ سے شبہ کو زائل کرے جیسے **عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرّاً**، یا پیمائش سے ابہام کو دور کرے جیسے **مَا فِیْ السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً** (آسمان پر ہتھیلی کے برابر بھی ابر نہیں) اس مثال میں سحابا نے قدر راحۃ مقدار پیمائش سے ابہام کو دور کر دیا۔

فائدہ:

{حال اور تمیز میں پانچ امور میں اتفاق ہے}

(۱) اسم ہونے میں (۲) نکرہ ہونے میں (۳) منصوب ہونے میں

(۴) فضلہ ہونے میں (۵) رفع ابہام میں۔

{دونوں میں سات چیزوں کا فرق ہے}

(۱) تمیز رافع ابہام ہے ذات سے جبکہ حال رافع ابہام ہے وصف سے۔

(۲) حال جار مجرو اور ظرف واقع ہوتا ہے لیکن تمیز نہیں۔

(۳) حال اکثر مشتق ہوتا ہے لیکن تمیز جامد ہوتا ہے۔

(۴) حال اپنے ذوالحال کی تاکید کرتا ہے لیکن تمیز نہیں۔

(۵) حال متعدد آسکتے ہیں لیکن تمیز مفرد آتا ہے۔

(۶) حال جملہ واقع ہوسکتا ہے لیکن تمیز مفرد آتا ہے۔

(۷) حال اپنے ذوالحال سے مقدم ہوسکتا ہے لیکن تمیز نہیں۔

{**ترکیب**}: عندی ظرف مستقر خبر مقدم رطل ممیز زیتا منصوب لفظا تمیز ممیز تمیز مل کر مبتداء موخر۔

اس کے بعد اب مصنفؒ اس اسم کو بیان کرتے ہیں جس کو صرف **فعل متعدی** نصب دیتا ہے اور وہ "مفعول بہ" ہے۔

{مفعول بہ}: وہ اسم ہے کہ فعل کا فاعل اس پر واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرواً یعنی مارا زید نے عمرو کو اس میں عمرو مفعول بہ ہے جس پر زید فاعل کا فعل واقع ہے اور وہ ضرب ہے۔ وقوع سے مراد یہاں تعلق ہے خواہ وہ اثباتا ہو یا نفیا جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً اور مَاضَرَبْتُ زَیْداً۔

مفعول بہ کیلئے تین شرطیں ہیں (۱) اسم ہو لہذا فعل اور حرف مفعول بہ نہ ہوگا (۲) منصوب ہو لہذا مرفوع اور مجرور مفعول بہ نہ ہوگا (۳) فعل کا فاعل اس پر واقع ہو۔

فائدہ: مفعول بہ کا عامل کبھی مذکور ہوتا ہے کبھی محذوف۔ اس میں ذکر اصل ہے اور محذوف خلاف قیاس اور وہ دو طرح کا ہوگا: (۱) جوازی (۲) وجوبی۔

{حذف جوازی:}: وہاں ہوگا جہاں کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ موجود ہو مثلا کوئی حج کو جا رہا ہو تو اسے کہا جائے مَکَّۃَ یَا شَیْخ اَیْ اَتُرِیْدُ مَکَّۃَ یَا شَیْخ یہ قرینہ حالیہ کی مثال ہے، اور مقالیہ کی مثال جیسے مَنْ ضَرَبْتَ کے جواب میں کہا جائے زَیْداً۔ اور اسی سے اللہ کا یہ قول ہے قَالُوْا خَیْراً اَیْ اَنْزِلْ رَبَّنَا خَیْراً۔

{وجوبی}: حذف مندرجہ ذیل مقامات پر ہوگا:

{(۱) تحذیر}: یعنی جہاں کسی کو ڈرانا یا تنبیہ کرنا مقصود ہو کسی فعل مذموم سے جس سے وہ منع ہو جائے۔ مقام کے مناسب فعل محذوف سمجھا جائے گا، مثلا حَذِّرْ، بَاعِدْ، تَجَنَّبْ، اِتَّقِ، قِ، وغیرہ جیسے اِیَّاکَ وَ الْاَسَدَ۔ اور جیسے نَاقَۃَ اللّٰہِ وَ سُقْیَاھَا۔

{(۲) منادی}: جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ کہ اصل میں اُدْعُوْ عَبْدَ اللّٰہِ۔

{(۳) اغرائ}: یعنی جہاں سامع کو ترغیب اور شوق دلانا مقصود ہوتا کہ وہ یہ کام کرے۔ جیسے اَخَاکَ اَخَاکَ اَیْ اَلْزِمْ اَخَاکَ۔ موقع کی مناسب فعل محذوف سمجھا جائے گا مثل: اُطْلُبْ، اِفْعَلْ۔

{(۴) منصوب علی سبیل التخصیص}: یعنی جو اَخَصُّ فعل محذوف کیلئے مفعول بہ بنے۔ جیسے نَحْنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَآءِ۔

{(۵) ما اضمر عامله علی شریطة التفسیر}: جیسے وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ اصل میں قَدَّرْنَا الْقَمَرَ قَدَّرْنَاہُ چونکہ آگے ایک اور قمر اس کی تفسیر کر رہا تھا اس لئے ہم نے عامل کو محذوف کر دیا۔

فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب کیوں دیا جاتا ھے؟

{سوال}: استاجی ایک بات سمجھا دیں کہ آخر ہم فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب کیوں دیتے ہیں یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ فاعل کو نصب دیتے اور مفعول کو رفع۔

{جواب}: بہت معصومانہ سوال ہے کہ مگر اس کا جواب دینے سے پہلے ایک بات بھی سمجھ لیں۔ جب کسی فن کے ماہر یا اصولیین کوئی بات متفقہ طے کر لیں تو خواہ وہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہیں اس کو ماننے میں خیر ہے اور خواہ مخواہ میں علتوں کو تلاش کرنے میں خطرہ اور ذہن کو مشوش کرنا ہے۔ لہذا اللہ تعالی کی طرف سے جو دین مقرر ہو گیا اب خیر اسی میں ہے کہ اس کو من وعن مان لیا جائے نماز کیوں پڑھتے ہیں وضوء کیوں کرتے ہیں؟ ضروری نہیں کہ جو چیز ہماری چھوٹی عقل میں نہ آئے اس کا انکار کر دیا جائے۔

یہ اصولی بات سمجھ لینے کے بعد ہم آپ کی تسکین کیلئے اس کی علت بھی بیان کر دیتے ہیں دراصل فاعل کو رفع اس لئے دیا گیا کہ یہ مبتداء کے مشابہ ہے جس طرح مبتداء وخبر جملہ بناتے ہیں اور اس پر سکوت جائز ہے اسی طرح فعل وفاعل جملہ بناتے ہیں اور اس پر سکوت جائز ہے۔ پس جب مبتداء کا اعراب رفع ہوا تو جو اس کے مشابہ ہے اس کو بھی وہی اعراب دے دیا۔

نیز چونکہ فاعل مفعول سے اقوی ہوتا ہے اس لئے کہ اسی سے فعل کا صدور ہوتا ہے اس لئے اسے حرکت بھی قوی یعنی رفع دی گئی۔

نیز چونکہ فاعل ایک ہی ہوتا ہے اور مفعول کئی ہو سکتے ہیں تو ثقیل اعراب قلیل کو دے دیا اور خفیف اعراب کثیر کو دے دیا۔

فائدہ: آخر میں مصنفؒ ایک فائدہ ذکر کرتے ہیں کہ یہ تمام منصوبات فعل اور فاعل کے بعد ہوتے ہیں کیونکہ فعل وفاعل پر جملہ تمام ہو جاتا ہے کیونکہ جملہ کے اصل اجزاء دو ہوتے

ہیں مسند و مسند الیہ اور وہ فعل وفاعل سے پورے ہوجاتے ہیں منصوبات اصل جملہ سے زائد ہوتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ المنصوب فضلة منصوب زائد چیز ہے۔

تمرین

ان جملوں میں فاعل، مفاعیل خمسہ، حال وتمیز کی پہچان بمع ترجمہ وترکیب کرو۔

(۱) حَضَرَ الْاَمِيْرُ وَالْجَيْشَ (۲) قُمْتُ اِجْلَالاً لِلْاُسْتَاذِ (۳) يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْ اٰذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ (۴) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ (۵) لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ (۶) جَلَسَ زَيْدٌ اِمَامَ الْاَمِيْرِ (۷) لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اَمْلَاكٍ (۸) اُذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْراً كَثِيْراً (۹) جَاهِدُوْا الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ (۱۰) وَتُسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْراً (۱۱) رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبّاً وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْناً وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِيّاً (۱۲) رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَباً (۱۳) هُمْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ (۱۴) رَاَيْتُ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجاً (۱۵) فَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً (۱۶) صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً (۱۷) قَامَ زَيْدٌ (۱۸) اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (۱۹) وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّاباً (۲۰) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَهُ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: فصل بدانکہ فاعل بر دو قسم است مظہر چون ضرب زید و مضمر بارز چون ضربت و مستتر یعنی پوشیدن چون زید ضرب کہ فالع ضرب ھو است در ضرب مستتر۔ بدانکہ چون فاعل

مونث حقیقی باشد یا ضمیر مونث علامت تانیث در فعل لازم باشد چون قامت ھند وھند قامت ای ھی ودر مظہر مونث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چون طلع الشّمس وطلعت الشّمس وقال الرجال وقالت الرجال۔

ترجمہ: دو جان کہ فاعل دو قسم پر ہے (۱) مظہر جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ ' اور مضمر بارز جیسے ضربت اور مستتر یعنی پوشیدہ جیسے زَیْدٌ '' ضَرَبَ کہ ضرب کا فاعل ھُوَ ہے جو ضرب میں پوشیدہ ہے۔ تو جان کہ فاعل جب مونث حقیقی ہو یا ضمیر مونث ہو تو تانیث کی علامت فعل میں ضروری ہے جیسے قَامَتْ ھِنْدٌ '' اور ھِنْدٌ '' قَامَتْ یعنی ھی۔ اور اسم ظاہر مونث غیر حقیقی اور اسم ظاہر جمع تکسیر میں دو وجہ جائز ہیں جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ وَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ قَامَ الرِّجَالُ وَ قَامَتِ الرِّجَالُ۔

{**تشریح**}: صاحب کتابؒ اس عبارت میں فاعل کی قسمیں بیان کررہے ہیں۔ فاعل کی دو قسمیں ہیں: (۱) فاعل مظہر یعنی اسم ظاہر ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ'' (۲) فاعل مضمر اسے کہتے ہیں جو ضمیر کی صورت میں ہو جیسے ضربت۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں (۱) بارز (۲) مستتر

{**(۱) بارز**}: یعنی جو ضمیر کی صورت میں ہو اور ضمیر پوشیدہ نہ ہو بلکہ ظاہر ہو۔ جیسے ضربت

{**(۲) مستتر**}: جو ضمیر کی صورت میں ہو اور پوشیدہ ہو جیسے زَیْدٌ '' ضَرَبَ میں ضرب کے اندر ھو ضمیر فاعل ہے ضرب کیلئے۔

فائدہ: ضمیر کے علاوہ تمام اسماء کو اسم ظاہر کہتے ہیں۔

اس کے بعد مصنفؒ ایک فائدہ بیان کررہے ہیں کہ جب فاعل مندرجہ ذیل تین صورتوں میں ہوگا تو پھر علامت تانیث کا فعل میں لانا ضروری ہے:

(۱) فاعل مونث حقیقی ہو (۲) فاعل ضمیر مونث ہو۔

ان دونوں صورتوں میں علامت تانیث کو فعل میں لگانا ضروری ہے جیسے قَامَتْ ھِنْدٌ '' وَّ ھِنْدٌ '' قَامَتْ۔

{مونث حقیقی}: اسے کہتے ہیں جس کے مقابلے میں مذکر جاندار ہو خواہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہو یا نہ ہو جیسے **اِمْرَاۃ**'' کے اس کے مقابلے میں **رَجُل**''۔**اَتَان**'' اس کے مقابلے میں **حِمَار**'' کہ اتان میں علامت تانیث لفظوں میں موجود نہیں۔مونث حقیقی کے مقابلے میں مونث لفظی آتا ہے۔

البتہ اگر مونث غیر حقیقی ہو یا اسم ظاہر جمع تکسیر ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں ۔ امثلہ عبارت میں مذکور ہیں۔

فائدہ: چار صورتوں میں فعل میں علامت تانیث کا لانا نہ لانا جائز ہے:

(۱) مونث غیر حقیقی یعنی جس کے مقابلے میں کوئی مذکر جاندار نہ ہو جیسے **طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ طَلَعَ الشَّمْسُ** ۔البتہ پہلی صورت یعنی علامت تانیث لانا اولی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے **وَ قَدْ جَاءَتْكُمُ الْمَوْعِظَةُ**۔

(۲) دوسری صورت کہ مونث حقیقی اسم ظاہر ہو مگر اس کے اور فعل کے درمیان کوئی فاصلہ بغیر الا کے ہو جیسے **حَضَرَتِ الْقَاضِیَ اِمْرَاَةٌ وَ حَضَرَ الْقَاضِیَ اِمْرَاَةٌ**۔یا **طَلَعَتِ الْيَوْمَ الشَّمْسَ** یا **طَلَعَ الْيَوْمَ الشَّمْسَ** دوسری صورت اولی ہے۔

(۳) فاعل کا عامل **نعم** یا **بئس** ہو اس میں بھی دونوں صورتیں جائز ہیں ۔جیسے **نِعْمَتِ الْمَرْأَةُ هِنْد**'' **نِعْمَ الْمَرْأَةُ هِنْد**''۔

(۴) فاعل جمع مکسر ہو جیسے **جَاءَ الْهُنُوْدُ وَ جَاءَتِ الْهُنُوْدُ**۔

دو صورتیں ایسی ہیں جس میں فعل میں علامت تانیث کا لانا واجب ہے:

(۱) فاعل اسم ظاہر مونث حقیقی ہو جس کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو اور نہ ہی **نعم** و **بئس** کے بعد واقع ہو جیسے **اِذْ قَالَتِ امْرَاَتِ عِمْرَانَ**۔

(۲) فاعل ضمیر متصل ہو جیسے **اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ**۔

البتہ فاعل مونث حقیقی ہو اور فعل کے درمیان الا کا فاصلہ ہو تو اس میں بھی دونوں صورتیں جائز ہیں۔البتہ بعض نحاۃ نے یہاں فعل میں علامت تانیث کو حذف کرنا واجب لکھا ہے کیونکہ الا کے بعد والا اسم

حقیقت میں فاعل نہیں ہوتا بلکہ وہ بدل ہوتا ہے اس فاعل مقدر سے جو الا سے پہلے ہو اور وہ مذکر ہوتا ہے لہذا فعل بھی مذکر لایا جائے گا جیسے مَاقَامَ اِلاَّ ھِنْد'' کے اصل میں مَاقَامَ اَحَد''اِلاَّ ھِنْد'' تھا۔

یاد رہے کہ یہ ان چار صورتوں میں سے پہلی صورت ہے جہاں فعل کے فاعل کو حذف کردیا جاتا ہے اس کے علاوہ تین مقامات اور ہیں:

(۲) مصدر کا فاعل جیسے اَوْ اِطْعٰم'' فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ یَتِیْماً ذَا مَقْرَبَةٍ کہ اصل میں اِطْعَامُہُ یَتِیْماً تھا۔

(۳) نائب فاعل کی صورت میں جیسے قُضِیَ الْاَمْرُ کہ اصل میں قَضَی اللّٰہُ الْاَمْرَ تھا۔

(۴) فاعل افعل تعجب کا جب کہ اس کے مثل ماقبل میں دلالت موجود ہو جیسے اَسْمِعْ بِھِمْ وَ اَبْصِرْ کہ اَبْصِرْ فعل تعجب کے فاعل بھم کو یہاں حذف کردیا کہ ماقبل میں اسمع کا فاعل بھم اس پر دلالت کررہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تمرین

فاعل کی وضاحت کریں اور نیز فعل کی تذکیر و تانیث کی وجہ بتائیں۔

(۱) وَ اِذْ قَالَتْ اِمْرَاَةُ عِمْرَانَ (۲) وَ قَالَتِ النَّمْلَةُ (۳) جَاءَتِ الْھُنُوْدُ (۴) مَضَی الْاَیَّامُ (۵) جَرَتِ الْعُیُوْنُ (۶) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ (۷) مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰی (۸) یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہ'' وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہ'' (۹) اَلرَّجُلَانِ ذَھَبَا (۱۰) لَا یَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ (۱۱) اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا (۱۲) فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صَالِحاً (۱۳) وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا (۱۴) جَائَتْہُ الْبُشْرٰی (۱۵) قَالَ الضُّعَفٰٓؤُ (۱۶) یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَآئِکَةُ (۱۷) فَاِذَا جَائَتِ الطَّامَّةُ الْکُبْرٰی (۱۸) بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ (۱۹) اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ (۲۰) وَاِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ

{عبارت}: فصل دوم بدانکہ فعل مجہول بجائی فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را بنصب کند چوں ضرب زید یوم الجمعۃ امام الامیر ضربا شدیدا فی دارہ تادیبا والخشبۃ، وفعل مجہول رافعل

مالم یسم فاعلہ گویند ومرفوعش رامفعول مالم یسم فاعلہ گویند۔

ترجمہ: دوسری قسم فعل مجہول ہے تو جان کہ فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقیوں کو نصب دیتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْد" یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْباً شَدِیْداًفِیْ دَارِہٖ تَادِیْباً وَ الْخَشَبَۃِ ،اور فعل مجہول کو فعل مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں اور اس کے مرفوع کو مفعول مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں۔

{**تشریح**}: دوسری قسم فعل مجہول ہے جو فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقی اسموں یعنی منصوبات کو نصب دیتا ہے۔جیسے ضُرِبَ زَیْد" یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اِمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْباً شَدِیْداًفِیْ دَارِہٖ تَادِیْباً وَ الْخَشَبَۃِ زید کو جمعہ کے دن امیر کے سامنے ادب سکھانے کیلئے لکڑی کے ساتھ اس کے گھر میں سخت طور پر مارا گیا۔فعل مجہول کا دوسرا نام فعل مالم یسم فاعلہ ہے اور اس کے نائب فاعل کا دوسرا نام مفعول مالم یسم فاعلہ ہے۔

{ترکیب}: ضرب فعل مجہول زید مرفوع لفظا نائب فاعل،یوم الجمعۃ مضاف،مضاف الیہ مل کر ظرف زمان مفعول فیہ اول،امام الامیر ظرف مکان مفعول فیہ ثانی،ضربا شدیدا موصوف صفت بن کر مفعول مطلق،فی حرف جار،دارہ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور،جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق ہوا ضرب فعل مجہول کا،تادیبا مفعول لہ، والخشبۃ ای مع الخشبۃ مفعول معہ،فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعولوں اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: فاعل کو حذف کرنے کی وجہ یہ ہوتی کہ:

(۱) یا تو معلوم نہیں ہوتا جیسے سُرِقَ مَتَاع"، یا معلوم ہوتا ہے جیسے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا

(۲) یا اس کے فاعل میں ابہام کو رکھنا مقصود ہوتا ہے جیسے رُکِبَ الْجَمَلُ اب آپ کو سواری پر سوار ہونے والے کا علم تو ہے مگر کسی سبب سے اس کا اظہار مناسب نہیں سمجھ رہے۔

(۳) یا کسی خوف کی وجہ سے جیسے ضُرِبَ زَیْد" اب آپ کو مارنے والے کا علم تو ہے مگر اس

کے خوف کی وجہ سے اس کا اظہار نہیں کر سکتے۔

(۴) اس کی عزت و وضع داری کو قائم رکھنے کیلئے جیسے عُمِلَ عَمَلَ مُنْکَرٍ آپ کو کرنے والے کا علم تو ہے مگر وہ ایک وجیہ، عزت دار آدمی ہے اس لئے آپ اس کی پردہ داری کرنا چاہتے ہیں۔

(۵) یا اس سے کوئی معنوی یا لفظی فائدہ ہوتا ہے۔

فائدہ: جب فاعل کو حذف کر دیا اور اس کے قائم مقام مفعول کو بنا دیا تو اب اس مفعول کو فاعل کے تمام احکام منسوب کر دیں گے چنانچہ پہلے منسوب تھا اب مرفوع ہوگا، پہلے فعل پر تقدیم جائز تھی اب تاخیر واجب، پہلے فضلہ تھا کلام میں اب عمدہ ہو گیا۔

فائدہ: اگر کلام میں مفعول بہ نہ ہو جو نائب فاعل بن سکے تو اس کی نیابت پھر ظرف یا جار مجرور یا مصدر کریگا۔ جیسے صِیْمَ رَمَضَانُ، مُرَّ بِزَیْدٍ، جَلَسَ جُلُوْسُ الْاَمِیْرِ۔

مصدر کو نائب فاعل بنانے کیلئے چند شرائط بھی ہیں جو بڑی کتابوں میں ملاحظہ کر لیں۔

تمرین

نائب فاعل کو پہچانیں اور فاعل کے حذف ہونے کی وجہ بتائیں

(۱) کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ (۲) یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْراً۔ (۳) بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ (۴) سِیْرَ فَرْسَخٌ (۵) اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا (۶) ثُمَّ نُکِسُوْا عَلٰی رُؤُسِهِمْ (۷) وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ (۸) ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ (۹) لُعِنَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ (۱۰) حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ (۱۱) لاَ یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ حُجْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ (۱۲) اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهُ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ

{عبارت}: فصل بدانک فعل متعدی بر چہار قسم ست اول متعدی بیک مفعول چون ضرب زید عمروا دوم متعدی دو مفعول کہ اقتصار بیک مفعول روا باشد چون اعطی وآنچہ در معنی او باشد

چون اعطیت زیدا درہما اینجا اعطیت زیدا نیز جائز ست۔ سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بیک مفعول روا نباشد و این در افعال قلوب است چون علمت وظننت وحسبت وخلت وزعمت ورایت ووجدت چون علمت زیدا فاضلا وظننت زیدا عالما، چہارم متعدی بسہ مفعول چون اعلم واری وانباء واخبر وخبر ونباء وحدث چون اعلم اللہ زیدا عمروا فاضلا۔ بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند ومفعول دوم در باب علمتُ ومفعول سوم در باب اعلمت ومفعول لہ ومفعول معہ را بجائے فاعل نتواند نہاد ودیگر ہارا شاید ودر باب اعطیت مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم۔

ترجمہ: تو جان کہ فعل متعدی چار قسم پر ہیں۔ پہلا جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے ضَرَبَ زَیْد'' عَمْرَواً، دوسرا جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو کہ ایک مفعول پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہو جیسے اَعْطٰی، اور ہر وہ فعل جو اس کے معنی میں ہو جیسے اَعْطَیْتُ زَیْداً دِرْھَماً اور اس کی جگہ اَعْطَیْتُ زَیْداً بھی جائز ہے، تیسرا جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ایک پر اکتفاء کرنا جائز نہ ہو اور یہ افعال قلوب میں سے ہے جیسے عَلِمْتُ وَ ظَنَنْتُ وَ حَسِبْتُ وَ خِلْتُ وَ زَعَمْتُ وَرَاَیْتُ وَ وَجَدتُّ جیسے عَلِمْتُ زَیْداً فَاضِلاً اور ظَنَنْتُ زَیْداً عَالِماً، چوتھا جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو جیسے اَعْلَمَ ،اَرٰی ،اَنْبَاءَ ، اَخْبَرَ، خَبَّرَ ، نَبَّاءَ اور حَدَّثَ جیسے اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْداً عَمْرواً فَاضِلاً ،تو جان کہ یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں، اور باب عَلِمْتُ کا دوسرا مفعول اور باب اَعْلَمْتُ کا تیسرا مفعول، مفعول معہ، اور مفعول لہ کو فاعل کی جگہ نہیں رکھا جاسکتا اور باقیوں کو رکھنا جائز ہے۔ اور باب اَعْطَیْتُ میں پہلے مفعول کا مفعول مالم یسم فاعلہ بننا بنسبت دوسرے مفعول کے زیادہ لائق ہے۔

{**تشریح**}: یہاں سے مصنف ؒ فعل متعدی کی تقسیم باعتبار مفعول بہ کے بیان کرنا چاہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ فعل متعدی کی چار اقسام ہیں:

(**پہلی قسم**) **فعل متعدی بیک مفعول }**: یعنی جس میں ایک مفعول ہو جیسے ضَرَبَ

زَیۡد'' عَمۡرواً اس میں عمرواً صرف ایک مفعول ہے۔

(**دوسری قسم**) **فعل متعدی بدو مفعول:**} یعنی جو دو مفعولوں کے ساتھ متعدی ہو اور ایک کو حذف کر کے ایک پر اختصار کرنا بھی جائز ہو جیسے: **اَعۡطٰی** کا لفظ اور ہر وہ لفظ جو اس کے معنی میں ہو۔

(**تیسری قسم**) **متعدی بدو مفعول**}: یعنی جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ایک کو حذف کرنا جائز نہ ہو اور وہ افعال قلوب میں سے ہیں۔ امثلہ عبارت میں مذکور ہیں۔

اسی طرح افعال التحویل یا افعال تصییر یعنی جو صَیَّرَ کے معنی میں ہو وہ بھی متعدی بدو مفعول ہوتے ہیں اور ایک کو حذف کرنا جائز نہیں اور وہ کل سات ہیں:

(۱) وَدُّ (۲) صَیَّرَ (۳) جَعَلَ (۴) وَهَبَ (۵) وَاتَّخَذَ (۶) تَخِذَ (۷) تَرَکَ جیسے وَدَّ کَثِیۡر'' مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتَابِ لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِنۡ بَعۡدِ اِیۡمَانِکُمۡ ، وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرَاهِیۡمَ خَلِیۡلاً، فَجَعَلۡنَاهُ هَبَآءً مَّنۡثُوۡراً

فائدہ: افعال قلوب میں سے تین (۱) عَلِمۡتُ (۲) رَاَیۡتُ (۳) وَجَدتُّ یقین کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور تین (۱) ظَنَنۡتُ (۲) حَسِبۡتُ (۳) خِلۡتُ شک کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور زَعَمۡتُ مشترک ہے کبھی یقین کا فائدہ دیتا ہے کبھی شک کا۔ جیسے زَعَمۡتُ اللّٰهُ رَحِیۡماً میں نے اللہ کو رحیم یقین کیا۔ اور زَعَمۡتُ زَیۡداً کَرِیۡماً میں نے زید کو کریم گمان کیا۔

ان افعال کو افعال شک ویقین بھی کہتے ہیں۔ اور اس کا تعلق چونکہ دل کے ساتھ ہے اس لئے ان کو افعال قلوب کہتے ہیں۔

(**چوتھی قسم**) **متعدی بسہ مفعول**}: یعنی جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو جیسے اَعۡلَمَ، وَاَرٰی بمعنی یقین دلانا، اَنۡبَاءَ، نَبَاءَ، اَخۡبَرَ، خَبَّرَ بمعنی بیان کیا۔

اس کے بعد مصنف ؒ ایک فائدہ بیان کرتے ہیں کہ فعل متعدی کے یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں۔ اور پھر آگے بتاتے ہیں کہ کس مفعول کو نائب فاعل بنانا جائز ہے اور کس کو نہیں تو باب **علمت** کا دوسرا مفعول، اور باب **اعلمت** کا تیسرا مفعول اور مفعول لہ

اور مفعول معہ کو فاعل کا قائم مقام نہیں بنا سکتے۔ان کے سوا دوسروں کو قائم مقام فاعل بنایا جاسکتا ہے اور باب اعطیت میں پہلا مفعول، مفعول مالم یسم فاعلہ بننے کے زیادہ لائق ہے بنسبت مفعول دوم کے۔

تمرین

مندرجہ ذیل میں سے فعل متعدی کو ان کے مفاعیل کے ساتھ پہچانو اور یہ بھی بتاؤ کہ کہیں کسی فعل متعدی کا مفعول حذف ہے یا نہیں۔

(۱)وَمَا اَظُنُّ عَامِراً رَفِيْقاً(۲)لَا اری لِیْ خَالِداً صَدِیْقاً (۳) رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ عَادِلاً(۴) حَتّٰی یُعْطُوْا الْجِزْیَةَ عَنْ یَدٍ وَّ هُمْ صَاغِرُوْنَ (۵)فَتَحَ طَارِق" اُنْدَلَس (۶)اَدُّوْ الْاَمَانَاتِ اِلَی اَهْلِهَا (۷) اَیْنَ شُرَکَائِیَ الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تَزْعَمُوْنَ (۸)اَنَّهُمْ یَرَوْنَهُ بَعِیْداً وَّ نَرَاهُ قَرِیْباً (۹)اِنِّیْ اَرَانِیْ اَعْصِرُ خَمْراً (۱۰)وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجاً (۱۱)لَا تَحْسَبُوْنِیْ کِذْباً (۱۲)لَاتَحْسَبَنَّ اللّٰهُ غَافِلاً عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (۱۳)وَلَقَدْ اٰتَیْنَا الْمُوْسَی الْکِتٰبَ (۱۴)کَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِیْنَ (۱۵)مَا وَجَدْنَا وَمَا وَعَدْنَا رَبَّنَا حَقّاً (۱۶)ظُنُّوْا الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْراً (۱۷)یُرِیَهُمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَیْهِمْ(۱۸)رَاَیْتُ شَاکِراً فَاضِلاً (۱۹)اَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَیْنَیْنِ (۲۰)زَعَمْتُ زَیْداً عالما

{عبارت}: فصل بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند کان وصار وظل وبات واصبح واضحیٰ وامسی وعاد وعاض وغدا وراح وما زال وما انفک ومابرح ومافتئ ومادام ولیس۔وایں افعال بفاعل تنہا

تمام نشوند ومحتاج باشند بخبرے بدین سبب اینہا را ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند و مسند الیہ را برفع کنند و مسند را بنصب چون کان زید قائما و مرفوع را اسم کان گویند و منصوب را خبر کان و باقی را بریں قیاس کن۔ بدانکہ بعضے ازین افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چون کان مطر شد باران بمعنی حصل واورا کان تامہ گویند و کان زائدہ نیز باشد۔

ترجمہ: تو جان کہ افعال ناقصہ سترہ (۱۷) ہیں کَانَ وَ صَارَ وَ ظَلَّ وَ بَاتَ وَ اَصْبَحَ وَ اَضْحٰی وَ اَمْسٰی وَ عَادَ وَ عَاضَ وَ غَدَاوَ رَاحَ وَ مَازَالَ وَمَا اَنْفَکَّ وَمَابَرِحَ وَمَافَتِئَ وَمَادَامَ وَ لَیْسَ، یہ افعال اکیلے فاعل پر پورا نہیں اترتے اور خبر کے محتاج ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔ اور (یہ) جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ کو رفع دیتے ہیں اور مسند کو نصب جیسے کَانَ زَیْد" قَائِماً اور مرفوع کو اسمِ کان اور منصوب کو خبرِ کان کہتے، باقی افعال کو اسی پر قیاس کر۔ تو جان کہ ان میں سے بعض افعال بعض حالات میں صرف فاعل پر تام ہوتے ہیں جیسے کَانَ مَطَر" بارش ہوئی یہ حَصَلَ کے معنی میں ہے اور اس کو کان تامہ کہتے ہیں اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے۔

{**تشریح**}: اس فصل میں صاحب کتاب افعال ناقصہ کی تعریف مع تعداد و عمل کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔

{**تعریف افعال ناقصہ**}: یہ وہ الفاظ ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں جبکہ وہ صفت ان افعال کے مصدر کے علاوہ ہو جیسے کَانَ زَیْد" قَائِماً اس میں کان نے زید کیلئے صفت قیام کو جو مصدر کان کے علاوہ ہے ثابت کیا ہے۔

{**وجہ تسمیہ افعال ناقصہ**}: یہ افعال ناقصہ اکیلے فاعل پر پورا نہیں اترتے بلکہ ایک خبر کے محتاج ہوتے ہیں اسی وجہ سے ان کو افعال ناقصہ کہا جاتا ہے۔

{**عمل افعال ناقصہ**}: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور مسند الیہ کو رفع دیتے ہیں اور مسند کو نصب دیتے ہیں جیسے کَانَ زَیْد" قَائِماً (زید کھڑا تھا) اس میں لفظ مرفوع کو

کان کا اسم اور منصوب کو کان کی خبر کہا جاتا ہے۔

{معانی افعال ناقصه}:

(۲) صَارَ: دلالت کرتا ہے ایک صفت سے دوسری صفت یا ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف منتقلی پر۔

(۳) اَمْسیٰ: دلالت کرتا ہے خبر اسم کیلئے شام کے وقت ثابت ہوئی جیسے اَمْسَ زَیْد" کَاتِباً شام کی زید نے لکھتے ہوئے۔

(۴) اَضْحٰی: دلالت کرتا ہے خبر اسم کیلئے چاشت کے وقت۔

(۵) ظَلَّ: خبر اسم کیلئے سارا دن کے وقت ثابت ہوئی۔ کبھی صار کے معنی میں بھی آتا ہے۔

(٦) بَاتَ: ساری رات کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔

(۷) لَیْسَ: خبر کی نفی کیلئے آتا ہے۔

(۸)(۹)(۱۰)(۱۱)(۱۲) مَازَالَ ،وَمَا انْفَکَّ ،وَمَا فَتِیَٔ ،وَمَا بَرِحَ: ان افعال کی خبر بطریق دوام اپنے اسم کیلئے ثابت ہوتی ہے کسی وقت جدا نہیں ہوتی۔ مَازَالَ زَیْد" اَمِیْراً زید جس وقت بھی قابل امارت ہوا ہے امیر ہی چلا آ رہا ہے۔

فائده: ان چاروں کا معنی نفی کا ہے مگر جب ان پر ما نافیہ داخل ہو گیا تو نفی پر نفی داخل ہونے پر اثبات کا معنی ہوتا ہے تو اب ان چاروں میں اثبات اور ہمیشگی کا معنی ہو گیا۔

(۱۳) مَادَامَ: کسی فعل کی اس طرح حد بندی کرنا کہ جب تک فلاں چیز ہے اس کے اسم کیلئے ثابت رہے۔

آگے مصنفؒ ایک فائدہ بیان کر رہے ہیں کہ کان کی دو قسمیں ہیں:

{(۱) کان تامه}: جو تنہا فاعل پر پورا ہو جائے اور بمعنی حصل ہو جیسے کان مطر۔

{(۲) کان ناقصه}: جو تنہا فاعل پر پورا نہ ہو بلکہ اس کو خبر کی ضرورت ہو جیسے کَانَ زَیْد" قَائِماً۔

یہ کان غیر زائد کی قسمیں ہیں یعنی جن کے حذف سے کلام کے مقصودی معنی میں خلل آئے۔

اور ایک کان زائدہ ہوتا ہے یعنی جس کے حذف سے مقصودی معنی میں کوئی خلل نہ آئے جیسے کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِیۡ الۡمَھۡدِ صَبِیًّا اس مثال میں کان زائدہ ہے۔

فائدہ: افعال ناقصہ کی خبر کی پانچ صورتیں ہیں:

(۱) فعل واسم سے موخر یہی اصل ہے جیسے کَانَ زَیۡدٌ قَائِماً۔

(۲) فعل اور اسم کے درمیان خبر کو ذکر کرنا جیسے وَ کَانَ حَقّاً عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ۔

(۳) فعل اور اسم پر مقدم کرنا جیسے عَالِماً کَانَ زَیۡدٌ۔ یہ صورت جائز ہے کیونکہ قرآن میں موجود ہے اَھٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ۔ البتہ مادام اور لیس کو اس کے فعل اور اسم پر مقدم نہیں کیا جا سکتا تفصیل مطولات میں دیکھو۔

(۴) اگر کان کا اسم خبر میں محصور ہو تو خبر کو موخر کرنا واجب ہے مَا کَانَ صَلٰوتُھُمۡ عِنۡدَ الۡبَیۡتِ اِلَّا مُکَآءً وَّ تَصۡدِیَۃً۔

(۵) کان کے اسم وخبر کا اعراب ظاہر نہ ہو تو اس صورت میں بھی خبر کو موخر کرنا واجب ہے ورنہ اسم وخبر میں تلبس ہو جائے گا جیسے کَانَ شَرِیۡکِیۡ اَخِیۡ۔

فائدہ: کچھ نحاۃ کا خیال ہے کہ افعال ناقصہ افعال نہیں بلکہ حروف ہیں مگر یہ بچند وجوہ باطل ہے:

(۱) ان کے ساتھ تا تانیث ملحق ہوتی ہے اور یہ فعل کی علامت ہے کانت امراۃ۔

(۲) ان کی گردان ہوتی ہے جیسے کان، کانا، کانوا، یکون اور یہ فعل کی علامت ہے۔

(۳) یہ زمانے پر دلالت کرتے ہیں۔

جن حضرات نے ان کو حروف میں شمار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ان کا کوئی مصدر نہیں جس طرح حروف کیلئے کوئی مصدر نہیں مگر اس کا جواب دیا گیا ہے کہ جب یہ افعال غیر حقیقیہ وناقص ہیں تو مصدر کے محتاج نہیں۔

فائدہ: کبھی کبھی لیس کی خبر پر با زائدہ داخل کر دیتے ہیں تاکید کے واسطے جیسے لَیۡسَ زَیۡدٌ بِقَائِمٍ۔

تمرین

اس میں سے افعال ناقصہ، اوران کے اسم وخبر کی پہچان کر کے ترکیب وترجمہ کرو۔

(۱) وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْماً حَكِيْماً (۲)اِنْ كَانَ ذُوْ عَسْرَةٍ فَنَظِرَة" اِلٰى مَيْسَرَةٍ (۳) خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتِ وَالارض (۴)اَجْلِسْ مَادَامَ زَيْد" جَالِساً (۵)اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَالَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (۶)لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (۷) يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّ قِيَاماً (۸)صَارَ الْفَقِيْرُ غَنِيّاً (۹)وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدّاً وَهُوَ كَظِيْم" (۱۰)وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْداً (۱۱)اَصْبَحَ الْاَمِيْرُ مَسْرُوْراً (۱۲)مَا فَتِئَ عَمْرو" جَاهِلاً (۱۳)لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِيْنَ (۱۴) تَاللّٰهِ تَفْتَأَ اى لاتفتؤ (۱۵) وَ اَوْصَانِيْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَادُمْتُ حَيّاً (۱۶)لَيْسَتِ الْمَكْتَبَةُ مَفْتُوْحاً (۱۷)مَاكَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلاَّ وَحْياً اَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلاً (۱۸)فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَةٍ اِخْوَاناً (۱۹)وَلَمْ اَكُ بَغِيّاً (۲۰)لاَرَاحَةَ مَادَامَ الْاِخْتِلَافُ مَوْجُوْداً۔

مسئلہ حاضر وناظر

مثال نمبر 10 افعال ناقصہ میں سے کان غیر زائدہ غیر تامہ کی مثال ہے۔اس میں الرسول اس کا اسم اور شھیدا خبر ہے۔اس مثال سے ایک مسئلہ بھی متعلق ہے اور وہ یہ کہ اہل بدعت حضرات یہاں "شھیدا" یا قرآن میں جہاں بھی نبی اکرم ﷺ کیلئے شھد کا مادہ استعمال ہوا ہے وہاں اس سے مراد "حاضر وناظر" لیتے ہیں اوراس طرح کی آیتوں سے غلط استدلال کر کے حضور ﷺ کو ہر جگہ حاضر وناظر ثابت کرنے کی سعی ناکام کرتے ہیں۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ ہر گھڑی ہر آن ہر جگہ کمایلیق بشانہ حاضر ناظر اللہ تعالی کی صفت ہے جوکوئی مخلوق کیلئے ایسا عقیدہ رکھے وہ مشرک اور خارج از اسلام ہے۔

جبکہ بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالی کی طرح حاضر وناظر ہیں ہر جگہ حاضر وناظر ہیں بلکہ جب میاں بیوی آپس میں خاص ملاقات کرتے ہیں تو اس وقت بھی

حاضر وناظر ہوتے ہیں معاذ اللہ یہ عقیدہ ان کے مفتی احمد یار گجراتی ومولانا عمر اچھروی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔علماء نے انبیاء ومشائخ کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنے والے کو کافر لکھا ہے۔خود ان کے ایک بہت بڑے عالم ومناظر نظام الدین ملتانی نے اپنے فتاوی میں لکھا ہے:

''ہر آن اور ہر وقت حاضر وناظر خداوند کریم لم یلد ولم یولد کا خاصہ ہے اور وہ ذات لم یزل لیس کمثلہ شیء اور اس کی صفات بھی لیس کمثلہ شیء ہیں اور اسی طرح کے صفات ذاتیہ ہیں کسی انبیاء واولیاء عظام کو شریک کرنا یا ویسا ہی سمجھنا اور اس پر اعتقاد کرنا صریح کفر ہے......اگر کوئی یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ مشائخ کی ارواح حاضر وناظر ہوتی ہیں اور ہر چیز جانتی ہے اس کا کیا حکم ہے تو ایسا شخص کافر ہے''۔(انوار شریعت ج2 ص239)

جہاں تک مندرجہ بالا آیت کا تعلق ہے تو اس میں ''شھید'' سے مراد گواہ ہیں جیسا کہ بخاری میں آتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پچھلی امتوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے انبیاء نے ان تک رب کا پیغام پہنچا دیا تھا۔قرآن کریم میں تمام امت کیلئے شھید کا لفظ موجود ہے:

لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْداً

تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو

پس جس طرح یہاں پوری امت کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا ثابت نہیں ہوتا اسی طرح شہید کے لفظ سے حضور ﷺ کیلئے بھی حاضر وناظر ہونا ثابت نہیں ہوسکتا مزید تفصیل کیلئے امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ کی کتاب ''آنکھوں کی ٹھنڈک'' کا مطالعہ کریں۔اہل بدعت حضرات بھی عجیب گمراہی میں ہیں ایک طرف تو انبیاء،اولیاء بلکہ شیطان تک کو ہر جگہ حاضر وناظر مانتے ہیں مگر دوسری طرف اللہ تعالی کو حاضر وناظر سمجھنا بے دینی وگمراہی لکھتے ہیں۔(جاء الحق،ص 161,162 از احمد یار گجراتی) معاذ اللہ۔خدا اس قوم کو ہدایت دے۔بہت ہی گمراہ فرقہ ہے ان سے دور رہیں۔

{عبارت}: فصل بدانکہ افعال مقاربہ چار است عسی و کاد و کرب و اوشک و این افعال در جملہ اسمیہ روند چون کان اسم را بر رفع کند و خبر را بنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با ان چون عسی زید ان یخرج یا بے ان چون عسی زید یخرج و شاید کہ فعل مضارع با ان فاعل عسی باشد و احتیاج بخبر نیفتد چون عسی ان یخرج زید در محل رفع بمعنی مصدر۔

ترجمہ: فصل تو جان کہ افعال مقاربہ چار ہیں: عَسٰی اور کَادَ اور کَرُبَ اور اَوْشَکَ، اور یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں کان کی طرح اسم کو رفع دیتے ہیں اور خبر کو نصب، مگر یہ کہ ان کی خبر فعل مضارع اَنْ کے ساتھ ہو جیسے عَسٰی زَیْد" اَنْ یَّخْرُجَ یا اَنْ کے بغیر ہو جیسے عَسٰی زَیْد" یَخْرُجُ، اور ہوسکتا ہے کہ فعل مضارع ان کے ساتھ عَسٰی کا فاعل ہو اور خبر کی ضرورت باقی نہ رہے جیسے عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْد" رفع کی جگہ میں مصدر کے معنی میں ہے۔

{تشریح}: اس فصل میں مصنفؒ افعال مقاربہ کو بیان کریں گے۔

{افعال مقاربہ کی تعریف}: وہ افعال ہے جو یہ بتلانے کیلئے وضع کئے گئے ہوں کہ خبر کا موصول فاعل کیلئے قریب ہے۔ یعنی ان کی خبر ان کے اسم کیلئے عنقریب ثابت ہونے والی ہے۔

{تعداد افعال مقاربہ}: یہ کل نو (۹) ہیں مصنفؒ نے صرف چار کا ذکر کیا ان کی مشہوریت کی بناء پر اور وہ نو (۹) یہ ہیں:

(۱) عَسٰی (۲) کَادَ (۳) کَرُبَ (۴) اَوْشَکَ (۵) طَفِقَ (۶) اَخَذَ (۷) جَعَلَ (۸) اِخْلَوْلَقَ (۹) حَرٰی۔ آخر کے یہ تینوں شروع کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

{معانی افعال مقاربہ}:

{(۱) کاد (۲) کرب (۳) اوشک}: یہ اس معنی پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر اسم کیلئے عنقریب ثابت ہونے والی ہے۔ کَادَ زَیْد" اَنْ یَّخْرُجَ (زید نکلنے والا ہے)

{(۴) عَسٰی (۵) اخلولق (۶) حری}: اس میں متکلم کو خبر ہونے کی توقع و امید ہوتی

ہے اور یہ از قبیل انشاء ہونگے۔ عَسٰی زَیْد" اَنْ یَّخْرُجَ (امید ہے کہ زید نکلنے والا ہے)

{(۷) طفق (۸) اخذ (۹) جعل}: اس میں خبر کے حصول کا یقین تو ہوتا ہے مگر متکلم یہ بتانا چاہتا ہے کہ فاعل نے تحصیل خبر کیلئے کوشش شروع کر دی ہے۔

{عمل افعال مقاربہ}: ان کا عمل بھی کان اور اس کے اخوات کی طرح ہے کہ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ ان افعال کی خبر فعل مضارع اَنْ کے ساتھ ہوتی ہے یا بغیر اَنْ کے ساتھ۔ جیسی عَسٰی زَیْد" اَنْ یَّخْرُجَ، عَسٰی زَیْد" یَخْرُجُ۔

کبھی کبھار عسی کا فاعل فعل مضارع با اَنْ ہوتا ہے اس صورت میں عسی کو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی اس عسی کو عسی تامہ کہتے ہیں جیسے عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْد" یہاں اس کا فاعل محل رفع میں ہے مگر مصدر کے معنی میں ہے اور مصدر اسم میں ہوتا ہے لہذا مسند الیہ ہو کر اسم ہوا نہ کہ فعل مضارع۔

فائدہ: یہ تمام افعال جامد اور غیر متصرف ہیں صرف فعل ماضی آتا ہے البتہ کاد اور اوشک ان کا مضارع بھی مستعمل ہوتا ہے۔

تمرین

(۱) عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً (۲) یُوْشِکُ اَنْ یَّأْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ (۳) فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاتِیَ بِالْفَتْحِ (۴) یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْئُ (۵) طَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْھِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ (۶) عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ (۷) عَسٰی اَنْ تُکْرِھُوْا شَیْئاً (۸) یُوْشِکُ زَیْد" اَنْ یَّجِیْئَ (۹) اَوْشَکَ الْمَطَرُ اَنْ یَّنْقَطِعَ (۱۰) فَعَسٰی رَبِّیْ اَنْ یُّؤْتِیَنِ خَیْراً مِّنْ جَنَّتِکَ (۱۱) یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ (۱۲) فَذَبَحُوْھَا وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ (۱۳) مَا کِدْتُّ اَنْ اُصَلِّیَ الْعَصْرَ حَتّٰی کَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغْرِبَ (۱۴) اِخْلَوْلَقَ الْمُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَنْ یَّنْتَصِرَ (۱۵) اِذَا اَخْرَجَ یَدَہٗ لَمْ یَکَدْ یَرَاھَا (۱۶) یُوْشِکُ الْفُرَاتُ اَنْ یَّحْسِرَ عَنْ کَنْزٍ مِّنْ ذَھَبٍ فَمَنْ

حَضَرَ فَلاَ یَأْخُذُ مِنْهُ شَیْأً (۱۷) فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحاً فَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِیْنَ (۱۸) وَ اِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ (۱۹) وَ اِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَکَ عَنِ الَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ (۲۰) مَنْ وَقَعَ فِیْ الشُّبْهَاتِ وَقَعَ فِیْ الْحَرَامِ کَالرَّاعِیْ یَرْعٰی حَوْلَ الْحِمٰی یُوْشِکُ اَنْ یَّرْتَعَ فِیْہِ۔

{عبارت}: فصل بدانکہ افعال مدح وذم چہارست نعم وحبذا برائے مدح وبئس وساء برائے ذم وہرچہ مابعد فاعل باشد آن رامخصوص بالمدح یامخصوص بالذم گویند وشرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چون نعم الرجل زید یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد چون نعم صاحب القوم زید یا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ چون نعم رجلا زید فاعل نعم ھوست مستتر درنعم ورجلا منصوب ست برتمیز۔ زیراکہ ھومبہم ست وحبذا زید حب فعل مدح ست وذا فاعل اووزید مخصوص بالمدح وہمچنیں بئس الرجل زید وساء الرجل عمرو۔

ترجمہ: فصل تو جان کہ افعال مدح اور ذم چار ہیں، نِعْمَ اور حَبَّذَا مدح کیلئے اور بِئْسَ اور سَاءَ ذم کیلئے۔ اور جو کچھ ان کے فاعل کے بعد ہوگا اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں اور شرط یہ ہے کہ فاعل معرف باللام ہو جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْد" یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْد" یا ایسی ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو جیسے نِعْمَ رَجُلاً زَیْد"۔ نعم کا فاعل ھو جو نعم میں پوشیدہ ہے اور رجلا منصوب ہے تمیز کی بناء پر، کیونکہ ھو مبہم ہے اور حَبَّذَا زَیْد"، حَبَّ فعل مدح ہے اور ذا اس کا فاعل ہے اور زید مخصوص بالمدح ہے اسی طرح بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْد" وَ سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرو"۔

{تشریح}: اس فصل میں مصنفؒ افعال مدح وذم کو بیان کرر ہے ہیں۔

{تعریف افعال مدح و ذم}: وہ افعال ہیں جو انشاء مدح وذم کیلئے وضع کئے گئے ہیں یعنی ان سے کسی کی مدح (تعریف) یا مذمت (برائی) بیان کی جاتی ہے۔

{تعداد افعال مدح و ذم}: یہ کل چار ہیں (۱) نِعْمَ (۲) حَبَّذَا یہ مدح کیلئے آتے ہیں اور

(۳) بِئْسَ (۴) سَاءَ یہ ذم کیلئے آتے ہیں۔ اور اس کے فاعل کے بعد جو اسم ہوتا ہے اس کو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں۔ یعنی جس کی مدح یا ذم بیان کرنی مقصود ہو۔

{شرائط ثلاثہ}: ان کے عمل کیلئے تین شرائط ہیں:

(۱) یہ کہ ان کا فاعل معرف باللام ہو جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْد" (زید اچھا آدمی ہے)

(۲) یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْد" (اچھا ساتھی ہے قوم کا زید)

(۳) یا پھر اس میں ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ آرہی ہو جیسے نِعْمَ رَجُلاً زَیْد"۔ یہاں نعم کا فاعل ھو ہے جو پوشیدہ ہے اور رجلا منصوب ہے تمیز کی بنا پر اس لئے کہ ھو مبہم ہے۔ نِعْمَ رَجُلاً زَیْد" (اچھا آدمی ہے زید مرد ہونے کے اعتبار سے)

اور حبذا میں حب فعل مدح ہے ذا اس کا فاعل ہے یاد رہے کہ اس کا فاعل ہمیشہ ذا ہی آتا ہے شرائط ثلاثہ اس کے علاوہ بقیہ تین کیلئے ہیں، اور زید مخصوص بالمدح ہے۔

{ترکیب}: نعم الرجل زید۔ نعم فعل مدح الرجل اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر خبر مقدم اور زید مخصوص بالمدح مبتداء موخر۔ خبر مقدم مبتداء موخر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔ باقی کو بھی اسی پر قیاس کرلو۔ اس کے علاوہ تین ترکیبیں اور بھی ہیں۔

فائدہ: کبھی مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم محذوف ہوتا ہے جیسے نِعْمَ الْعَبْدُ اَنَّهٗ اَوَّاب" کہ اصل میں نِعْمَ الْعَبْدُ اَیُّوبُ اَنَّهٗ اَوَّاب" تھا۔

فائدہ: یہ افعال غیر متصرف ہیں نیز معنی مصدر یہ اور زمانہ سے خالی ہو کر صرف انشاء والا معنی دیتے ہیں۔

{عبارت}: فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول ما افعلہ چون ما احسن زیدا چہ نیکو است زید تقدیرش ای شیء احسن زیدا ما بمعنی ای شیء است در محل رفع بابتداء و احسن در محل رفع خبر مبتداء و فاعل احسن ھو ست درو مستتر و زیدا مفعول بہ دوم افعل بہ

چون احسن بزید احسن صیغہ امر ست بمعنی خبر تقدیرش احسن زید' ای صار ذا حسن و با زائدہ است۔

ترجمہ: تو جان کہ افعال تعجب کے دو صیغے ہر ثلاثی مجرد کے مصدر سے ہوتے ہیں۔ پہلا مَا اَفْعَلَهُ جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْداً کیا ہی اچھا ہے زید اس کی تقدیر اَیُّ شَیْئٍ اَحْسَنَ زَیْداً ہے ،ما ،ای شیء کے معنی میں ہے اور مبتدا ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے اور احسن مبتداء کی خبر ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے،اور احسن کا فاعل ھو ہے جو اس میں پوشیدہ ہے اور زیدامفعول بہ ہے۔دوسرا اَفْعِلْ بِهٖ جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ،احسن امر کا صیغہ ہے خبر کے معنی میں اس کی تقدیر اَحْسَنَ زَیْد'' ہے یعنی صَارَ ذَا حُسْنٍ اور با زائدہ ہے۔

{**تشریح:**} اس فصل میں مصنفؒ افعال تعجب کو بیان کرتے ہیں۔

{**تعریف افعال تعجب**}: وہ افعال ہیں جو انشاء تعجب کیلئے وضع کئے گئے ہوں۔

{**تعداد افعال تعجب**}: ویسے تو اس کیلئے کافی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے قرآن میں ہے کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ (البقرۃ،۲۸) یا حدیث میں ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجِسُ حَیّاً وَّ لَا مَیِّتاً اسی طرح کسی کے قول کی تعریف کرتے ہوئے بطور تعجب اہل عرب کہتے ہیں لِلّٰهِ دُرُّهٗ مگر نحو میں اس کیلئے دو صیغے ہیں جو کہ ہر ثلاثی مجرد کے مصدر سے ہوتے ہیں۔ اول مَا اَفْعَلَهُ ہے جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْداً! یہاں ما، اَیُّ شَیْءٍ کے معنی میں ہے اور یہ مقام رفع پر ہے مبتداء ہونے کی وجہ سے اور احسن بھی مرفوع ہے خبر ہونے کی وجہ سے اور احسن کا فاعل ھو ہے جو کہ اسی میں پوشید ہے اور زیدا اس کا مفعول بہ ہے۔

{ما میں علماء کا اختلاف}

سیبویہ کے نزدیک ما بمعنی شیء نکرہ تامہ مبتداء ہے۔

فراء کے نزدیک ما استفہامیہ ہے۔

اخفش کے نزدیک مانکرہ موصوفہ ہے مابعد جملہ صفت ہے یا نکرہ معرفہ ہے مابعد جملہ صلہ ہے اس صورت میں خبر محذوف ماننا پڑے گی یعنی شَیئٌ'' حَسَّنَ زَیْداً عَظِیْم'' اور اَلَّذِیْ حَسَّنَ زَیْداًشَیئٌ'' عَظِیْم''۔(شرح قطرالندی)

{اسم وفعل ہونے میں اختلاف ہے}

کوفیوں کے نزدیک افعل یہ اسم ہے کہ اس کی تصغیر آتی ہے جیسے اُحَیْسِنَهٗ۔جبکہ بصریوں کے نزدیک یہ فعل ماضی ہے کیونکہ مبنی بر فتح ہوتا ہے اگر اسم ہوتا تو خبر ہونے کی بنا پر مرفوع ہوتا۔نیز اس پر یا متکلم کی صورت میں نون وقایہ کا داخل ہوتا ہے جیسے مَااَفْقَرَنِیْ اِلٰی عَفْوِ اللّٰہِ اور یہ فعل کی علامت ہے جہاں تک تصغیر کا تعلق ہے تو وہ شاذ ہے۔

دوم: اَفْعِلْ بِہٖ جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ اس میں احسن امر کا صیغہ ہے بمعنی خبر اس کی اصل عبارت یوں ہے اَحْسَنَ زَیْد''یعنی صَارَ ذَا حُسْنٍ وہ حسن والا ہو گیا۔اور اس میں یہ با زائدہ ہے۔کیونکہ امر کے بعد اسم ظاہر پر رفع پڑھنا قبیح تھا اس لئے اس پر با زائدہ داخل کر دیا چنانچہ یہ اُمْرُرْ بِزَیْدٍ کے مشابہ ہو گیا۔

{ترکیب}: مَا اَحْسَنَ زَیْداً ما بمعنی اَیُّ شَیْئٍ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتداء احسن فعل بفاعل زیدا مفعول بہ فعل، فاعل مفعول مل کر خبر۔مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ انشائیہ تعجبیہ ہوا ۔ترجمہ کس چیز نے زید کو حسن والا کر دیا۔

اَحْسِنْ بِزَیْدٍ ،احسن صیغہ امر بمعنی فعل ماضی با زائدہ زید لفظا مجرور محلا مرفوع فاعل،فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ تعجبیہ۔

فائدہ: قرینہ کی صورت میں معتجب بہ کو حذف کرنا جائز ہے جیسے اَسْمِعْ بِھِمْ وَ اَبْصِرْ

{افعال تعجب کیلئے شرائط}:

پانچ ہیں:

(۱) کہ افعال تعجب فعل ہوں غیر فعل سے افعال تعجب بنانا جائز نہیں۔

(۲) فعل بھی ثلاثی ہو البتہ بعض نے رباعی سے بنانے کے جواز کا قول بھی کیا ہے۔
(۳) معنی کی زیادتی پر دلالت کرتا ہو چنانچہ مات وغیرہ ابواب سے بنانا جائز نہیں۔
(۴) فعل مجہول سے بنانا جائز نہیں۔
(۵) مثبت ہوں منفی نہ ہوں۔

تمرین

مندرجہ ذیل میں افعال مدح و ذم اور تعجب کی پہچان کرکے ترکیب کرو اور جہاں مخصوص المدح محذوف ہے اس کی بھی وضاحت کرو

(۱) فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ (۲) نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْ بَکْرٍ (۳) بِئْسَ الرَّجُلُ اَبُوْ لَهَبٍ (۴) وَالْاَرْضُ فَرَشْناهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ (۵) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ (۶) سَاءَ مَثَلاَنِ الْقَوْمِ الذین کذبو بآیاتنا (۷) حَبَّذَا اَرْضَ الْبَقِیْعِ اَرْضاً (۸) نِعْمَتِ الْمَرْأَۃُ هِنْد" (۹) نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ (۱۰) بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَکِرُ (۱۱) نِعْمَ رَجُلاً شَاکِراً (۱۲) مَنْ تَوَضَاءَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَنِعِمَّتْ وَ مَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ (۱۳) سَاءَ الرَّجُلُ تَارِکُ الصَّلٰوۃِ (۱۴) حَبَّذَا زَیْد" رَاکِباً (۱۵) بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْد" طَغٰی (۱۶) بِئْسَ الْعَالِمُ غَیْرُ عَامِلٍ عَلٰی عِلْمِهٖ (۱۷) بِئْسَ الْمِهَادُ جَهَنَّمَ (۱۸) اَنَّهَا سَائَتْ مُسْتَقَرّاً وَّ مَقَاماً (۱۹) مَا اَجْمَلَ بَکْراً (۲۰) اَجْمِلْ بِجَعْفَرَ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب سوم

درعمل اسماء عاملہ وآں یازدہ قسم ست

تیسرا باب اسماء کے عمل کے بیان میں اور وہ گیارہ قسم پر ہیں

{عبارت}: اول اسماء شرطیہ بمعنی ان وآن نہ است من وما واین ومتی وای وانی واذ ما وحیثما ومھما فعل مضارع را بجزم کنند چون من تضرب اضرب وما تفعل افعل واین تجلس اجلس ومتی تقم اقم و

ای شیء تا کل اکل وانی تکتب اکتب واذما تسافر اسافر وحیثما تقصد اقصد ومھما تقعد اقعد۔

ترجمہ: پہلی قسم اسماء شرطیہ جو اِنْ کے معنی میں ہے اور وہ نو ہیں: مَنْ و مَا و اَیْنَ و مَتٰی و اَیُّ و اَنّٰی و اِذْمَا و حَیْثُمَا و مَھْمَا، یہ فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں جیسے مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ و مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ و اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ و مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ و اَیُّ شَیْئٍ تَأْکُلْ اٰکُلْ و اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ و اِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ و حَیْثُمَا تَقْصُدْ اَقْصُدْ و مَھْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ

{**تشریح**}: اسماء عاملہ کی گیارہ قسموں میں سے پہلی قسم ''اسماء شرطیہ'' کے بیان میں ہے۔ ان کو کلم المجازات بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ کلمات جزاء کو چاہتے ہیں۔ یہ تمام کلمات اِنْ کے معنی میں ہیں۔ اور ان کی تعداد نو ہے جو اِنْ شرطیہ کے معنی پر شامل ہونے کی وجہ سے مضارع کو جزم دیتے ہیں اور ہمیشہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ پہلا جملہ شرط اور دوسرا جزاء ہوتا ہے۔

جیسے مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ (جس شخص کو تو مارے گا میں بھی ماروں گا) مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ (جو کچھ تو کرے گا میں بھی کروں گا) اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا) مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ (جس جگہ تو کھڑا ہوگا میں بھی کھڑا ہوں گا) اَیُّ شَیْئٍ تَأْکُلْ اٰکُلْ جس چیز کو تو کھائے گا میں بھی کھاؤں گا) اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ (جہاں تو لکھے گا میں بھی لکھوں گا) اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ (جب تو سفر کرے گا میں بھی کروں گا) حَیْثُمَا تَقْصُدْ اَقْصُد (جہاں تو قصد کرے گا میں بھی کروں گا) مَھْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ (جب تو بیٹھے گا میں بھی بیٹھوں گا)۔

{**معانی اسماء شرطیہ**}:

{ان، ما}: یہ محض شرط کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

{من}: یہ ذوی العقول پر دلالت کرتے ہوئے معنی شرط کو متضمن ہے۔

{ما، مھما}: یہ غیر ذوی العقول پر دلالت کرتے ہوئے معنی شرط کو متضمن ہے۔

{متی، ایان}: زمانہ کیلئے وضع ہیں۔

{این، انی، حیث ما}: مکان کے معنی پر دلالت کرتے ہوئے معنی شرط کو متضمن ہیں۔

{ای}: یہ اپنے مضاف الیہ کے تابع ہے اور ماقبل کے تمام معنی کو متضمن ہے۔

{ان اسماء کا ترکیبی ضابطہ}: من اور ما کے بعد فعل متعدی ہو مگر مفعول بہ مذکور نہ ہو تو یہ مابعد فعل کیلئے مفعول بہ بنیں گے جیسی مَنْ تَضرِبْ اَضْرِب ۔من مفعول بہ مقدم، تضرب فعل ،انت ضمیر درو مستتر مرفوع متصل فاعل، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر شرط، اضرب فعل انا ضمیر فاعل، فعل فاعل مل کر جزا، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ۔

اور اگر اس کے بعد فعل لازم ہو یا متعدی ہو مگر مفعول بہ مذکور ہوں تو یہ مبتداء بنیں گے اور شرط وجزاء والے فعل مل کر خبر بنیں گے۔

ای مضاف الیہ کا تابع ہوگا اگر مضاف الیہ مصدر ہو تو مفعول مطلق جیسے اَیَّ مُنْقَلِبٍ یَنْقَلِبُوْنَ، اگر مضاف الیہ ظرف زمان اومکان ہو تو مفعول فیہ جیسے اَیَّ وَقْتٍ تَکْتُبْ اَکْتُبْ ،اَیَّ مَکَانٍ تَجْلِسْ اَجْلِسْ ،بصورت دیگر مفعول بہ جیسے اَیَّ شَیْءٍ تَطْلُبْ اَطْلُبْ۔ یاد رہے کہ کبھی کبھی ای کے مضاف الیہ کو حذف کردیا جاتا ہے اس کی جگہ ای پر تنوین آتی ہے۔ نیز اس پر کبھی حرف جر بھی داخل ہوجاتا ہے۔

باقی کے چھ اسماء اکثر مفعول فیہ واقع ہوتے ہیں۔

تمرین

(۱) اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (۲) اِنْ تَنْصُرُوْا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (۳) مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہُ (۴) مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِداً بَنَی اللّٰہُ لَهُ بَیْتاً فِی الْجَنَّةِ (۵) مَاتُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ (۶) اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یَأْتِ بِکُمُ اللّٰہُ (۷) حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهُ (۸) اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ (۹) اَنّٰی لَکِ هٰذَا (۱۰) مَتٰی تُسَافِرْ اُسَافِرْ (۱۱) اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ (۱۲) مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ اٰیَةٍ لِتَسْحَرَنَا فَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ (۱۳) اَیّاً مَا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (۱۴) وَ مَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْراً عَظِیْماً (۱۵) حَیْثُمَا تَذْهَبْ اَذْهَبْ (۱۶) اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُ لَا یَأْتِ بِخَیْرٍ (۱۷) حَیْثُمَا یَذْهَبِ الْعَالِمُ یَحْتَرِمْهُ النَّاسُ (۱۸)

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْاِسْلَامِ (۱۹)اَیَّ یَوْمٍ تَصُمْ اَصُمْ (۲۰)بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

اھل بدعت کی تعظیم اور بدعت کی تعریف

مثال نمبر 18 جملہ شرطیہ کی ہے جس پر من حرف شرط داخل ہے اور جزا پر فا ہے کیونکہ فعل ماضی ہے اور شروع میں قد داخل ہے۔اس سے ایک مسئلہ بھی متعلق ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کوڈھانے میں مدد کی اس حدیث سے بدعتی کی تعظیم وتوقیر کرنے پر سخت وعید وارد ہے کیونکہ بدعتی اسلام کا دشمن ہے وہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات و دین اسلام کو نامکمل سمجھتا ہے لہذا شریعت نے اس کی تعظیم سے منع کیا ہے۔ بدعت کی آسان تعریف یہ ہے کہ کسی دینی کام کے کرنے کی وجہ نبی اکرم ﷺ،صحابہ،تابعین کے زمانے میں موجود ہے اوراس پر ممانعت بھی نہ ہو پھر بھی ان حضرات نے وہ کام نہیں کیا تو اب اگر کوئی اس کو کرے گا تو وہ بدعت شمار ہوگی مثلا بدعتیوں کے ہاں جشن عید میلاد النبی ﷺ کے کرنے کی وجہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی ہے اب یہ وجہ خود حضور ﷺ اور صحابہ کے دور میں بھی موجود تھی اور قرآن وحدیث میں کہیں صراحتا اس کی ممانعت بھی نہیں مگر اس کے باوجود نہ تو نبی اکرم ﷺ نہ ہی صحابہ نہ ہی تابعین نے اس میلاد کو منایا لہذا اب جو کوئی اس کو منائے گا وہ بدعتی اور گناہ گار ہوگا اسی پر دیگر بدعات مثلا اذان سے پہلے صلوۃ وسلام، تیجہ، چالیسواں ،عرس، پختہ قبور،مزارات، وغیرہ کو قیاس کرلو۔

اہل بدعت ان کو بدعۃ حسنہ کہتے ہیں شریعت میں کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **کل بدعة ضلالة** ہر بدعت گمراہی ہے جب ہر بدعت گمراہی ہے تو وہ حسنہ کیسے ہوگئی؟ یہ تو ایسے ہوگیا کہ جیسے ایک چوری سیئہ بری ہے ایک حسنہ اچھی ہے کیا یہ بے وقوفی نہیں؟ امام مالک فرماتے ہیں کہ **مَنِ ابْتَدَعَ فِی الْاِسْلَامِ بِدْعَةً یَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ** ﷺ **خَانَ الرِّسَالَةَ (الاعتصام للشاطبی)** جس نے کوئی بدعت ایجاد کی پھر اسے حسنہ سمجھا تو گویا اس نے یہ گمان کرلیا کہ نبی اکرم ﷺ نے رسالت میں خیانت کی

۔معاذ اللہ اس لئے کہ جب اللہ اعلان کر چکا ہے کہ **الیوم اکملت لکم دینکم** الآیۃ کہ میں نے دین مکمل کر لیا تو آج اگر کوئی بات ہم دین سمجھ کر ایجاد کر رہے ہیں تو اس کا یہی مطلب ہے کہ حضور ﷺ نے دین کے اس مسئلہ کو ہم سے چھپایا ہوا تھا آج ہمیں پتہ چلا معاذ اللہ۔شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ بدعت ہے۔ایک حدیث میں بدعتی کی تعظیم یا اس کو پناہ دینے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت وارد ہے۔حدیث میں ہے کہ بدعتی کا نہ نفل قبول ہے نہ فرض جب تک اپنی بدعت سے توبہ نہ کر لے۔پیارے بچوں ہمارے تمام اکابر کا اس پر اتفاق ہے کہ پاک و ہند میں بریلوی فرقہ بدعتی فرقہ ہے لہذا خود بھی بدعت سے پرہیز کریں ان سے بھی دور رہیں اور دیگر لوگوں کو بھی ان سے دور رکھیں اور ان کی تعظیم و توقیر ہرگز نہ کریں۔

مزید تفصیل کیلئے امام اہل السنۃ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ کی کتاب ''راہ سنت'' کا مطالعہ کریں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: دوم اسماء افعال بمعنی ماضی چون ھیھات و شتان و سرعان اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند، چون ھیھات یوم العید ای بعد۔سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چون روید و بلہ و حیھل و علیک و دونک و ھا اسم را بنصب کنند بنا بر مفعولیت چون روید زیدا ای امھلہ

ترجمہ: دوسری (قسم) وہ اسمائے افعال ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں ہیں جیسے ھَیْھَاتَ،

~~شَتَّانَ ، سَرْعَانَ یہ اسم کو فاعل کی بناء پر رفع دیتے ہیں جیسے ھَیْھَاتَ یَوْمُ الْعِیْدِ اَیْ بَعُدَ۔~~

تیسری (قسم) وہ اسمائے افعال جو امر حاضر کے معنی میں ہیں جیسے رُوَیْدَ و بَلْهُ و حَیَّھَلْ و عَلَیْکَ و دُوْنَکَ و ھَا **(اپنے) اسم کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں جیسے** رُوَیْدَ زَیْداً اَیْ اَمْھِلْهُ۔

{**تشریح**}: نحاۃ کا اصول ہے کہ جب ایک شیء دوسرے شیء کے معنی کو متضمن ہو البتہ احکام لفظیہ میں متحد نہ ہو بلکہ اختلاف پایا جائے تو اس کا نام دوسرے شیء والا رکھ دیتے ہیں البتہ اس نام کے شروع میں اسم بڑھا دیتے ہیں۔ چونکہ یہ افعال بھی فعل کے معنی میں متضمن تھے مگر الفاظ میں اختلاف تھا اس لئے ان کو فعل والا نام دے کر شروع میں اسم بڑھا دیا گیا۔ ~~ان اسماء کا فائدہ یہ ہے کہ یہ اسماء اختصار حاصل کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں~~ چنانچہ روید واحد تثنیہ جمع سب کیلئے استعمال ہوتا ہے بخلاف امھل وغیرہ۔ ایسے افعال جو فعل کے معنی میں ہیں تو وہ دو قسم پر ہے: (۱) بمعنی فعل ماضی (۲) بمعنی امر حاضر۔

{اسماء عاملہ بمعنی ماضی}

یہ اسماء عاملہ میں سے دوسری قسم ہیں جو فعل ماضی کے معنی میں آتے ہیں یعنی لفظا تو اسم ہیں مگر معنی فعل ماضی والا دیتے ہیں۔ چونکہ فعل کے بعد فاعل درکار ہے لہذا یہ بھی اپنے مابعد اسم کو فاعل ہونے کی بناء پر رفع دیتے ہیں۔ مثال عبارت میں موجود ہے۔

{معنی ایں الفاظ}: ھَیْھَاتَ بَعُدَ یعنی دور ہو گیا کے معنی میں ہے۔ شَتَّانَ اِفْتَرَقَ کے معنی میں ہے یعنی جدا ہو گئے۔ سَرْعَانَ سَرُعَ کے معنی میں ہے یعنی جلدی۔ جیسے ھَیْھَاتَ یَوْمُ الْعِیْدِ عید کا دن دور ہو گیا۔ شَتَّانَ زَیْد" وَّ عَمْر و" زید اور عمر جدا ہو گئے سَرْعَانَ خَالِد" خالد نے جلدی کی۔

فائدہ: شتان کا فاعل ہمیشہ دو ہوں گے جیسے شتان زید و عمرو نیز شَتَّانَ بَیْنَ زَیْدٍ وَّ عَمْرٍو کی ترکیب درست نہیں کیونکہ یہاں یہ مفعول بن رہے ہیں۔ کبھی کبھی شتان کے بعد

ما زائدہ بھی ہوتا ہے۔ نیز یہ افتراق شدید کے معنی میں آتا ہے۔

{ترکیب}: هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ، هيهات بمعنی بَعُدَ فعل ماضی یوم العید مرکب اضافی ہوکر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اسمائے عاملہ بمعنی امر حاضر

یہ اسمائے عاملہ میں سے تیسری قسم ہیں جو امر حاضر کے معنی میں ہوتے ہیں اور چونکہ اس میں ضمیر مستتر ان کا فاعل ہوتی ہے لہذا ما بعد اسم کو نصب دیتے ہیں بر بناء مفعولیت مثال عبارت میں موجود ہے۔۔

{معانی ایں اسمائ}: عَلَيْكَ اَلْزِمْ کے معنی میں ہے۔ رُوَيْدَ بمعنی اَمْهِلْ۔ حَيَّهَلْ بمعنی اِئْتِ و اَسْرِعْ، دُوْنَكَ خذ یعنی لے کے معنی میں ہے، ھا بمعنی خذ برائے تنبیہ کیلئے۔ بَلْهَ دَعْ یعنی چھوڑ دے کے معنی میں ہے۔ هَلُمَّ بمعنی ائت یا اقرب کے ہے۔

فائدہ:

(۱) اسماء افعال علامات تذکیر و تانیث، جمع و تثنیہ قبول نہیں کرتے۔

(۲) یہ اسماء مضاف نہیں ہوتے جس طرح فعل مضاف نہیں ہوتا۔

(۳) فعل کا معمول اس پر مقدم ہوتا ہے مگر ان اسماء پر ان کا معمول مقدم نہیں ہوگا اس لئے کہ حقیقۃً فعل نہیں عامل ضعیف ہیں۔ بالفرض ایسا کہیں ہوا ہو تو اس کی تاویل کی جائے گی۔

فائدہ: رُوَيْدَ اگر کبھی منصوب نظر آئے تو وہاں فعل کے معنی میں نہ ہوگا بلکہ معرب ہوکر صفت یا حال ہوگا جیسے سَارُوْا سَيْراً رُوَيْداً وَسَارُوْا رُوَيْداً۔ فَمَهِّلِ الْكَافِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْداً

فائدہ: حیھل یہ مرکب ہے حی اور ھل سے کبھی بغیر ھل کے بھی استعمال ہوتا ہے۔

تمرین

ترکیب و ترجمہ کرو

(۱) مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ الصَّوْمَ (۲) حَيَّهَل الصَّلٰوةَ (۳) هَلُمَّ خَيْراً (۴) حَيَّهَلِ

الثَّرِیْدَ(۵) هَیْهَاتَ یَوْمُ الْعُطْلَةِ (۶) اِذَا ذُکِرَ الصَّالِحُوْنَ فَحَیَّهَلْ بِعُمَرَ(۷)عَلَیْکَ جَلِیْسَ الْخَیْرِ(۸) حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ (۹)رُوَیْدَ زَیْداً وَ بَلْهَ عُمَرَ(۱۰)هَلُمَّ شُهَدَآئَکُمْ(۱۱)هَیْهَاتَ لَا یَأْتِی الزَّمَانُ بِمِثْلِهٖ فَاِنَّ الزَّمَانَ بِمِثْلِهٖ یَبْخُلُ(۱۲)هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ(۱۳)شَتَّانَ الْمُنْصِفُ وَالْبَاغِیْ(۱۴) شَتَّانَ الصِّحَتُ وَالضِّعْفُ(۱۵)شَتَّانَ الْمُسْلِمُ وَالْکَافِرُ(۱۶)سَرْعَانَ النَّاسُ

{عبارت}: چہارم اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش ازو باشد وآن لفظ مبتداء باشد در لازم چون زید قائم ابوہ و در متعدی چون زید ضارب ابوہ عمروا یا موصوف چون مررت برجل ضارب ابوہ بکرا یا موصول چون جاءنی القائم ابوہ وجاءنی الضارب ابوہ عمروا یا ذوالحال چون جاءنی زید راکبا غلامہ فرسا یا ہمزہ استفہام چون اضارب زید عمروا یا حرف منفی چون ما قائم زید ہمان عمل کہ قام وضرب میکرد قائم وضارب میکند۔

ترجمہ: (اسماء افعال میں سے) چوتھی قسم اسم فاعل ہے جو حال یا استقبال کے معنی میں ہوکر فعل معروف کا عمل کرتا ہے بشرطیکہ اس نے اعتماد کیا ہو اس لفظ پر جو اس سے پہلے ہو اور وہ لفظ مبتداء ہوگا فعل لازم میں جیسے زَیْد" قَائِم" اَبُوْهُ **اور فعل متعدی میں جیسے** زَیْد" ضَارِب" اَبُوْهُ عَمْرواً **یا موصوف جیسے** مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِب" اَبُوْهُ بَکْرًا **یا موصول جیسے** جَاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْهُ **اور** جَاءَنِی الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرواً **یا ذوالحال جیسے** جَاءَنِی زَیْد" رَاکِباً غُلَامُهُ فَرَساً **یا ہمزہ استفہام جیسے** اَضَارِب" زَیْد" عَمْرواً **یا حرف نفی جیسے** مَاقَائِم" زَیْد" **جو عمل قام اور ضرب کرتے تھے وہی عمل قائم اور ضارب کرتے ہیں۔**

{تشریح}: اسماء افعال میں سے چوتھی قسم وہ اسم فاعل ہے جو حال یا استقبال کے معنی میں آتا ہے۔اسم فاعل اسے کہتے ہیں جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی

مصدری بطریق حدوث قائم ہو۔اوروہ فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے یعنی اگر فعل لازم ہے تو فاعل کو رفع دیگا اور متعدی ہو تو فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیگا۔لیکن اس کیلئے دوشرائط ہیں

(۱) حال یا استقبال کے معنی میں ہو چنانچہ زَیْد" ضَارِب" عَمْرواََمْس کہنا غلط ہے۔

(۲) بشرطیکہ اس کا اعتماد ایک ایسے لفظ پر ہو جو اس سے پہلے ہو اور وہ پہلا لفظ:

(۱) یا تو مبتداء ہوگا (۲) یا وہ لفظ موصوف بن رہا ہو اور اسم فاعل اس کی صفت (۳) یا اسم موصول آرہا ہو اور اسم فاعل اس کا صلہ یا (۴) ذوالحال آرہا ہو اور یہ اسکا حال واقع ہو رہا ہو (۵) یا ہمزہ استفہام کا آرہا ہو (۶) یا حرف نفی پہلے ہو۔سب کی امثلہ عبارت میں مذکور ہیں۔

{تراکیب}:

زَیْد" قَائِم" اَبُوْہ: زید مبتداء،قائم اسم فاعل شبہ فعل،ابو مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔ترجمہ: زید کا باپ کھڑا ہونے والا ہے۔

زَیْد" ضَارِب" اَبُوْہُ عَمْروا: ماقبل کی طرح ہوگی صرف عمروا کو مفعول بہ بنادو۔ترجمہ : زید کا باپ عمر کو مارنے والا ہے۔

مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِب" اَبُوْہُ بَکْرًا: مررت فعل فاعل ،باحرف جارہ رجل موصوف ضارب صفت ابوہ مرکب اضافی ہو کر شبہ فعل کا فاعل،عمروا مفعول بہ۔شبہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر موصوف کیلئے صفت موصوف صفت مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ظرف لغو مررت فعل کا فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ترجمہ: میں ایسے مرد کے پاس سے گزرا جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے۔

جَاءَنی الْقَائِمُ اَبُوْہُ: جاء فعل نون وقایہ کا یا ضمیر برائے متکلم منصوب متصل مفعول بہ مقدم ،ال بمعنی الذی اسم موصول قائم شبہ فعل ،ابوہ اس کا فاعل ،شبہ فعل اپنے فاعل سے مل کر موصول صلہ موصول مل کر فاعل موخر جاء کا فعل اپنے فاعل و مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

ترجمہ: آیا میرے پاس وہ شخص جس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے۔

جَاءَنِی الضَّارِبُ اَبُوْہُ عَمْروا: یہ شبہ فعل متعدی کی مثال ہے ترکیب ماقبل کی طرح ہوگی عمروا کو مفعول بہ بنادو۔ ترجمہ: آیا میرے پاس وہ شخص جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے۔

جَاءَنِی زَیْد" رَاکِباً غُلَامُہُ فَرَسا: جاء فعل نون وقایہ یا ضمیر متکلم منصوب متصل کی مفعول بہ مقدم زید ذوالحال راکبا اسم فاعل شبہ فعل غلامہ مرکب اضافی ہوکر اس کا فاعل فرسا مفعول بہ شبہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے مل کر ذوالحال کیلئے حال ذوالحال حال مل کر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔ ترجمہ: آیا میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا غلام گھوڑے پر سوار ہونے والا ہے۔

اَضَارِب" زَیْد" عَمْروا: ہمزہ برائے استفہام۔ آگے کی ترکیب جس طرح مبتداء میں کی تھی اسی طرح یہاں کرلو۔ ترجمہ: کیا زید عمرو کو مارنے والا ہے۔

مَاقَائِم" زَیْد" :ما حرف نفی۔ آگے کی ترکیب ماقبل کی طرح ہوگی۔ ترجمہ: زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: پنجم اسم مفعول بمعنی حال واستقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چون زید مضروب ابوہ وعمرو معطی غلامہ درھما وبکر معلوم ن ابنہ فاضلا وخالد مخبرن ابنہ عمروا فاضلا ہمان عمل کہ ضرب واعطی وعلم واخبر میکرد مضروب ومعطی ومعلوم ومخبر۔

ترجمہ: پانچویں قسم اسم مفعول جو حال یا استقبال کے معنی میں ہو فعل مجہول کا عمل کرتا ہے مذکورہ اعتماد کی شرط کے ساتھ جیسے زَیْد" مَضْرُوْب" اَبُوْہُ (زید کا باپ مارا جاتا ہے) ا

ورعَمرٌ" و مُعطی غُلامُہُ دِرْھماً (عمرو کے غلام کو ایک درہم دیا جاتا ہے) اور بَکرٌ "
مَعلُوم" نِ ابنُہُ فَاضِلاً (بکر کے بیٹے کو فاضل مانا جاتا ہے)اور خَالِد" مُخبِر" نِ اُبنُہُ
عَمرواً فَاضِلاً (خالد کے بیٹے کو خبر دی جاتی ہے کہ عمرو فاضل ہے)، جوعمل ضرب،
اعطی، علم، اخبر کرتے ہیں وہی عمل مضروب معطی معلوم مخبر کرتے ہیں۔

{تشریح}: یہاں سے اسماء عاملہ میں سے پانچویں قسم اسم مفعول کو بیان کرر ہے ہیں۔
اسم مفعول کہتے ہیں جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر معنی مصدری واقع ہو۔ یہ فعل
مجہول والا عمل کرتا ہے۔ یعنی نائب فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب دیتا ہے۔ اس کے عمل کیلئے
بھی اسم فاعل کی طرح دو شرطیں ہیں:

(۱) حال یا استقبال کے معنی میں ہو۔

(۲) اسم فاعل کی طرح یہ بھی اپنے ماقبل چھ چیزوں پر اعتماد کرکے عمل کرتا ہے۔

فائدہ: اگر اسم مفعول فعل متعدی بیک مفعول سے مشتق ہو تو اسم مفعول بھی متعدی بیک
مفعول ہوگا اور اور مفعول کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دے گا۔ اگر فعل متعدی بدو
مفعول سے مشتق ہو تو اسم مفعول بھی متعدی بدو مفعول ہوگا اول کو رفع ثانی کو نصب دیگا، اگر
فعل متعدی بسہ مفعول سے مشتق ہو تو اسم مفعول بھی متعدی بسہ مفعول ہوگا اول کو نائب فاعل
ہونے کی وجہ سے رفع دے گا اور باقی کے دو کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیگا۔

{ترکیب}: زَید" مَضرُوب" اَبُوہ: زید مبتداء مضروب اسم مفعول شبہ فعل ابوہ مرکب
اضافی ہو کر اس کا نائب فاعل مرفوع شبہ فعل اپنے نائب فاعل سے مل کر مبتداء کیلئے خبر
۔ مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

باقی تراکیب اسم فاعل میں حل کردی ہیں اس میں تھوڑا غور کرکے اسم مفعول کی
بقایا تراکیب بھی حل کرلو۔ دونوں شرائط کے مطابق امثلہ عبارت میں مذکور ہیں۔

فائدہ: فعل کی طرح اسم فاعل و مفعول پر اس کا معمول مقدم ہوسکتا ہے ھُوَ عَمرواً مُکرِم"

فائدہ : بعض اوقات ان چھ چیزوں میں سے کبھی حذف بھی ہوجاتا ہے جیسے مُھَیْمِن'' زَیْد'' عَمْرو اً اَمُ مُکْرِمُہٗ کہ اصل میں ام مھیمن زید عمروا ام مکرمہ ہو۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں سے اسم فاعل ومفعول کی پہچان کرو، ان کے معمولین کی پہچان کرو نیز یہ بھی بتاؤ کے شرائط ستہ میں سے کونسی حالت ہے۔ اور ترکیب وترجمہ کرنا نہ بھولنا، شرائط ستہ میں سے کہیں کچھ محذوف ہے تو اس کی بھی وضاحت کریں۔

(۱ (مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ ابْنُهٗ جَارِیَۃً (۲)جَاءَ نِیْ زَیْد'' ضَاحِکاً وَجْھُهٗ (۳)رَاَیْتَ الذَّاھِبَ غُلَامُهٗ (۴)اَذَاھِب'' اَخُوْکَ (۵)مَرَرْتُ بِرَجُلٍ کَرِیْمٍ اَخُوْهُ (۶)مَاقَائِم'' غُلَامُکَ (۷)زَیْد'' عَابِد'' اَبُوْهُ (۸)وَالَّذِیْنَ ھُمْ فَاعِلُوْنَ الزَّکٰوۃَ(۹)وَ اِنْ مِنْ قَرْیَۃٍ اِلاَّ نَحْنُ مُهْلِکُوْھَا(۱۰)وَ کَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ(۱۱)مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مَضْرُوْبٍ اَبُوْهُ (۱۲)مَرَرْتُ بِرَجُلٍ مُعْطیً غُلَامُهٗ دِرْھَماً (۱۳) جَاءَ نِیْ زَیْدُنِ الْمَضْرُوْبُ اَبُوْهُ (۱۴)جَاءَ نِیْ زَیْد'' مَضْرُوْباً اَبُوْهُ (۱۵)أَمَضْرُوْب'' زَیْد''(۱۶) مَا مَضْرُوْب'' زَیْد''(۱۷)اِنِّیْ مُسْتَنْقِذُ اُنَاس''وَّ مُسْتَنْقَذُ مِنِّیْ اُنَاس''(۱۸)مُخْتَلِف'' اَلْوَانُهٗ (۱۹)یَا طَالِعاً جَبلاً(۲۰) ھَلْ ھُنَّ کَاشِفَاتُ ضَرِّهٖ

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

{اعتراض}: استاذ محترم آپ نے تو پڑھایا ہے کہ اسم فاعل کے عمل کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو جبکہ تمرین میں ایک مثال دی گئی ہے سورہ کہف سے باسط ذراعیہ ہے یہ تو ماضی کا قصہ ہے؟۔

{جواب}: بہت خوب بیٹا آپ کے اشکال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سبق کو اچھی طرح سے سمجھ رہے ہیں اور غور وفکر بھی خوب کرتے ہیں دراصل قرآن کی اسی آیت سے امام کسائی کو مغالطہ ہوا اور انہوں نے کہا کہ اسم فاعل کیلئے حال یا استقبال کی شرط صحیح نہیں بلکہ ماضی کے

معنی میں بھی ہو تب بھی درست ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں اس لئے کہ یہ حکایۃ حال کے معنی میں ہے اور گو یا یبسط ذراعیه کی تاویل میں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ماقبل میں بھی اللہ نے مضارع کا صیغہ استعمال کیا و نقلبهم اگر یہ ماضی کے معنی میں ہوتا تو اللہ یوں فرماتا و قلبناهم۔ واللہ اعلم۔

{عبارت}: ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چون زید حسن غلامه ہمان عمل کہ حسن می کرد حسن میکند۔ ہفتم اسم تفصیل و استعمال او بر سہ وجہ است بہ من چون زید افضل من عمرو یا بالف ولام چون جاءنی زیدن الافضل یا باضافت چون زید افضل القوم و عمل او در فاعل باشد و آن ھو است فاعل افضل کہ درو مستتر است۔

ترجمہ: چھٹی قسم صفت مشبہ ہے جو اپنے فعل پر عمل کرتا ہے مذکورہ اعتماد کی شرط کے ساتھ جیسے زَیْد "حَسَن" غُلَامُہٗ جو عمل حَسَنَ کرتا ہے وہی عمل حسن کرتا ہے۔ ساتویں قسم اسم تفضیل اور اس کا استعمال تین طریقوں پر ہے۔ مِنْ کے ساتھ جیسے زَیْد" اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا الف و لام کے ساتھ جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا اضافت کے ساتھ زَیْد" اَفْضَلُ الْقَوْمِ۔ اور اس کا عمل فاعل میں ہوتا ہے اور وہ ھو ہے جو افضل کا فاعل ہے اور اس (افضل) میں مستتر ہے۔

{**تشریح**}: یہاں سے اسماء عاملہ میں سے چھٹی و ساتویں قسم کو بیان کر رہے ہیں۔ چھٹی قسم وہ صفت مشبہ ہے۔

{**صفت مشبہ**}: یہ وہ اسم مشتق ہے جو فعل لازم سے بنایا جائے اور اس میں تجدد اور حدوث نہ ہو جیسے حسن وہ شخص جس میں حسن بطور پائداری کے قائم ہو۔

{اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق}

(۱) اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے۔ صفت مشبہ میں صفت لازمی اور دائمی ہوتی ہے

جیسے ضَارِب ''کوئی شخص اس وقت تک کہلائے گا جب تک ضرب اس سے صادر ہو رہی ہو ۔بخلاف حَسَن '' کے کہ اس میں حسن کی صفت ہر وقت پائی جارہی ہے۔

(۲) صفت مشبہ صرف فعل لازم سے آتا ہے اور اسم فاعل فعل لازم و متعدی دونوں سے آتا ہے۔

{وجہ تسمیہ}: مشبہ اسم مفعول کا صیغہ بمعنی تشبیہ دیا ہوا چونکہ اس کو اسم فاعل سے تثنیہ، جمع، تذکیر، تانیث میں تشبیہ دی گئی ہے۔(المفصل فی صفۃ الاعراب)

{عمل صفت مشبہ}: صفت مشبہ اپنے فعل کا عمل یعنی فاعل کو رفع دیتی ہے بشرطیکہ اسم موصول کے علاوہ باقی پانچ چیزوں پر اعتماد ہو۔

{وجہ استثناء اسم موصول}: اس کی وجہ یہ ہے کہ صفت مشبہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے بالاتفاق اسم موصول کا نہیں ہوتا اسی لئے مصنف نے صرف اعتماد مذکور کی قید کی شرط لگائی نہ کہ حال و استقبال کے معنی کی کیونکہ یہ دوام و استمرار پر دلالت کرتا ہے۔صفت مشبہ کی مثال جیسی زَیْد'' حَسَن '' غُلامُہُ۔جو عمل حَسُنَ کرتا ہے وہی عمل حَسَن ''صفت مشبہ کرتا ہے۔

فائدہ : صفت مشبہ کے بہت سارے اوزان ہیں جن کا تعلق سماع سے البتہ جو لون و عیب کے معنی میں ہو تو وہ اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے اَسْوَدُ، اَبْیَضُ۔

اس کے بعد اسمائے عاملہ میں سے ساتویں قسم اسم تفضیل کو عبارت میں بیان کیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

{اسم تفضیل} :اسم تفضیل اس کو کہتے ہیں جو مصدر سے بنایا گیا ہو تا کہ اس بات کو ظاہر کرے کہ معنی مصدری ایک شے میں دوسری شے کی بنسبت زیادہ پایا جارہا ہے جیسے زَیْد'' اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔اس مثال میں افضل اسم تفضیل ہے جو فضل مصدر سے بنایا گیا ہے جس نے یہ بات بتلائی کہ ذات زید میں معنی مصدری یعنی فضل عمرو سے زیادہ ہے۔

{عمل اسم تفضیل}: یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے پھر اس کا استعمال تین طریقہ پر ہے:

(۱) حرف من کے ساتھ جیسے زَیْد" اَفْضَلُ مِنْ عَمْرو۔ اس صورت میں اسم تفضیل کو مفرد و مذکر لانا واجب ہے۔ چاہے اس کا موصوف تثنیہ، جمع، مذکر یا مونث ہو۔ کبھی یہ من محذوف بھی ہوتا ہے۔

(۲) الف لام کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ اس صورت میں اسم تفضیل کا اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے۔

(۳) اضافت کے ساتھ مگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو اس صورت میں اسم تفضیل کو مفرد مذکر لانا واجب ہے۔ جیسے خَالِد" اَفْضَلُ قَاعِدٍ۔ اور اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں۔

فائدہ: یہ نصب والا عمل بھی کرتا ہے مگر چونکہ عامل ضعیف ہے اس لئے صرف (۱) تمیز (۲) حال (۳) ظرف مفعول فیہ (۴) فاعل مستتر میں کرتا ہے۔ جب معمول ہوں گے تو نصب دے گا جیسے زَیْد" اَفْضَلُ مِنْکَ الْیَوْمَ رَاکِباً اس مثال میں الیوم ظرف ہے اور راکبا حال ہے۔

{اسم تفضیل اور مبالغہ میں فرق}

اسم تفضیل میں زیادتی بمقابلہ دوسرے کے ہوتی ہے جبکہ مبالغہ میں زیادتی فی نفسہ ہوتی ہے اور اس میں دوسرے کا لحاظ نہیں ہوتا جیسے رَجُل" طَلُوْب "مرد بہت طلب کرنے والا۔

فائدہ: مصنف "عمل در او فاعل باشد" سے ایک فائدہ بیان کررہے ہیں کہ یہ اسم تفضیل ہمیشہ فاعل میں عمل کرتا ہے خواہ وہ وہ ضمیر ہو یا اسم ظاہر اور فاعل ھو ضمیر ہے جو افضل میں مستتر ہے۔

فائدہ: صفت مشبہ عامل ضعیف ہے اس لئے اس کا معمول اس پر مقدم نہیں کیا جائے گا۔

فائدہ: اسم تفضیل ہمیشہ افعل کے وزن پر آتا ہے سوائے خَیْر"، شَرّ"، حَبّ" یہ بھی اصل میں اَخْیَرُ، اَشْرَرُ اور اَحَبُّ تھا مگر تخفیف کیلئے ہمزہ کو حذف کردیا۔ اور فعلی کا وزن صرف مونث کیلئے شرط ہے۔ چنانچہ بیضی اسم تفضیل نہیں اس کا معنی صرف سفید ہوگا بہت سفید نہیں۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں صفت مشبہ واسم تفضیل کی تمیز کریں، ان کی حالت کو بیان کریں، ان کے معمولوں کی وضاحت کریں، محذوفات کا تعین کریں، نیز مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر، مونث میں مطابقت وعدم مطابقت کی بھی وضاحت کریں۔

(۱) زَیْدٌ کَرِیْمٌ حَسَبُهٗ (۲) مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ اَبُوْهُ (۳) مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حَسَنٍ وَجْهُهٗ (۴) زَیْدٌ اَعْوَرُ عَیْنُهٗ (۵) زَیْدٌ حَسَنٌ غَلَامُهٗ (۶) جَاءَنِیْ زَیْدٌ حَسَناً غُلَامُهٗ (۷) اَحَسَنٌ زَیْدٌ (۸) مَاحَسَنٌ زَیْدٌ (۹) اَبُوْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ اَفْضَلُ مِنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ (۱۰) وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (۱۱) فَاطِمَةُ اَفْضَلُ اِمْرَأَةٍ (۱۲) اَلْمُجَاهِدُوْنَ اَفْضَلُ رِجَالٍ (۱۳) وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَيٰوةٍ (۱۴) وَجَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْيَةٍ اَکَابِرَ مُجْرِمِیْهَا (۱۵) مُحَمَّدٌ اَفْضَلُ الْاَنْبِيَاءِ (۱۶) اَلْعَامِلُوْنَ اَکْرَمُ مِنَ الْکُسَالٰی (۱۷) اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً وَ اَعَزُّ نَفَراً (۱۸) طُلَّابٌ اَکْثَرُ مِنَ الطَّالِبَاتِ (۱۹) اَخُوْکَ اَحْسَنُ مِنْکَ (۲۰) اَلرِّجَالُ خَیْرٌ مِّنَ النِّسَاءِ

★★★★★★★★★★★★★★★

{عبارت}: ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نباشد عمل فعلش کند چون اعجبنی ضرب زید عمروا۔ نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چون جاء نی غلام زید بدانکہ اینجا لام بحقیقت مقدر ست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غلام لزید۔

ترجمہ: آٹھویں قسم مصدر بشرطیکہ وہ مفعول مطلق نہ ہو، اپنے فعل کا عمل کرتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرواً۔ نویں قسم اسم مضاف، مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے جَاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ تو جان کہ اس جگہ حقیقت میں لام مقدر ہے کیونکہ اس کی تقدیری عبارت یوں

ہے غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔

{**تشریح**}: اس عبارت سے اسماء عاملہ کی آٹھویں ونویں قسم کو بیان کررہے ہیں۔
{**مصدر**}: وہ اسم ہے جو فعل کا ماخذ اور مشتق مقام ہو اور صرف حدث پر دلالت کرے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ فارسی کے معنی میں دن یا تن آتا ہے اور اردو میں نا جیسے الضرب بمعنی زدن، مارنا، القتل کشتن بمعنی جان سے مارنا۔
{**عمل مصدر**}: مصدر بشرطیکہ مفعول مطلق نہ ہو اپنے فعل کا عمل کرتا ہے خواہ وہ فعل ماضی ہو یا حال ہو یا استقبال اگر فعل لازم ہے تو فاعل کو رفع دیگا جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ (زید کے کھڑا ہونے نے مجھے تعجب میں ڈالا) اور اگر متعدی ہے تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرواً (زید کے عمرو کو مارنے نے مجھے تعجب میں ڈالا)۔

{عمل کے طرق}

مصدر تین طرح سے عمل کرے گا:
(۱) اکثر مضاف کی صورت میں۔ یا تو فاعل کی طرف مضاف ہوگا یا مفعول کی طرف۔
(۲) تنوین کی صورت میں۔
(۳) الف لام کی صورت میں اور یہ شاذ صورت ہے۔

فائدہ: مصنف نے مصدر کے عمل کیلئے ایک ہی شرط یعنی مفعول مطلق نہ ہونے بیان کی جبکہ حقیقت میں ۹ شروط ہیں:
(۱) مفعول مطلق نہ ہو (۲) مفرد ہو تثنیہ جمع نہ ہو (۳) مصغر نہ ہو جیسے اَعْجَبَنِیْ ضُرَیْبُکَ زَیْداً (۴) اس کے آخر میں تائے وحدت نہ ہو (۵) اپنے معمول سے موخر نہ ہو (۶) موصوف نہ ہو (۷) محذوف نہ ہو (۸) فعل کو اس کی جگہ ان مصدریہ کے ساتھ قائم مقام کیا جاسکے۔ چنانچہ یُعْجِبُنِیْ ضَرْبُکَ زَیْد" الآن کہنا درست نہیں کیونکہ اگر اَنْ ضَرَبْتَ کی تاویل کریں تو یہ ماضی ہے اور اَنْ تَضْرِبَ کی تاویل کریں تو یہ مستقبل ہے۔ (۹) اسکے اور

اس کے معمول کے درمیان فصل اجنبی نہ ہو۔

فائدہ:

مصدر کو ذکر کرنے کے چار فائدے ہیں:

(۱) فعل مذکور کی تاکید کیلئے ذکر کیا جاتا ہے جیسے ضَرَبْتُ ضَرْباً۔

(۲) بیان نوع کیلئے جیسے ضَرَبْتُهُ ضَرْباً شَدِیْداً۔

(۳) عدد کے بیان کیلئے اور اس صورت میں مصدر میں تائے وحدت کا اضافہ کیا جاتا ہے جیسے ضَرَبْتُهُ ضَرْبَةً۔

(۴) حالت کے بیان کیلئے جیسے قَتَلْتُهُ صَبْراً۔

{فعل و مصدر میں فرق}:

(۱) فعل میں فاعل کی ضمیر مستتر ہوتی ہے مصدر میں نہیں۔

(۲) فعل کا فاعل حذف نہیں کیا جاسکتا جبکہ مصدر کیا جاسکتا ہے۔

{مصدر میمی}: مصدر کے شروع میں میم لایا جائے تو مصدر میمی کہلاتا ہے مصدر میمی کو اسم مصدر کہا جاتا ہے یہ بھی مصدر ہی کی طرح عمل کرتا ہے۔

{اوزان مصدر}

ثلاثی مجرد کے اوزان قریبا ۳۲ تک ہیں ان میں سے چند کو ذکر کر رہے ہیں:

فَعْل" (قتل) فِعْل" (فسق) فُعْل" (شُغل) فَعْلَة" (رحمة) فِعْلَة" (نشدة) فُعْلَة" (کدرة) فَعْلیٰ (دعوی) فِعلی (ذکری) فُعلی (بشری) فَعلان (ولیان) فِعلان (حرمان) فُعلان (غفران) فَعَلان (نزوان) فَعَل" (طلب) فِعَل" (خنق) فَعِل" (صغر) فُعَل" (هدی) فَعَلة" (غلبة) فِعَلَة" (سرقة) فَعَال" (ذهاب) فِعال (صراف) فُعال (سوال) مفعل (مدخل) مفعِل (مرجع)۔

ثلاثی غیر مجرد و رباعی کے اوزان معروف ہیں۔

{مضاف}: اسمائے عاملہ کی نویں قسم اسم مضاف ہے۔ ہر وہ اسم جو منسوب ہو کسی

دوسرے کی طرف بواسطہ حرف جر تقدیری کے۔ جو صورۃ مضاف الیہ کو جر دیتا ہے مگر حقیقتا مضاف الیہ کو جر دینے والا حرف جر ہے جس کو عبارت سے اس وجہ سے خارج کر دیا گیا ہے تاکہ مضاف مضاف الیہ کے درمیان فاصلہ نہ ہو جائے جیسے **غلام زید** اس کی اصل **غلام لزید** ہے۔

{اضافت کی اقسام}:

اضافت کی دو قسمیں ہیں: (۱) اضافت لفظی (۲) اضافت معنوی۔

{اضافت لفظی}: کہ صیغہ صفت (اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ) کا اپنے معمول کی طرف مضاف ہو بشرطیکہ زمانہ ماضی نہ ہو۔

{اضافت معنوی}: جس میں غیر صیغہ صفت مضاف ہو اسکی تین صورتیں ہوں گی:

مضاف صیغہ صفت نہ ہو جیسے **غلام زید**۔

(۲) مضاف صیغہ صفت ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو جیسے **کریم البلد**۔

(۳) مضاف صیغہ صفت ہو معمول کی طرف بھی مضاف ہو لیکن زمانہ ماضی ہو جیسے **رب العالمین**۔

فائدہ: مصدر اور اسم تفضیل کی اضافت اضافت معنویہ ہے۔ پھر اضافت معنویہ کی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱) اضافت لامی جس کو اضافت بتقدیر لام کہتے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا مثال میں گزرا۔ یہ اضافت اس صورت میں ہوگی کہ مضاف الیہ نہ تو مضاف کی جنس سے ہو اور نہ مضاف کیلئے ظرف ہو جیسے غلام زید۔

(۲) اضافت فوی جس کو اضافت بتقدیر فی کہتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوگی جب مضاف الیہ ظرف ہو۔ **صلوۃ اللیل ای فی اللیل**۔

(۳) اضافت منی جو کو اضافت بقتدیر من کہتے ہیں اور اضافت بیانیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ اس وقت ہوگی جب مضاف الیہ مضاف کی جنس سے ہو یعنی جس پر مضاف صادق آئے اس پر

مضاف الیہ بھی صادق آیئے۔جیسے خَاتَمُ فِضَّۃٍاَیْ مِنْ فِضَّۃٍ۔

{مضاف الیہ کی علامات}:

(۱) دواسم ہوں پہلے پر الف لام نہ ہودوسرے پر الف لام ہوتو یہ عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشرطیکہ پہلا اسم کسی کا نام ،اسم اشارہ و اسم ضمیر نہ ہو جیسے رَبُّ الْعَالَمِیْنَ، کِتَابُ الطَّھَارَۃِ۔

(۲) دنیا میں کوئی بھی اسم ہواس کے ضمیر آجائے یہ آپس میں مضاف ،مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے عَلٰی قُلُوْبِھِمْ، عَلٰی سَمْعِھِمْ۔

(۳) تین اسم ہوں دو پر الف لام نہ ہو تیسرے پر الف لام ہوتو مضاف مضاف الیہ بنیں گے۔بَابُ صَلٰوۃِ الْجُمُعَۃِ۔

(۴) تین اسم ہوں پہلے دو پر الف لام نہ ہو تیسرا ضمیر ہوتو مضاف مضاف الیہ بنیں گے جیسے بِبَعْضِ ذُنُوْبِھِمْ ۔

(۵) چاراسم ہوں پہلے تین پر الف لام نہ ہو چوتھے پر الف لام ہوتو مضاف مضاف الیہ بنیں گے جیسے فِیْ بَیَانِ طَبَقَاتِ رُوَاۃِ الْبُخَارِیِّ۔

(۶) چاراسم ہوں پہلے تین پر الف لام نہ ہو چوتھی جگہ ضمیر ہو جیسے بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ۔

(۷) پانچ اسم ہوں پہلے چار پر الف لام نہ ہو پانچویں پر الف لام ہو جیسے مَنَصَّۃَ عَرَائِسَ اَبْکَارِ اَفْکَارِ الْمُفَکِّرِیْنَ (توضیح تلویح)۔ترجمہ:اللہ تعالی نے نصوص قرآن و حدیث کو متفکرین کے دلہن جیسے خوبصورت افکار جدیدہ کیلئے جلوہ گاہ بنایا۔

(۸) پانچ اسم ہوں پہلے چار پر الف لام نہ ہو پانچویں جگہ ضمیر ہو جیسے جَمِیْعُ مُدَّۃِ انْقِطَاعِ رُؤْیَتِیْ (شرح مائۃ عامل)

(۹) اسم اشارہ سے پہلے کوئی اسم نکرہ بغیر الف لام آجائے تو عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں جیسے اَللّٰھُمَّ رَبِّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ۔

(۱۰) اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے دو اسم آجائیں جیسے وَ تَزْئِیْنُ دِیْبَاجَۃِ ھٰذَ

الْکِتٰبِ۔

(۱۱) مندرجہ بالا قاعدہ پر ہی تین اسم پہلے آجائیں جیسے بَیَانُ اِعْتِبَارِ صِفَةِ ذَالِکَ الْجُزْئِ (اصول الشاشی)۔

(۱۲) اسم موصول سے پہلے بغیر الف لام کوئی اسم آجائے جیسے سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ۔

(۱۳) اسی قاعدے پر دو اسم آجائیں جیسے مثل ایام الذین خلوا من قبلکم۔

(۱۴) نام سے پہلے کوئی اسم بغیر الف لام کے آجائے بشرطیکہ نکرہ ہو جیسے کِتَابُ اللّٰہِ، رَبِّ مُوْسٰی وَ ھَارُوْنَ۔

(۱۵) اسی قاعدے پر دو یا تین اسم پہلے ہوں جیسے خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ،فُؤَادَ اُمِّ مُوْسٰی، بَابُ قِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ۔

(۱۶) تین سے لیکر دس تک کے اعداد اپنے مابعد اسم کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور وہ اسم ان کی تمیز بنتا ہے اسی طرح ماۃ والف کا عدد خواہ تثنیہ و جمع ہو جیسے سَبْعَةُ اَیَّامٍ، مِأَةُ عَامٍ، اَلْفَ سَنَةٍ، مِأَتَا رَجُلٍ۔

(۱۷) کسور اکثر مضاف ہوتے ہیں اور وہ نو ہیں بشرطیکہ بغیر الف لام ہوں:

نِصْف"، ثُلُث"، رُبْع"، خمس، سدس، سبع، ثمن ، تسع، عشر جیسے ربع عشر سنة (قدوری) نصف النھار۔

(۱۸) کل ،بعض ،قبل ،مع ، بین ،قدام ،خلف ،فوق ،تحت ،دون ، نحو، مثل ،غیر ، اولو، ذو، عند اکثر مضاف ہوتے ہیں جیسے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ، مِنْ قَبْلِکَ، فَوْقَکَ ،مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ، مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی ، ذُوْ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً اٰخَرَ۔

{ابن وابنة کا قاعدہ}

ابن یا ابنة اگر علمین کے درمیان واقع ہو تو ماقبل کیلئے صفت بنتا ہے اور مابعد کی طرف

مضاف ہوتا ہے بشرطیکہ وہ علمین قولِ قائل کیلئے مقولہ نہ ہو کیونکہ اس صورت میں مبتداء خبر بھی بن سکتے ہیں کیونکہ پہلا علم مبتداء بن جائیگا، ابن مضاف مابعد مضاف الیہ ہوکر خبر۔ جیسے وَ قَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْر ''بْنُ اللّٰہِ یہاں عزیر پرتنوین ہوکر مبتداء مابعد خبر مبتداء خبر مل کر مقولہ مفعول بہ قالت فعل الیھود اس کیلئے فاعل۔

ماقبل قاعدے کی مطابقی مثال: مَرْیَمُ ابْنَتُ عِمْرَانَ ، حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُس وَ مُوْسَی ابْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالاَ حَدَّثَنَا اِبْرَاھِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِھَابٍ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ۔

{نوٹ}: استاذ پر لازم ہے کہ دورہ حدیث سے حدیث کی کتب منگوا کر اس قاعدے کی خوب مشق کرائیں۔

{عبارت}: دہم اسم تام تمیز را بنصب کند وتمامی اسم یا بتنوین باشد چون مافی السمآء قدر راحۃ سحابا یا بتقدیر تنوین چون عندی احد عشر رجلا وزید اکثر مالا یا بنون تثنیہ چون عندی قفیزان برا یا بنون جمع چون ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا یا بمشابہ نون جمع چون عندی عشرون درھما تا تسعون یا باضافت چون عندی ملؤہ عسلا۔ یازدہم اسمائی کنایہ از عدد وآن دو لفظ است کم وکذا۔ کم بردو قسم است استفہامیہ وخبریہ، استفہامیہ تمیز را بنصب کند وکذا نیز چون کم رجلا عندک و عندی کذا درھما وکم خبریہ تمیز را بجر کند چون کم مال انفقت وکم دار بنیت وگاہی من جار بر تمیز کم

خبریہ آید چوں قولہ تعالیٰ کم من ملک فی السموت۔

ترجمہ: دسویں قسم اسم تام تمیز کو نصب دیتا ہے اور اسم کا تام ہونا یا تمیز کے ساتھ ہوتا ہے جیسے مَا فِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَاباً یا تنوین مقدر کے ساتھ ہوتا ہے جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً اور زَیْد'' اَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً یا نون تثنیہ کے ساتھ جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرّاً یا نون جمع کے ساتھ جیسے ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً یا مشابہ نونِ جمع کے ساتھ جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْھَماً، تِسْعُوْنَ تک یا اضافت کے ساتھ جیسے عِنْدِیْ مِلْؤُہٗ عَسَلاً۔ گیارہویں قسم اسمائے کنایہ از عدد اور یہ دو لفظ ہیں کَمْ اور کَذَا۔ کَمْ دو قسم پر ہے استفہامیہ اور خبریہ۔ کم استفہامیہ تمیز کو نصب دیتا ہے اور کذا بھی جیسے کم رجلا عندک اور عندی کذا درھما اور کم خبریہ تمیز کو جر دیتا ہے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ و کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ اور کبھی من جارہ کم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے اللہ کا قول کَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِیْ السَّمٰوٰتِ۔

{**تشریح**}: اس عبارت میں مصنفؒ اسمائے عاملہ کی دسویں اور گیارہویں قسم کو بیان کررہے ہیں اور وہ (۱۰) اسم تام (۱۲) اسمائے کنایہ از عدد ہیں۔

{(۱۰) **اسم تام**}: اسم تام وہ ہے جو پانچ چیزوں (۱) نون تنوین (۲) نون تثنیہ (۳) نون جمع (۴) نون مشابہ بالجمع (۵) اضافت میں سے کسی ایک کے ساتھ تام ہوجائے۔ تام کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے ہوتے ہوئے اس کی اضافت کسی اور کی طرف نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ جب تک تنوین، نون تثنیہ و جمع اور اضافت ہے یہ کسی اور کی طرف مضاف نہیں ہوسکتا مضاف کرنے کیلئے ان چیزوں کو ختم کرنا ہوگا۔

{مثالیں}:

{نون تنوین کی مثال}: مَا فِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَاباً اس مثال میں راحۃ نے تنوین کے ساتھ تام ہوکر سحابا کو نصب دیا تمیز ہونے کی بناء پر۔

{نون تثنیہ کی مثال}: عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرّاً (میرے پاس دو قفیز گندم ہے) اس مثال میں

قفیزان نے نون تثنیہ کے ساتھ تام ہو کر برا کو بر بنا تمیز نصب دیا۔

{نون جمع کی مثال}: هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً (کیا ہم تم کو خبر دیں ان کے بارے میں جو خسارے میں ہیں اعمال کے اعتبار سے) اس مثال میں اخسرین نون جمع کے ساتھ تام ہو کر اعمالا کو نصب دیا بر بنا تمیز۔

{نون مشابہ بالجمع کی مثال}: عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَماً۔

{اضافت کی مثال}: جیسے عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسلاً (میرے پاس بھرا برتن شہد کا) اس مثال میں ملؤہ نے اضافت کے ساتھ تام ہو کر عسلا کو نصب دیا۔

{عمل}: اسم تام تمیز کو نصب دیتا ہے۔

{اسمائے کنایہ}: اسمائے کنایہ وہ اسم ہے جس سے اشارہ و کنایہ مقدار و عدد کی طرف ہو۔

{تعداد اسمائے کنایہ}: ان کی تعداد دو ہیں: (۱) کم (۲) کذا۔

پھر ان میں سے کم کی دو قسمیں ہیں: (۱) استفہامیہ (۲) خبریہ۔

{(۱) کم استفہامیہ}: اس کم کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ سے مخاطب سے کوئی چیز دریافت کی جائے جیسے کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ (متکلم مخاطب سے دریافت کرتا ہے کہ آپ کے پاس کتنے آدمی ہیں)

{(۲) کم خبریہ}: اسے کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ متکلم اپنی طرف سے کوئی مقدار عدد کنایہ اشارہ میں بیان کرے جیسی کَمْ مالٍ اَنْفَقْتُ و کَمْ دَارٍ بَنَیْتُ متکلم خبر دیتا ہے کہ میں نے بہت مال خرچ کیا اور بہت سے مکان بنائے۔

{کم کا عمل}: اگر کم استفہامیہ ہے تو اپنی تمیز کو نصب کرے گا اگر کم خبریہ ہے تو اپنی تمیز کو بوجہ مضاف الیہ ہونے کے جر دیگا جیسی کَمْ دَارٍ اور کَمْ مالٍ۔

فائدہ: کبھی من حرف جار کم خبریہ کی تمیز پر آتا ہے جیسے اللہ تعالی کا قول ہے کَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِیْ السَّمٰوٰتِ۔

{ترکیب}: کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ کم ممیز رجلا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتداء، عندک

مرکب اضافی ہوکر ظرف متعلق ثابت مقدر کے، ثابت اپنے متعلق سے مل کر خبر۔

کَمْ مالٍ اَنْفَقْتُ: کم مضاف ممیز مال مضاف الیہ تمیز دونوں مل کر مفعول بہ مقدم، انفقت فعل فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ کو حل کرو:

(۱) اَشْرَفُ الْحَدِیْثِ ذِکْرُ اللّٰہِ (۲) خَیْرُ الْعِلْمِ مَانَفَعَ (۳) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنِ الْقَصَصِ (۴) عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِ زَیْدٍ عَمْرواً (۵) ضَرْبُکَ زَیْداً خَیْر" لَہٗ (۶) وَلَوْلاَ دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ (۷) یُعْجِبُنِیْ ضَرْبُکَ عَمْرواً (۸) اِطْعَم" فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَۃٍ یَتِیْماً (۹) رِیَاضُ الصَّالِحِیْنَ (۱۰) اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ الْمُتَأَدِّبِیْنَ بِاٰدَابِہٖ (۱۱) ھٰذَا بَابُ مُتَابَعَۃِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۲) وَکَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ (۱۳) کَمْ رَکْعَۃً صَلَّیْتَ (۱۴) کَمْ مِنْ قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنَاھَا (۱۵) اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً (۱۶) وَوَاعَدْنَامُوْسٰی ثَلاَثِیْنَ یَوْماً (۱۷) اَللّٰہُ اَسْرَعُ مَکْراً (۱۸) ھُمْ اَکْثَرُوْنَ مِنْکُمْ مَالاً (۱۹) مَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً (۲۰) کَمْ رَجُلٍ جَاءَ

قسم دوم در عوامل معنوی

دوسری قسم عوامل معنوی کے بیان میں

{عبارت}: بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم ست اول ابتداء یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتداء و خبر را برفع کند چون زید قائم و اینجا گویند کہ زید مبتداء است مرفوع بابتداء و قائم خبر مبتداء است مرفوع بابتداء و اینجا دو مذہب دیگر است یکی آنکہ ابتداء عامل ست در مبتداء و مبتداء در خبر دیگر آنکہ ہر یکی از مبتداء و خبر عاملست در دیگر۔ دوم خلو فعل مضارع از ناصب و جازم

فعل مضارع را برفع کند چون یضرب زید اینجا یضرب مرفوعست زیرا کہ خالی ست از ناصب وجازم تمام شد عوامل نحو بتوفیق اللہ تعالی وعونہ۔

ترجمہ: تو جان کہ عوامل معنوی دو قسم پر ہیں، پہلی قسم ابتداء یعنی اسم کا خالی ہونا عوامل لفظی سے جو مبتداء اور خبر کو رفع دیتا ہے جیسے زَیْد'' قَائِم'' اس جگہ کہتے ہیں کہ زید مبتداء ہے جو ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے اور قائم مبتداء کی خبر ہے جو ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اور اس جگہ دو مذہب اور ہیں، ایک یہ کہ ابتداء مبتداء میں عامل ہے اور مبتداء خبر میں عامل ہے اور دوسرا یہ کہ مبتداء اور خبر دونوں ایک دوسرے میں عامل ہیں۔ اور عوامل معنوی کی دوسری قسم فعل مضارع کا خالی ہونا ناصب اور جازم سے، فعل مضارع کو رفع دیتا ہے جیسے یَضْرِبُ زَیْد'' اس جگہ یضرب مرفوع ہے کیونکہ خالی ہے عامل ناصب اور جازم سے۔ نحو کے عوامل پورے ہوگئے اللہ تعالی کی توفیق و مدد سے۔

{**تشریح**}: قسم دوم عوام معنوی کے بیان میں ہے۔

{**ربط**}: کلام عرب میں کل دو چیزیں معرب ہیں (۱) اسم متمکن (۲) فعل مضارع۔ اسم متمکن کے عامل لفظی ختم ہوگئے اور فعل مضارع کے عامل ناصب و جازم کا ذکر بھی ہوگیا تو اب یہاں سے عوامل لفظیہ کو بیان کر رہے ہیں۔

{**عوامل معنوی کی تعریف**}: جو عقل سے پہچانا جائے اور لفظوں میں مذکور نہ ہو۔

{**اقسام عوامل معنوی**}: اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) ابتداء (۲) تجرد۔

{**(۱) ابتدائی**}: یعنی اسم کا عوامل لفظی سے خالی ہونا اور یہ خالی ہونا مبتداء کو رفع دیتا ہے جیسے زید قائم اور اس جگہ کہتے ہیں کہ زید مبتداء ہے اور اس پر رفع ابتداء کی وجہ سے ہے اور قائم مبتداء کی خبر ہے اور وہ مرفوع ہے ابتداء کی وجہ سے

{**اختلاف مذاہب**}: مصنف فرماتے ہیں کہ یہاں دو مذہب اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ ابتداء عامل ہے مبتداء میں اور مبتداء عامل ہے خبر میں۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں ایک

دوسرے میں عامل ہیں۔

{(۲) تجرد}: یعنی فعل مضارع کا خالی ہونا ناصب اور جازم سے یہ عامل فعل مضارع کو رفع دیتا ہے جیسے یضرب زید اس جگہ یضرب مرفوع ہے عامل معنوی کی وجہ سے۔

فائدہ:

مندرجہ ذیل مقامات پر مبتداء مجرور ہوتا ہے:

(۱) کبھی مبتداء پر باز ائدہ بھی داخل ہوجاتی ہے جیسے بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنَ۔

(۲) من زائدہ کی وجہ سے جیسے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ۔

(۳) رُبَّ جس اسم پر داخل ہو تو مبتداء مجرور ہوگا جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ لَقِيْتُهُ۔

فائدہ: خبر کے معنی میں: ''ہیں''، ''ہوں'' کے الفاظ آتے ہیں۔

{مبتداء کی علامات}:

(۱) ضمیر مرفوع منفصل جہاں بھی آئے گی مبتداء بنے گی اور مابعد خبر بشرطیکہ وہ ضمیر مرفوع متصل کی تاکید یا فصل کیلئے نہ ہو۔ احترازی مثال ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسَکَ۔ مطابقی مثال هُوَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ۔ هِیَ اِسْم'' وَّ فِعْل'' وَّ حَرْف''۔

(۲) ابتداء کلام میں یعنی جہاں سے کوئی نئی بات ہو الف لام کے ساتھ کوئی اسم آجائے اور مابعد اسم پر الف لام نہ ہو تو مبتداء بنے گا جیسے اَللّٰهُ سَمِیْع'' عَلِیْم''، اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْكَافِرِ

(۳) ابتداء کلام میں مضاف مضاف الیہ آجائیں اور مابعد کوئی اسم بغیر الف لام ہو تو مبتداء خبر بنیں گے جیسے: خِيَارُ الشَّرْطِ جَائِز'' فِی الْبَیْعِ

(۴) ابتداء کلام میں کوئی الف لام والا اسم ہو اور مابعد فعل ہو تو مبتداء خبر بنیں گے جیسے اَلْبَیْعُ یَنْعَقِدُ بِالْاِیْجَابِ وَ الْقُبُوْلِ

(۵) ابتداء کلام میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد جار مجرور آجائیں تو مبتداء خبر بنیں گے بشرطیکہ مبتداء کیلئے کوئی اور خبر نہ ہو جیسے اَلطَّلَاقُ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَوْجُهٍ

فائدہ: شرح مائۃ عامل میں وہ حروف جارہ جن کے بعد ان کے معنی جار مجرور کی شکل میں ہیں وہ مبتداء خبر بنیں گے جیسے اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ، مِنْ لِاِبْتِدَآءِ الْغَایَۃِ

فائدہ: جار مجرور خبر کے مقام پر ہوں تو ظرف مستقر خبر ہوگا اور ان کا متعلق محذوف نکالیں گے پھر محذوف اسم بھی نکال سکتے ہیں (عند الکوفیین) اور فعل بھی نکال سکتے ہیں (عند البصریین) اور متعلق تذکیر و تانیث، افراد، تثنیہ، جمع میں مبتداء کے مطابق ہوگا۔ البتہ متعلق کا اعراب خبر کے مطابق ہوگا لہذا وہ خبریں جو مرفوع ہوتی ہیں تو ان کا متعلق بھی مرفوع ہوگا اور وہ خبریں جو منصوب ہوتی ہیں جیسے افعال ناقصہ تو ان کا متعلق بھی منصوب ہوگا۔

(۶) اسم اشارہ کے بعد بغیر الف لام کوئی اسم آجائے تو عموما مبتداء خبر بنیں گے جیسے هٰذَا ذِکْرٌ "مُّبَارَکٌ" "اَنْزَلْنَاهُ، هٰذَا کِتَابٌ"۔

(۷) کلام کے شروع میں جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہوگا اور مابعد والا اسم مبتداء موخر جیسے مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ "صَدَقُوْا۔

(۸) کتابوں میں جتنے بھی عنوانات ہیں وہ عام طور پر خبر ہیں مبتداء محذوف ھذا کیلئے یا خود مبتداء ہیں خبر محذوف ھذا ہے جیسے کِتَابُ الطَّهَارَۃِ اَیْ هٰذَا کِتَابُ الطَّهَارَۃِ، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ اَیْ هٰذَا کِتَابُ الصَّلٰوۃِ۔

(۹) نام کے بعد کوئی اسم بغیر الف لام کے آجائے تو مبتداء خبر بنتے ہیں جیسے اَللّٰهُ عَلِیْمٌ"، مُحَمَّدٌ "رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

(۱۰) انما کے بعد والا اسم مبتداء اور اس کے بعد خبر بنتے ہیں جیسے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ"

(۱۱) معرفات جتنے بھی ہیں وہ مبتداء بنتے ہیں اور مابعد تعریف ان کی خبر جیسے اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ" وُضِعَ لِمَعْنیً مُفْرَدٍ۔

(۱۲) نحو کا لفظ ماقبل مبتداء محذوف کیلئے خبر اور مابعد کیلئے مضاف بنتا ہے اس کا مبتداء مثالھا یا مثالہ نکالیں گے۔

تمرین

عوامل معنوی کی پہچان کرو

(۱) اَلْاَنْبِیَاءُ" اَحْیَآءُ" فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْنَ (۲) اُولآئِکَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ (۳) یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (۴) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد" (۵) اَلْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ (۶) کَرَامَةُ الْاَوْلِیَآءِ حَقّ" (۷) وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ الصَّوْمُ (۸) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ (۹) وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (۱۰) سَلاَم" عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ (۱۱) اَلْمَطَرُ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ (۱۲) اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ (۱۳) اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ (۱۴) اَنَا بَشَر" مِّثْلُکُمْ (۱۵) یَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا (۱۵) زَیْد" ضَارِب" (۱۶) هٰذَا رَجُل" (۱۷) اَلْقُرْآنُ کِتَابُ اللّٰهِ (۱۸) اَللّٰهُ سَمِیْع" عَلِیْم" (۱۹) اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ (۲۰) اَللّٰهُ خَالِقُ کُلِّ شَیْئٍ

★★★★★★★★★★★★★★★★

خاتمہ

درفوائد متفرقہ کہ دانستن آن واجبست وآن سہ فصل ست

خاتمہ متفرق فوائد کے بیان میں جن کا جاننا ضروری ہے اور وہ تین فصلیں ہیں

{عبارت}: فصل اول در توابع بدانکہ تابع لفظی است کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جہت و لفظ سابق را متبوع گویند و حکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد و تابع پنج نوع است اول صفت و او تابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چون جاءنی رجل عالم یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چون جاءنی رجل حسن غلامہ یا ابوہ مثلاً۔ قسم اول در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف و تنکیر و تذکیر و تانیث و افراد و تثنیہ و جمع و رفع و نصب و جر چون عندی رجل عالم و رجلان عالمان و رجال عالمون و امراۃ عالمہ و امرأتان عالمتان و نسوۃ عالمات۔ اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف و تنکیر و رفع و نصب و جر چون جاءنی رجل عالم ابوہ۔ بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت توان کرد چون جاءنی

رجل ابوہ عالم وور جملہ ضمیری عائد بنکرہ لازم باشد۔

ترجمہ: پہلی فصل توابع کے بیان میں، تو جان کہ تابع وہ لفظ ہے جو پہلے لفظ کا دوسرا ہو پہلے لفظ کے اعراب کے ساتھ ایک جہت سے، اور پہلے لفظ کو متبوع کہتے ہیں۔اور تابع کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہوتا ہے۔اور تابع کی پانچ قسمیں ہیں۔پہلی قسم صفت اور یہ وہ تابع ہے جو دلالت کرے اس معنی پر جو متبوع میں ہو جیسے جَاءَنِیْ رَجُل'' عَالِم'' یا اس معنی پر جو متبوع کے متعلق ہو جیسے جَاءَنِیْ رَجُل'' حَسَن'' غُلَامُہٗ یا اَبُوْ ہٗ مثلا، پہلی قسم تابع دس چیزوں میں متبوع کے موافق ہوتا ہے: تعریف، تنکیر، تانیث، افراد، تثنیہ، جمع، رفع، نصب، جر جیسے :عِنْدِیْ رَجُل'' عَالِم'' اور رَجُلَانِ عَالِمَانِ اور رِجَال'' عَالِمُوْنَ اور اِمْرَأَة'' عَالِمَة'' اور اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ اور نِسْوَة'' عَالِمَاتِ۔ بہر حال دوسری قسم تابع متبوع کے ساتھ پانچ چیزوں میں موافق ہوتا ہے تعریف، تنکیر، رفع، نصب، جر جیسے جَاءَنِیْ رَجُل'' عَالِم'' اَبُوْ ہٗ۔تو جان کہ نکرہ کی صفت جملہ خبریہ کو بنایا جاسکتا ہے جیسی جَاءَنِیْ رَجُل'' عَالِم'' اَبُوْ ہٗ اور جملہ میں ایک ضمیر نکرہ کی طرف لوٹنے والی ضروری ہے۔

{**تشریح**}: مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے اختتام پر خاتمہ کے عنوان سے چند ایسے فوائد کو بیان کیا ہے جس کا جاننا ہر نحوی طالب علم کیلئے ضروری ہے اور ان فوائد کو پھر تین فصلوں میں منقسم کیا ہے۔جن میں سے پہلی فصل توابع کے بیان میں ہے۔

{**تعریف تابع**}: تابع وہ لفظ ہے جو اپنے پہلے لفظ کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر سمجھا جائے اور پہلے لفظ پر جو اعراب جس سبب سے ہے وہی اعراب اس پر اسی سبب سے ہو۔ پہلے کو متبوع اور دوسرے کو تابع کہتے ہیں جیسے جَاءَنِیْ رَجُل'' کَرِیْم'' میں رجل متبوع ہے اور کریم تابع ہے اور رجل پر فاعل ہونے کی وجہ سے رفع ہے اور اس کی پیروی میں کریم پر بھی اسی وجہ سے رفع ہے۔

{**تابع کا حکم**}: یہ ہے کہ اعراب میں ہمیشہ اپنے متبوع کے موافق ہوگا۔

{تابع کی اقسام}: تابع کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل (۴) عطف بحرف (۵) عطف بیان۔

{(۱) صفت کی تعریف}: صفت وہ تابع ہے جو اس وصف پر دلالت کرے جو متبوع میں ہوتا ہے جیسی جَاءَنِیْ رَجُل " عَالِم " یا اس وصف پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق ہوتا ہے جیسے جَاءَنِیْ رَجُل " حَسَن " غُلَامُه یا ابوہ مثلا۔ یا آسان الفاظ میں جو کسی کی اچھائی یا برائی کو بیان کرے۔

{مطابقت صفت}: قسم اول یعنی اس صفت پر دلالت جو متبوع میں ہو دس چیزوں میں موافق ہوتی ہے:

(۱) معرفہ (۲) نکرہ (۳) تانیث (۴) مذکر (۵) افراد (۶) تثنیہ (۷) جمع (۸) رفع (۹) نصب (۱۰) جر۔ امثلہ عبارت میں مذکور ہیں۔ البتہ ان میں سے چار چیزوں کا بیک وقت ہونا ضروری ہے: (۱) معرفہ نکرہ میں سے کوئی (۲) مذکر و مونث میں سے کوئی ایک (۳) افراد تثنیہ جمع میں سے کوئی (۴) رفع نصب و جر میں سے کوئی ایک۔

اور دوسری قسم یعنی اس وصف پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں ہو پانچ چیزوں میں موافق ہوتی ہے: (۱) معرفہ (۲) نکرہ (۳) رفع (۴) نصب (۵) جر۔ بیک وقت ان میں سے دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

فائدہ: اگر صفت اپنے بعد اسم ظاہر میں عامل ہو تو پھر صفت میں تذکیر و تانیث کا اعتبار اس معمول کے مطابق کیا جائے گا نہ کہ موصوف کے مطابق جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ قَائِمَةٍ اُمُّهُ یہاں قائم، رجل کے اعتبار سے آنا چاہئے تھا مگر چونکہ قائمۃ، امہ میں عامل ہے لہذا ہم نے اس کی رعایت کی جیسا کہ قرآن میں ہے رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا۔

فائدہ: نکرہ کی صفت جملہ خبریہ آسکتی ہے جیسے جَاءَنِیْ رَجُل " عَالِم " اَبُوْهُ اور اس جملہ میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو نکرہ موصوفہ کی طرف لوٹتی ہے۔

{صفت کا فائدہ}:

(۱) یہ یا تو نکرہ کی تخصیص کیلئے آتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ کَاتِبٍ۔

(۲) یا معرفہ کی توضیح کیلئے آتی ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدِنِ الْخَیَّاطِ۔

(۳) یا مدح کیلئے جیسے بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

(۴) یا ذم کیلئے جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

(۵) یا ترحم کیلئے جیسے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَبْدَکَ الْمِسْکِیْنَ۔

(۶) یا توکید کیلئے جیسے تِلْکَ عَشَرَۃٌ "کَامِلَۃٌ"۔

{صفت کی علامات}:

(۱) دو اسم ہوں دونوں پر الف لام ہو تو عام طور پر موصوف صفت بنیں گے بشرطیکہ دونوں مفرد، یا تثنیہ یا جمع ہوں جیسے اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ۔

(۲) دو اسم ہوں دونوں پر تنوین ہو بشرطیکہ پہلا اسم کسی کا نام نہ ہو اور وہ دونوں کان حروف مشبہ بالفعل کے بعد نہ ہوں۔ جیسے وَلَھُمْ عَذَابٌ "عَظِیْمٌ"۔

اگر پہلا اسم نام ہو یا کان یا حروف مشبہ بالفعل کے بعد ہوں تو ان کیلئے مبتداء خبر بن جائیں گے۔

(۳) تین، چار، پانچ اسموں پر الف لام آجائے تو موصوف صفت ہوں گے جیسے ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ۔

(۴) نکرہ کے بعد فعل آجائے بشرطیکہ جزاء کے مقام پر نہ ہو تو عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں جیسے اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ "وُّضِعَ لِمَعْنًی مُفْرَدٍ۔

(۵) ایک اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اس کے بعد الف لام آجائے تو عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں جیسے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔

(۶) اسم موصول سے پہلے الف لام والا اسم آجائے تو موصوف صفت بنیں گے جیسے ھُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ۔

(۷) ذات سے پہلے نکرہ آ جائے تو عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں جیسے فِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ ذَاتَ رُکُوْعٍ وَّ سُجُوْدٍ۔

(۸) ابن ماقبل کیلئے موصوف بنتا ہے تفصیل گزر چکی۔

(۹) اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اس کے بعد اسم موصول آ جائے تو آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں جیسے اُمَّھَاتُکُمُ الّٰتِیْ اَرْضَعْنَکُمْ۔

(۱۰) نکرہ کے بعد غیر کا لفظ آ جایئے تو آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں جیسے اَنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ''۔

فائدہ : موصوف صفت کے ترجمہ میں ''ایسا'' جب موصوف مفرد مذکر ہو، ''ایسی'' جب موصوف مفرد مونث ہو، ''ایسے'' جب موصوف جمع کا صیغہ ہو آئے گا۔

★★★★★★★★★★★

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں موصوف صفت کو پہچانیں اور اس کی حالتوں کو بھی بیان کریں ترجمہ و ترکیب کرنا نہ بھولیں۔

(۱) فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَۃٌ'' وَّاحِدَۃٌ'' (۲) اَلْحَجُّ وَاجِبٌ'' عَلَی الْاَحْرَارِ الْمُسْلِمِیْنَ الْبَالِغِیْنَ الْعُقَلَاءِ الْاَصِحَّاءِ (۳) کَلِمَۃٌ''تَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ نَفْسِھَا (۴) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ (۵) وَذَالِکَ وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ (۶) وَاتَّقُوْا یَوْماً لاَّ

تَجْزِیْ نَفْس'' عَنْ نَفْسٍ شَیْئاً(۷)اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (۸)عِنْدِیْ قَلَم'' ثَمِیْن''(۹)محمد اسلام تلمیذ مجتھد(۱۰)رِجَال'' صَالِحُوْنَ(۱۱)اَلْمُؤْمِنُ غِرّ'' کَرِیْم'' (۱۲) وَالْفَاجِرُ خَبّ'' لَئِیْم'' (۱۳) اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْر'' مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی (۱۴) اَلصَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَاالصَّائِمِ الصَّابِرِ(۱۵)اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآئِ(۱۶)وَمَا یُضِلُّ بِہٖ اِلاَّ الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِیْ الْاَرْضِ(۱۷)وَالسَّمَآئِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ(۱۸)تَصْلٰی نَاراً حَامِیَةً(۱۹)تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ(۲۰)فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: دوم تاکید او تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند۔ وتاکید بر دو قسم است لفظی و معنوی، تاکید لفظی بتکرار لفظ است چون زید زید قائم وضرب ضرب زید وان ان زیدا قائم وتاکید معنوی بہشت لفظ ست نفس وعین وکلا وکلتا و کل واجمع واکتع وابتع وابصع چون جاءنی زید نفسہ وجاءنی الزیدان انفسھما وجاءنی الزیدون انفسھم وعین رابرین قیاس کن وجاءنی الزیدان کلاھما والھند ان کلتاھما وکلا وکلتا خاصند بمثنی و جاءنی القوم کلھم اجمعون واکتعون وابتعون وابصعون۔ بدانکہ اکتع وابتع وابصع اتباع ند بہ اجمع پس بدون اجمع ومقدم بر اجمع نباشند۔

ترجمہ: دوسری قسم تاکید وہ ایک ایسا تابع ہے جو متبوع کی حالت ثابت کردے نسبت میں یا

شمول میں تاکہ سننے والے کوشک نہ رہے اور تاکید دو قسم پر ہے لفظی اور معنوی تاکید لفظی لفظ کے تکرار کے ساتھ ہوتی ہے جیسے زَیْد'' زَیْد'' قَائِم''، ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْد''، اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِم'' اور تاکید معنوی آٹھ لفظوں سے ہوتی ہے: نَفْس'' و عَیْن'' و کِلَاو کِلْتَا و کُلّ'' و اَجْمَعُ و اَکْتَعُ و اَبْتَعُ و اَبْصَعُ جیسے جَاءَ نِیْ زَیْد'' نَفْسُهُ اور جَاءَ نِیْ الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اور جَاءَ نِیْ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ اور عَیْن'' کو اسی پر قیاس کر، اور جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا اور اَلْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا اور کِلَاو کِلْتَا خاص ہیں مثنی کے ساتھ اور جَاءَ نِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ وَ اَکْتَعُوْنَ وَ اَبْتَعُوْنَ وَاَبْصَعُوْنَ۔ تو جان کہ اکتع و اتبع و ابصع، اجمع کے تابع ہیں پس اجمع کے بغیر اور اجمع پر مقدم نہیں ہوتے۔

{**تشریح**}: اس عبارت میں مصنفؒ توابع کی دوسری قسم کو بیان کر رہے ہیں اور وہ تاکید ہے۔

{**تعریف تاکید**}: تاکید کے لغوی معنی پختہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں وہ تابع ہے جو متبوع کی حالت کو پختہ اور ثابت کرے نسبت میں یا شمول میں تاکہ سننے والے کو کوئی شک وابہام نہ رہے۔

نسبت سے مراد یہ ہے کہ تاکید یہ بتادے کہ مسند یا مسند الیہ اس کا متبوع ہی ہے ۔جیسے زَیْد'' زَیْد'' قَائِم'' اس میں دوسرا زید پہلے کی تاکید ہے اس میں پہلے زید یعنی مسند الیہ کو پختہ ومضبوط کرنا مقصود ہے کہ قیام (کھڑے) ہونے کی نسبت زید ہی کی طرف ہے ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْد'' مسند کی مثال ہے ۔شمول میں متبوع کی حالت کو پختہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سامع کو یقین دلایا جائے کہ متبوع اپنے تمام افراد کو شامل ہے جیسے جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ۔ کلهم، القوم کی تاکید ہے اس سے مقصود یہ بتانا ہے کہ مجیئت قوم کے اکثر افراد کیلئے نہ سمجھا جائے بلکہ مجیئتِ قوم اپنے تمام افراد کو شامل ہے۔

تاکید کے متبوع کو موکد کہتے ہیں۔

{اقسام تاکید}: تاکید کی دو قسمیں ہیں (۱) تاکید لفظی (۲) تاکید معنوی۔

(۱) تاکید لفظی: وہ تاکید ہے جو تکرار لفظ سے حاصل ہوتی ہے خواہ وہ لفظ اسم ہو فعل ہو یا حرف ہو جیسے اسم کی مثال زَیْد" زَیْد" قَائِم"، فعل کی مثال ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْد"، حرف کی مثال اِنَّ اِنَّ زَیْداً قَائِم"۔ البتہ اگر تکرار لفظ سے تاکید نہیں بلکہ محض تکرار مراد ہو تو پھر وہ تاکید نہیں کہلائے گی جیسے قرآن میں ہے کَلاَّ اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ دَکّاً دَکّاً وَ جَاءَ رَبُّکَ وَالْمَلَکُ صَفّاً صَفّاً۔

اسی طرح اللہ اکبر اللہ اکبر میں بھی ثانی پہلے کی تاکید نہیں۔

{(۲) تاکید معنوی}: وہ تاکید ہے جو متبوع کے معنی کو پختہ کرنے کیلئے کسی اور لفظ کے ساتھ کی جائے۔ اس کیلئے آٹھ (۸) الفاظ ہیں جو عبارت میں بمع امثلہ مذکور ہیں۔

فائدہ: حروف: (۱) نفس (۲) عین (۳) کل جب ضمیر کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں تو ماقبل کیلئے تاکید بنیں گے بشرطیکہ ان پر کوئی حرف جر داخل نہ ہو۔

فائدہ: اکتع، ابتع، ابصع یہ تین حروف اجمع کے تابع ہوتے ہیں لہذا اس کے بغیر بھی استعمال نہیں ہوتے اور ان کو اجمع پر مقدم بھی نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اجمع ان تینوں کے بغیر استعمال ہو سکتا ہے۔

فائدہ: کلا و کلتا صرف تثنیہ کی تاکید کیلئے آتے ہیں پہلا مذکر کیلئے دوسرا مونث کیلئے۔

فائدہ: نفس اور عین کے ساتھ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مونث سب کی تاکید کی جاتی ہے لیکن ان کا صیغہ اور اس کے ساتھ متصل ہونے والی ضمیر جو متبوع کی طرف لوٹتی ہے متبوع کے لحاظ سے بدلتی رہے گی۔ یہ کل چھ صورتیں بنیں گی استاذ پر لازم ہے کہ ان سب کی امثلہ طلباء سے بنوائے۔

فائدہ: اجمع اکتبع، ابصع، اتبع یہ چار الفاظ مفرد مذکر و مونث اور جمع مذکر و مونث کی تاکید کیلئے آتے ہیں۔ اگر مفرد مذکر کی تاکید کیلئے ہوں تو افعل کے وزن پر ہوں گے جیسے عبارت میں مثال موجود ہے اور اگر مونث مفرد کیلئے ہوں تو فَعْلَاءُ کے وزن پر ہوں گے

جیسے اِشۡتَرَیۡتُ الۡجَارِیَۃَ کُلُّھَا جَمۡعَآءُ کَتۡعَاءُ بَتۡعَآءُ بَصۡعَآءُ۔اور اگر جمع مذکر کی تاکید کیلئے ہوں تو افعلون کے وزن پر ہوں گے مثال خود بنالو۔اور اگر جمع مونث کیلئے ہوں تو فُعَل کے وزن پر ہوں گے جیسے قَامَتِ النِّسَآءُ کُلُّھُنَّ جُمَعُ کُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ۔

{کل کی بحث}:

یہ مفرد مذکر و مونث اور جمع مذکر و مونث کیلئے آتا ہے اور اس کی ضمیر متبوع کے موافق ہوگی۔ اگر قرینہ موجود ہو تو کل عموم کی جگہ خصوص کیلئے بھی استعمال ہوسکتا ہے یعنی اس وقت تمام افراد مراد نہ ہوں گے۔

فائدہ: اگر موصوف ایک سے زائد ہوں تو ان کے درمیان حرف عطف لایا جاسکتا ہے اور بدون حرف عطف بھی ذکر کیا جاسکتا ہے۔اول کی مثال جیسے سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ الۡاَعۡلٰی الَّذِیۡ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیۡ قَدَّرَ فَھَدٰی وَالَّذِیۡ اَخۡرَجَ الۡمَرۡعٰی۔ثانی کی مثال جیسے وَلَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیۡنٍ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیۡمٍ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ۔

نوٹ: دونوں آیتوں کی ترکیب طلباء سے کرائیں۔

البتہ تاکیدات ایک سے زائد ہوں تو حرف عطف نہیں لایا جاسکتا اس لئے کہ حرف عطف مغایرت کیلئے ہے اور موکد تاکید ایک ہی معنی کیلئے ہوتا ہے۔جیسے جَاءَ زَیۡدٌ نَفۡسُہٗ وَ عَیۡنُہٗ یہ غلط ہے۔

فائدہ: کل اور جمع کی تاکید کیلئے شرط ہے کہ ان کے ساتھ ضمیر ہو ورنہ تاکید نہیں بنیں گے جیسے خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعاً میں جمیعا تاکید نہیں حال ہے۔وَفَتَحۡنَا عَلَیۡھِمۡ اَبۡوَابَ کُلِّ شَیۡئٍ میں کل شیء تاکید نہیں مرکب اضافی ہوکر مفعول ہے۔

فائدہ: جب نفس و عین کی ضمیر مرفوع متصل کے ساتھ تاکید کی جائے اولا ضمیر مرفوع منفصل کی لانا ضروری ہے جیسے قُوۡمُوۡا اَنۡتُمۡ اَنۡفُسُکُمۡ۔

{عبارت}: سوم بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد و بدل بر چہار قسم ست بدل

الکل و بدل الاشتمال و بدل الغلط و بدل البعض بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چون جاء نی زید اخوک و بدل البعض آنست کہ مدلولش جزو مبدل منہ باشد چون ضرب زید راسہ و بدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چون سلب زید ثوبہ و بدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظی دیگر یاد کنند چون مررت برجل حمار۔

ترجمہ: تیسری قسم بدل اور وہ ایک ایسا تابع ہے کہ نسبت سے مقصود وہی ہو۔اور بدل چار قسم پر ہے، بدل الکل، بدل الاشتمال، بدل غلط، بدل بعض۔ بدل کل وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو جیسے جَاءَ نِیْ زَیْد" اَخُوْکَ بدل بعض وہ بدل ہے جس کا مدلول منہ مبدل منہ کے مدلول کا جزء ہو جیسے ضُرِبَ زَیْد" رَأْسُہُ بدل اشتمال وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیْد" ثَوْبُہُ اور بدل غلط وہ بدل ہے کہ جس کو غلطی کے بعد دوسرے لفظ سے ذکر کریں جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ۔

{**تشریح**}: یہاں سے مصنف توابع کی تیسری قسم کو بیان کر رہے ہیں اور وہ بدل ہے۔

{**تعریف بدل**}: بدل وہ تابع ہے جس کا متبوع بطور تمہید کے ذکر کیا گیا ہو کلام میں اصل مقصود تابع ہی ہو اسے بدل کہتے ہیں اور اس کے متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں۔

{**اقسام بدل**}: بدل کی چار قسمیں ہیں:

{(۱) **بدل الکل**}: وہ بدل ہے جس کا مدلول و مصداق وہی ہو جو اس کے متبوع اور مبدل منہ کا ہے جیسے جَاءَ نِیْ زَیْد" اَخُوْکَ (میرے پاس زید یعنی تیرا بھائی آیا) زید مبدل منہ ہے اور اخوک بدل دونوں کا مدلول ایک ہی ہے۔

لطیفہ: بدل الکل کا نام صاحب الفیہ نے بدل المطابق رکھا کیونکہ اللہ کے اسماء بھی بدل بنتے ہیں اور کل وجز کا اطلاق اللہ پر جائز نہیں۔ **وللناس فیما یعشقون مذاھبھم**

{(۲) **بدل الاشتمال**}: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے ساتھ متعلق و ملابست ہو جیسی سُلِبَ زَیْد" ثَوْبُہُ چھینا گیا زید کہ اس کا کپڑا۔ اس میں ثوبہ زید سے بدل ہے اس کا زید

سے تعلق نہ باعتبار جنسیت ہے نہ باعتبار نسبت بلکہ اس کا زید سے ایک اور قسم کا تعلق ہے۔

{(۳) **بدل البعض**}: وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا جز ہو جیسے ضُرِبَ زَیْد" رَأْسُه (مارا گیا زید یعنی اس کا سر) اس میں راسہ زید سے بدل ہے اور اس کا جز ہے ضرب کی نسبت دراصل اسی بدل یعنی اسی کی طرف کرنا مقصود ہے۔

{(۴) **بدل الغلط**}: وہ بدل ہے جو غلط لفظ نکلنے کے بعد صحیح لفظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو ۔جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ گزرا میں ایک مرد کے پاس نہیں نہیں گدھے کے پاس۔ سبقت لسانی سے رجل زبان سے نکل گیا اصلاح وتدارک کیلئے اس کے بعد صحیح اور مقصود لفظ حمار ذکر کیا گیا۔

{صفت اور بدل میں فرق}

(۱) صفت مشتق ہوتا ہے جبکہ بدل غیر مشتق ہوتا ہے۔

(۲) صفت کا تعریف وتنکیر وغیرہ میں مطابقت ضروری ہے بدل کیلئے ضروری نہیں۔

{عبارت}: چہارم عطف بر حرف واو تابعیست کہ مقصود باشد بنسبت با متبوعش بعد از حرف عطف چون جاءنی زید وعمرو، وحروف عطف دہ است در فصل سوم یاد کنیم انشاءاللہ تعالی واورا عطف نسق نیز گویند۔ پنجم عطف بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چون اقسم باللہ ابو حفص عمر وقتیکہ بعلم مشہور تر باشد وجاءنی زید ابو عمرو وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد۔

ترجمہ: چوتھی قسم عطف بحرف جر، اور وہ ایک ایسا تابع ہے جو مقصود ہو نسبت سے اپنے متبوع کے ساتھ حرف عطف کے بعد جیسے جَاءَنِیْ زَیْد" وَّ عَمْرو"، اور حرف عطف دس ہیں جن کو تیسری فصل میں بیان کریں گے ان شاء اللہ۔ اور اس کو عطف نَسَق بھی کہتے ہیں۔ پانچویں قسم عطف بیان اور وہ ایک ایسا تابع ہے جو صفت نہ ہو اور متبوع کو واضح کرے جیسے اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ اس وقت جبکہ (متبوع) علم کے ساتھ زیادہ مشہور ہو، اور جَاءَنِیْ زَیْد" اَبُوْ عَمْرٍو اس وقت جبکہ (متبوع) کنیت کے ساتھ زیادہ مشہور ہو۔

{**تشریح**}: توابع کی چوتھی اور پانچویں قسم عطف بحرف جر و عطف بیان ہے۔

{(۴) **عطف بحرف جر**}: وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد ذکر کیا جائے اور اپنے متبوع کے ساتھ کلام میں نسبت سے مقصود ہو یعنی نسبتِ کلام میں دونوں برابر ہوں۔ جیسے جَاءَنِیْ زَیْد" وَّ عَمْرو " اس میں عمرو تابع عطف بحرف جر ہے یعنی آنے کی نسبت زید کی طرح عمرو کی طرف کرنا بھی مقصود ہے۔ اس میں متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں اور یا عطف بحرف جر یا عطف نسق بھی کہتے ہیں اور حرف عطف دس ہیں جسے مصنفؒ تیسری فصل میں بیان کریں گے۔

{(۵) **عطف بیان کی تعریف**}: عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت کی طرح ذاتِ متبوع کے کسی معنی کو بیان نہ کرے البتہ اپنے متبوع کے مصداق کے حال کو روشن اور واضح کرے۔ جیسے اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ قسم کھائی اللہ کی ابو حفص نے جو عمر ہے۔ ابو حفص حضرت عمرؓ کی کنیت ہے جس کا غیر مشہور ہونے کی وجہ سے محض ابو حفص کہنے سے اس کا مصداق واضح نہیں ہوتا اس کا تابع عمرؓ لانے سے مصداق واضح ہو گیا۔ لہٰذا (حضرت) عمرؓ ابو حفص کیلئے عطف بیان ہو جائے گا یہ اس وقت بولتے ہیں جب علم کے ساتھ زیادہ مشہور ہو اور جب کنیت سے مشہور ہو تو اس وقت علم کی جگہ کنیت عطف بیان لاتے ہیں جیسے جَاءَنِیْ زَیْد" اَبُوْ عُمَرَ۔

{**ترکیب**}: اقسم فعل، با حرف جار، لفظ اللہ مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق ہوا اقسم فعل کا، ابو حفص مرکب اضافی ہو کر مبین عمر عطف بیان، مبین اپنے عطف بیان سے مل کر فاعل ہوا اقسم فعل کا فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تمرین

موکد تاکید، بدل، عطف بیان کی پہچان کرو بمع ان کے اقسام کے اور ترکیب و ترجمہ کرنا نہ بھولو۔ اور امثلہ مذکور پر اعراب بھی خود لگاؤ۔

(۱) اخاک اخاک ان من لا اخا له کساع الی الھیجآء بغیر سلاح (۲) فسجد الملائکة کلھم اجمعین (۳) قد قامت الصلوۃ قد قامت الصلوۃ (۴) اشتریت العبد کله (۵) و ان جھنم لموعدھم اجمعین (۶) اذا صلی الامام جالسا فصلوا جلوسا اجمعون (۷) کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون (۸) اولی لک فاولی ثم اولی لک فاولی (۹) الراشی والمرتشی کلاھما فی النار (۱۰) علم آدم الاسماء کلھا (۱۱) فنجیناہ واھله اجمعین (۱۲) ان الامر کله لله (۱۳) لاصلبنکم اجمعین (۱۴) جاء البنتان کلتاھما (۱۵) من اعتقد ان الانبیاء علیھم الصلوۃ والسلام یعلمون الغیب فنکاحه باطل باطل باطل (۱۶) اکل الرغیف نصفه (۱۷) اعجبنی زید علمه (۱۸) یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیه (۱۹) جاءنی محمد ابو عبد اللہ (۲۰) تصدقت بدرھم دینار (۲۱) یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمة اللہ علیکم اذ جائتکم جنود (۲۲) اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین (۲۳) سرق زید فرسه (۲۴) وجعلوا لله شرکاء الجن (۲۵) وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن (۲۶) قال موسی لاخیه ھارون (۲۷) والی ثمود اخاھم صالحا (۲۸) قال ابو محمد الحسن (۲۹) قال نعمان ابو حنیفه (۳۰) جاءنی زید الطویل

{ترکیب}: قال نعمان ابو حنیفه: قال فعل نعمان مبین ابو حنیفه عطف بیان مبین عطف بیان مل کر قال فعل کیلئے فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ۔

تعارف امام اعظم:

آپ کا پورا نام نعمان بن ثابتؒ ۔آپ کی ولادت 80ھ میں کوفہ میں ہوئی۔آپ فارسی النسل تھے۔آپؒ کو آپ کے والد حضرت ثابتؒ بچپن میں حضرت علیؓ کے پاس لائے آپؓ نے ان کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔آپ نے شروع میں تجارت کی مگر امام عامر شعبیؒ جن کو

پانچ سوصحابہؓ کی زیارت کا شرف حاصل تھا کہ مشورے پر علم دین کی تحصیل کی طرف مشہور ہوئے۔ وقت کے کبار علماء سے استفادہ کیا۔ اور ایسا کمال وعلمی رسوخ پیدا کیا کہ پوری دنیا میں امام اعظم کے لقب سے معروف ہوئے۔

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے آپ کو عہد قضاء (چیف جسٹس) پیش کیا مگر آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے آپ کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ جیل میں بھی تعلیمی سلسلہ جاری رہا چنانچہ امام محمدؒ نے تحصیل علم وہیں کیا۔ اس دوران آپ کی مقبولیت میں بے پناہ اضافہ ہوا جس کے خوف سے خلیفہ وقت نے آپ کو زہر دلوایا زہر کا اثر محسوس کرنے پر آپ فورا سجدے میں گرے اور اسی حالت میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ تقریبا پچاس ہزار سے زائد افراد نے آپ کے جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

امام جلال الدین سیوطی شافعیؒ نے اپنی کتاب ''تبییض الصحیفة فی مناقب الامام ابی حنیفہ'' میں بخاری ومسلم کی حدیث کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی ہوگا تو اہل فارس میں سے ایک شخص اس میں سے اپنا حصہ لے لیگا کا مصداق آپ کو ٹھرایا۔

تابعیت امام اعظم

حضرت امام اعظمؒ کو تابعیت کا شرف بھی حاصل تھا چونکہ بعض حضرات اس کے منکر ہیں اس لئے ان کی تسلی کیلئے حوالہ جات زیب قرطاس ہیں:

(۱) علامہ ابن عبد البرؒ نے نے روایت کیا کہ امام اعظمؒ نے انس بن مالکؓ اور عبد اللہ بن حارثؓ کی زیارت کی۔ (جامع بیان العلم وفضلہ، ص204)

(۲) حافظ ذہبی نے بھی مناقب ابی حنیفہ ص14 میں آپ کی اپنی روایت ذکر کی کہ آپ نے انس بن مالکؓ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

(۳) امام سیوطی نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے ایک جماعتِ صحابہؓ کی زیارت کی۔ (تبییض الصحیفة، ص15)

اس کے علاوہ حافظ ذہبی نے تذکرة الحفاظ، ج1 ص 168، سیر اعلام النبلاء، ج6، ص

392، امام موفق المکی نے مناقب موفق المکی، ج 1،ص 24، امام ابونعیم نے مسند ابی حنیفہ ،ص 24 امام صیمری نے اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ،ص 18، امام ابوالقاسم نے رسالۃ فی مناقب الآئمۃ الاربعۃ، ابن ندیم نے الفہرست لابن ندیم ،ص 342، ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ ،ج 5،ص 527، ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب، ج 6،ص 55، علامہ عینی نے عمدۃ القاری ج 2 ص 505، ابن العماد حنبلی نے شذرات الذہب ج 1 ص 372 پر آپ کی تابعیت کا ذکر کیا ہے۔ یہ چند حوالے تھے جو نظر سے گزرے اگر تحقیق و جستجو کی جائے تو مزید بھی کئی حوالے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: فصل دوم در بیان منصرف وغیر منصرف، منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درو نباشد وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است عدل و وصف و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون مزید تان چنانچہ در عمر عدل ست و علم و در ثلث و مثلث صفت است و عدل و در طلحۃ تانیث است و علم و در زینب تانیث معنوی است و علم و در حبلی تانیث است بالف مقصورہ و در حمرآء تانیث ست بالف ممدودہ و این مونث بجائی دو سبب ست و در ابراہیم عجمہ ست و علم و در مساجد و مصابیح جمع منتہی الجموع بجائی دو سبب ست و در بعلبک ترکیب ست و علم و در احمد وزن فعلست و علم و در سکران الف نون زائد تان ست و وصف و در عثمان الف نون زائد تانست و علم۔ و تحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود۔

ترجمہ: دوسری فصل منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں، منصرف وہ اسم ہے کہ کوئی سبب اسباب منع صرف میں سے اس میں نہ ہو، اور غیر منصرف وہ ہے کہ دو سبب منع صرف کے

اسباب میں سے جس میں ہوں۔ اور منع صرف کے اسباب نو ہیں: عدل، وصف، تانیث، معرفہ، عجمہ، جمع، ترکیب، وزن فعل، الف ونون زائدتان، جیسے عمر عدل اور علم ہے، اور ثُلٰثُ و مَثْلَثُ میں صفت اور عدل ہے، اور طلحہ میں تانیث اور علم ہے، اور زینب میں تانیث معنوی اور علم ہے، اور حبلی میں تانیث ہے الف مقصورہ کے ساتھ، اور حمراء میں تانیث ہے الف ممدودہ کے ساتھ اور یہ تانیث (الف مقصورہ وممدودہ) دو اسباب کے قائم مقام ہے۔ اور ابراھیم میں عجمہ ہے اور علم، اور مساجد اور مصابیح میں جمع منتہی الجموع دوسببوں کے قائم مقام ہے، اور بعلبک میں ترکیب اور علم ہے، اور احمد میں وزن فعل اور علم ہے، اور سکران میں الف نون زائدتان اور وصف ہے، اور عثمان میں الف ونون زائدتان اور علم ہے۔ اور غیر منصرف کی مزید تحقیق دوسری کتابوں سے معلوم ہوجائے گی۔

{**تشریح**}: اس عبارت میں مصنفؒ منصرف اور غیر منصرف کو بیان کررہے ہیں۔ ان تمام کی تعریفات بمع اعراب ماقبل میں گزرچکی ہیں۔ نیز خود مصنفؒ نے فرمادیا ہے کہ مزید تفصیل وتشریح بڑی کتب میں ملیں گی اس لئے ہم بھی مبتدی طلباء کے ذہنوں پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے ویسے بھی سال کا آخر ہے۔ آپ کا ذہن اس وقت کتاب سے زیادہ گھر میں گھوم رہا ہوگا۔ البتہ چند فوائد ذکر کردیتا ہوں۔

فائدہ: انبیاء علیہم السلام کے ناموں میں سے سات نام: (۱) محمد (۲) ھود (۳) صالح (۴) شعیب (۵) شیث (۶) نوح (۷) لوط۔ منصرف ہیں کیونکہ اول چار تو عربی ہیں عجمہ نہیں اور بقایا تین اگرچہ عجمہ ہیں مگر عجمہ کیلئے جو شرائط ہیں جو آپ بڑی کتب میں پڑھیں گے وہ ان میں نہیں پائی جارہی ہیں۔ ان ناموں کے علاوہ تمام انبیاء کے نام عجمہ ہوکر غیر منصرف ہیں۔ جیسے اسحٰق، یعقوب۔

فرشتوں میں سے پانچ اسماء (۱) منکر (۲) نکیر (۳) بشیر (۴) نذیر (۵) مالک عربی ہونے کی وجہ سے منصرف ہیں باقی اسماء عجمہ ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہیں البتہ رضوان الف نون زائدتان اور علم کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

فائدہ: مہینوں کے اسماء میں سے جمادی الاولی و جمادی الاخری الف مقصورہ کی وجہ سے غیر منصرف ہیں، رمضان الف نون زائدتان کی وجہ سے اور صفر و رجب علمیت وعدل کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔

تمرین

مندرجہ ذیل امثلہ میں غیر منصرف کی پہچان بمع اسباب، کرو، اعراب کی کیفیت کو بھی بیان کرو اور ترجمہ اور ترکیب بھی کرو۔ اور اعراب بھی لگاؤ۔

(۱) جائت فاطمة (۲) واوحینا الی ابراهیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب (۳) یعملون مایشآء من محاریب و تماثیل (۴) فی احسن تقویم (۵) هذه بقرة صفرآء (۶) فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنی و ثلث و رباع (۷) ان للمتقین مفازا حدآئق و اعنابا (۸) و کواعب و اترابا (۹) شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن (۱۰) یبنی اسرائیل (۱۱) من کان عدوا لجبریل (۱۲) بشری لکم (۱۳) اولی اجنحة مثنی و ثلث و رباع (۱۴) و مساجد یذکر فیها اسم اللّٰہ (۱۵) قال ابو داوٗد (۱۶) واخر متشابهات (۱۷) بیضآء لذة للشاربین (۱۸) رایت عمران

{عبارت}: فصل سوم در حروف غیر عاملہ و آن شانزدہ قسم ست اول حروف تنبیہ و آن سہ است الا و اما و ھا۔ دوم حروف ایجاب و آن شش ست نعم و بلی و اجل و ای و جیر و ان۔ سوم حروف تفسیر و آن دو است ای و ان کقولہ نادینہ ان یا ابراھیم۔ چہارم حروف مصدریہ و آن سہ است ما و ان و ان۔ ما و ان در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد۔ پنجم حروف تخصیص و آن چہار ست الا و ھلا و لولا و لوما۔

ترجمہ: تیسری فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں اور وہ سولہ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم حروف تنبیہ اور وہ تین ہیں اَلاَ، اَمَا، ھَا۔ دوسری قسم حروف ایجاب اور وہ چھ ہیں: نَعَمْ، بَلٰی، اَجَلْ، اِیْ

، جَیْرِ ،اِنَّ ۔تیسری قسم حروف تفسیر اور وہ دو ہیں اَیْ اور اَنْ جیسے اللہ تعالی کا قول وَ نَادَیْنَاہُ اَنْ یَّا اِبْرَاهِیْمَ ۔ چوتھی قسم حروف مصدر اور وہ تین ہیں :مَا ،اَنْ ،اَنَّ ۔ما اور اَنْ فعل پر داخل ہوتے ہیں تا کہ فعل مصدر کے معنی میں ہوجائے ۔ پانچویں قسم حروف تخصیص اور وہ چار ہیں :اَلاَّ ،هَلاَّ ،لَوْلَا ،لَوْمَا ۔

{**تشریح**}: یہاں سے مصنف رحمہ اللہ تیسری فصل کو بیان کررہے ہیں جو حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہیں اور وہ کل سولہ (١٦) ہیں ۔جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

{(۱) **حروف تنبیہ**} :وہ حروف ہیں جو جملہ اسمیہ یا فعلیہ کے شروع میں اس غرض سے لائے جاتے ہیں تا کہ سامع سے غفلت کو دور کر کے اسکو کلام کی طرف متوجہ کیا جائے ۔

{امثلہ حروف تنبیہ} : ان کی تعداد عبارت میں مذکور ہیں امثلہ ملاحظہ ہو:اَلاَ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ (خبردار بے شک وہی فسادی ہیں) (۲) اَمَا لَا تَفْعَلُ (خبردار کام مت کرو) (۳) هَاؤُمُ اقْرَؤُ كِتَابِيَهْ (سنو میری کتاب پڑھو)

{(۲) **حروف ایجاب**}:ایجاب کے معنی ہیں کسی چیز کو ثابت کرنا یہ وہ حروف ہیں جو کسی چیز کی تقریر اور اثبات کیلئے وضع کئے گئے ہوں ۔ان کی تعداد عبارت میں مذکور ہے۔

{معانی حروف ایجاب}

(۱) نعم: پہلے کلام کے مضمون کو اپنی حالت پر برقرار کرنے کیلئے آتا ہے خواہ پہلا کلام خبر ہو یا انشاء مثبت ہو یا منفی جیسے اَجَاءَ زَیْد "کیا زید آیا جواب میں **نعم** کہا جائے تو مطلب ہوگا کہ واقعی زید آیا ۔منفی کی مثال جیسے اَمَا جَاءَ زَیْد "کیا زید نہیں آیا جواب میں **نعم** کہنے کا مطلب ہوگا کہ ہاں واقعی زید نہیں آیا۔

(۲) بلی: یہ کلام منفی کے جواب میں اس کی نفی کو توڑ کر اس کو مثبت بنانے کیلئے آتا ہے جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ جواب میں **بلی** ہوگا یعنی ہاں تو ہمارا رب ہے۔ یہاں کلام منفی تھا تو اس کو بلی نے مثبت کر دیا۔

(۳) اِیْ: نعم کی طرح یہ کلام سابق کے اثبات کیلئے استفہام کے جواب میں قسم کے ساتھ مل کر آتا ہے جیسے **اَقَامَ زَیْد** "کیا زید کھڑا ہے مخاطب جواب دے اِیْ وَ اللّٰہِ ہاں اللہ کی قسم زید کھڑا ہے۔

فرق نعم و ای

اِیْ صرف استفہام کے جواب میں آتا ہے اور نعم خبر و استفہام دونوں کے جواب میں آتا ہے نیز ای کے ساتھ قسم ضرور استعمال ہوتی ہے جبکہ نعم کے ساتھ قسم کا ہونا ضروری نہیں۔

(۴)(۵)(۶) اجل، جیر، ان: یہ تینوں بھی نعم کی طرح ہیں پہلی خبر کی تصدیق کیلئے آتے ہیں خواہ وہ مثبت ہوں یا منفی ان تینوں کے ساتھ قسم کا استعمال ضروری نہیں جیسے **قَدْ جَاءَ زَیْد**" کے جواب میں اجل، جیر، ان کہنے کا مطلب ہوگا ہاں واقعی زید آیا تھا۔

{**(۳) حروف تفسیر**}: اس کو کہتے ہیں جو ایسے کلام کے شروع میں آئے جو کسی ابہام کو دور کرے یا کسی اجمال کی توضیح کرے۔

{**تعداد وتشریح**}: یہ کل دو حروف ہیں ای اور ان۔ یہ حروف ہر مبہم چیز کی تفسیر کیلئے استعمال ہو سکتے ہیں خواہ وہ مفرد ہوں جیسے **جَاءَ نِیْ اَبُوْ تُرَابٍ اَیْ عَلِیّ**" خواہ جملہ ہو جیسے **قَطَعَ رِزْقُهُ اَیْ مَاتَ** یعنی وہ شخص مر گیا کیونکہ مرتے ہی اس کا رزق ختم ہو گیا۔ دوسرا حرف اَنْ تفسیریہ ہے یہ ایسے فعل کی تفسیر کے موقع پر استعمال ہوتا ہے جس میں قول کا معنی ہو جیسے **نَادَیْنَاهُ اَنْ یَّا اِبْرَاهِیْمَ نَادَیْنَا قُلْنَا** کے معنی میں ہے اس کے بعد اَنْ تفسیریہ لایا گیا کہ ہم نے اس کو ندا دی کہ اے ابراہیم ان بتاتا ہے کہ ہم نے اس کو یا ابراہیم کہہ کر ندا دی ان خود فعل کی تفسیر کیلئے نہیں آتا۔

{**حروف مصدریه**}: جو اپنے مابعد کو مصدر کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

{تعداد وتشریح}: ان کی تعداد تین ہیں (۱) مَا (۲) اَنْ (۳) اَنَّ۔ ما اور ان فعل پر داخل ہو کر اس کو صدر کے معنی میں کر دیتے ہیں جیسے **ضاقت علیهم الارض بما رحبت** اس مثال میں ما رحبت فعل ماضی کو مصدر کی تاویل میں کر کے با جارہ کیلئے مجرور بنایا ان مصدر کی

مثال جیسے اَعْجَبْتُ اَنْ خَرَجْتَ یہاں ان مصدر یہ نے خرجت کو خُرُوْجُکَ کے معنی میں کردیا۔ اَنَّ کی مثال اَعْجَبَنِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ '' اس میں ان نے قائم کو قیامک کے معنی میں کردیا۔

{(۵) **حروف تخصیص**}: وہ حروف جو مخاطب کو کسی گزشتہ بات پر ملامت وتوضیح یا آئیندہ بات کی ترغیب وتشویش کیلئے جملوں کے شروع میں لایا جائے۔

{تعداد حروف تخصیص ومعانی}: ان کی تعداد کل چار ہیں: (۱) اَلاَ (۲) هَلاَّ (۳) لَوْلاَ (۴) لَوْمَا۔ یہ حروف جب فعل ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو گزشتہ کسی کام کے نہ کرنے پر ندامت دلانے اور توبیخ کیلئے آتے ہیں اس لئے ان کو'' حروف تندیم'' بھی کہا جاتا ہے۔ جیسے هَلاَّ اَكْرَمْتَ زَيْداً تو نے زید کی عزت کیوں نہ کی۔ اور اگر یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں تو مخاطب کو فعل کرنے کی ترغیب دینے کیلئے ہوتے ہیں جیسے اَلاَ تُصَلِّیْ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا هَلاَّ تَقْرَءُ فَتَكُوْنُ عَالِماً تو کیوں نہیں پڑھتا تا کہ تو عالم بن جائے لَوْلاَ تُكْرِمُ زَيْداً تو زید کا اکرام کیوں نہیں کرتا، لَوْمَا تَأْكُلُ تو کیوں نہیں کھاتا۔

نوٹ: استاذ پر لازم ہے کہ ان حروف میں سے ہر ایک حرف کی دس دس مثالیں طلباء سے نکلوائے۔

{عبارت}: ششم حروف توقع وآن قد است برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل۔ ہفتم حروف استفہام وآن سہ است ما وہمزہ وھل۔ ہشتم حروف ردع وآن کلا است بمعنی باز گردانیدن وبمعنی حقا نیز آمدہ است چون کلا سوف تعلمون۔ نہم تنوین وآن پنج است تمکن چون زید وتنکیر چون صہ ای اسکت سکوتا ما فی وقت ما۔ اما صہ بغیر تنوین فمعناہ اسکت السکوت الان وعوض چون یومئذ ومقابلہ چون مسلمات وترنم کہ در آخر ابیات باشد شعر اقلی اللوم عاذل والعتابن وقولی ان اصبت لقد اصابن۔ وتنوین ترنم در اسم و فعل وحرف رود اما چہار اولین خاص است باسم۔

ترجمہ: چھٹی قسم حروف توقع اور وہ قَدْ ہے ماضی میں تحقیق اور ماضی کو حال سے قریب کرنے کے واسطے ہے، اور فعل مضارع میں تقلیل کیلئے۔ ساتویں قسم حروف استفہام اور وہ تین ہیں :مَا ، هَمْزَهْ ، هَلْ۔ آٹھویں قسم حروف ردع اور وہ کَلَّا ہے جو روکنے کے معنی میں ہے اور حَقًّا کے معنی میں بھی آیا ہے جیسے کَلاَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ نوین قسم تنوین اور وہ پانچ قسم پر ہے: تمکن جیسے زَیْد" تنکیر جیسے صَهٍ یعنی اُسْکُتْ سُکُوْتاً مَّافِیْ وَقْت ما ، البتہ صَهْ بغیر ~~تنوین کے اُسْکُتِ السُّکُوْتُ الْآنَ کے معنی میں ہے ، عوض جیسے یَوْمَئِذٍ مقابلہ جیسے~~ مُسْلِمَات" ، ترنم جو شعروں کے آخر میں آتی ہے اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتَ لَقَدْ اَصَابَنْ۔ اور تنوین ترنم اسم فعل اور حرف پر داخل ہوتی ہے البتہ پہلی چار قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

{(٦) **حرف توقع**} : یہ صرف ایک لفظ قد ہے اگر فعل ماضی پر داخل ہو تو تحقیق اور تقریب کیلئے آتا ہے تقریب کے معنی ہے ماضی کو حال کے قریب کرنا۔ جیسے قَدْ قَامَ زَیْد" اور اگر فعل مضارع پر داخل ہو تو اکثر تقلیل کیلئے آتا ہے جیسے اَلْجَوَادُ قَدْ یَبْخُلُ سخی آدمی بھی کبھی کبھی بخل کرتا ہے۔

{(٧) **حروف استفهام**}: ان حروف کو کہتے ہیں جو کسی بات کے پوچھنے کیلئے جملے کے شروع میں لائے جاتے ہیں۔ ان کی کل تعداد تین ہیں۔ ان کے آنے سے جملہ انشائیہ بن جاتا ہے کبھی یہ زجر و توبیخ کیلئے بھی آتے ہیں۔ ان میں سے ما صرف مفرد پر داخل ہوتا ہے جیسے مَادِیْنُکَ۔

{(٨) **حروف ردع**}: حروف ردع اس کو کہتے ہیں جو سامع کو دھمکانے یا کسی بات سے روکنے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ ایسا حرف حرف کلا ہے۔ جیسے زَیْد" یَبْغُضُکَ زید تیرے ساتھ دشمنی کرتا ہے کہ جواب میں کہا جاتا ہے کَلاَّ ہرگز نہیں۔ اور یہ کَلاَّ کبھی حَقًّا کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے یعنی مضمون جملہ کی تحقیق کیلئے جیسے کَلاَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یَقِیْناً عنقریب تم لوگ جان لوگے۔

{(۹) تنوین}: تنوین اس نون کو کہتے ہیں جو کسی کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے بعد پڑھنے میں آتا ہے اور تاکید کیلئے نہیں ہوتا۔ یہ نون بصورت نون نہیں لکھا جاتا، بلکہ کلمہ کا آخری حرف مفتوح ہو تو دو زبر اور آخر حرف پر ضمہ ہو تو دو پیش اور آخری حرف کے نیچے کسرہ ہونے کی صورت میں دو زیر کی شکل ظاہر کیا جاتا ہے۔ آخر میں دو زبر ہونے کی صورت میں الف بھی لکھا جاتا ہے جیسے زَیْداً۔ زید باعتبار کتابت کے زیدا ہے اور زید باعتبار تلفظ کے زیدن ہے۔

{اقسام تنوین}: تنوین کی پانچ قسمیں ہیں:

{(۱) تنوین تمکن}: جو اسم کے منصرف اور متمکن ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے زید

{(۲) تنوین تنکیر}: جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے۔ جیسے صَہٍ یعنی اُسکُتْ سُکُوْتاً مَّافِیْ وَقْتٍ تو اس وقت تھوڑا سا چپ رہے۔ اگر صَہْ بغیر تنوین کے معرفہ پڑھا جائے تو اس کا معنی ہوگا تو اس وقت خاموش ہو جا پھر یہ نکرہ نہیں ہوگا۔

{(۳) تنوین عوض}: جو مضاف الیہ کے عوض میں آئے جیسے یومئذ اصل میں تھا یَوْم "اِذَا کَانَ کَذَا۔

{(۴) تنوین مقابلہ}: جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلے میں جمع مونث سالم پر آئے جیسے مُسْلِمَات"۔

{تنوین ترنم}: ترنم کا لغوی معنی ہے گانا، اور اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں آئے تحسین صوت کیلئے جیسے شاعر کہتا ہے

اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَ قُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتَ لَقَدْ اَصَابَن

ترجمہ: تو ملامت اور عتاب کو کم کردے اے ملامت کرنے والی اگر میں اچھا کام کروں تو کہہ دے کہ بے شک اس نے اچھا کام کیا۔

عتابن اصل میں العتاب تھا اور اصابن اصل میں اَصَابَ تھا۔ تنوین کی پہلی چار قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہے اور یہ تنوین اسم، فعل، حرف سب پر آسکتی ہے۔

{عبارت}: دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ خفیفہ چون اضربن و اضربن یاز دہم حروف زیادت وآن ہشت حرفست ان وان وما ولا ومن وکاف وبا ولام چہار آخر در حروفِ جر یاد کردہ شد، دواز دہم حروف شرط وآن دو است اما ولو، اما برائے تفسیر وفا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالی فمنھم شقی وسعید فاما الذین شقوا ففی النار واما الذین سعدوا ففی الجنۃ ولو برائی انتفائے ثانی بسبب انتفائی اول چون لوکان فیھما الھۃ الا اللہ وسیز دہم لولا واو موضوعست برائے انتفائے ثانی بسبب وجود اول چون لولا علی لھلک عمر، چہاردہم لام مفتوحہ برائے تاکید چون لزید افضل من عمرو، پانزدہم ما بمعنی مادام چون اقوم ما اجلس الامیر

ترجمہ: دسویں قسم نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں ثقیلہ اور خفیفہ جیسے اِضْرِبَنَّ اور اِضْرِبَنْ۔ گیارہویں قسم حروف زیادت اور وہ آٹھ ہیں اِنْ، اَنْ، مَا، لاَ، مِنْ، کاف، بَا، لام آخری چار حروف جارہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ بارہویں قسم حروف شرط اور وہ دو ہیں اَمَّا اور لَوْ۔ اَمَّا تفسیر کیلئے اور فا اس کے جواب میں ضروری ہے جیسے اللہ تعالی کا قول ہے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ" وَّ سَعِيْد" فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ، اور لَوْ ثانی کی نفی کے واسطے ہے اول کے منفی ہونے کی وجہ سے جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَة" اِلاَّ اللّٰهُ لَفَسَدَتَا تیرہویں قسم لَوْ لاَ اور یہ ثانی کی نفی کے واسطے ہے اول کے وجود کی وجہ سے جیسے لَوْ لاَ عَلِيٌّ" لَهَلَكَ عُمَرُ، چودہویں قسم لام مفتوحہ تاکید کیلئے جیسے لَزَيْد" اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، پندرہویں قسم جو مَادَامَ کے معنی میں ہو جیسے اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيْرُ۔

{**تشریح**}: یہاں سے دیگر حروف غیر عاملہ کو بیان کررہے ہیں:

{(۱۰) **نون تاکید**}: یہ فعل مضارع کے آخر میں ہوتا ہے خواہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ جو امر اور ہر اس فعل مضارع میں تاکید کا معنی پیدا کردیتا ہے جس میں طلب کے معنی ہوں جیسے اِضْرِبَنَّ ثقیلہ کی مثال اِضْرِبَنْ خفیفہ کی مثال۔

{(۱۱) **حروف زیادت**}: ان کی تعداد آٹھ ہے جو عبارت میں مذکور ہیں۔ان کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو کلام سے حذف کر دیا جائے تو کلام کے معنی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ان کا فائدہ صرف تزئین کلام ہے۔

{(۱۲) **حروف شرط**}: دو حروف ہیں اَمّا اور لَوْ۔اما اکثر مجمل کلام کی تفسیر کیلئے آتا ہے اور اس کے جواب پر فا لانا واجب ہے۔ **فَمِنْهُمْ شَقِيّ" وَّ سَعِيْد" فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِيْ النَّارِ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِيْ الْجَنَّةِ** ترجمہ: ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت پس اور جو بد بخت ہیں پس وہ آگ میں ہوں گے اور جو نیک بخت ہیں پس وہ جنت میں ہوں گے۔اس مثال میں **شَقِيّ"** اور **سَعِيْد"** مجمل کلام ہے شقی کی تفسیر اما الذین ~~شقوا ففی النار سے ہوئی اور سعید کی تفسیر اما الذین سعدوا ففی الجنۃ سے ہوئی~~ ۔دونوں کے جواب میں فا موجود ہے۔

لو انتفائے ثانی بسبب انتفائے اول کیلئے آتا ہے یعنی چونکہ شرط واقع نہیں اس لئے جزاء بھی واقع نہیں یہ ماضی کیلئے آتا ہے اگرچہ مستقبل میں داخل ہو اردو میں اس کا ترجمہ ''اگر، بالفرض'' سے کرتے ہیں۔جیسی **لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَة" اِلاَّ اللّٰهُ لَفَسَدَتَا** بالفرض اگر ہوتے زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا، حاجت روا، معبود تو البتہ زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔

اب جزاء یعنی زمین و آسمان کا تباہ نہ ہونا بلکہ بدستور قائم رہنا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود مشکل کشا حاجت روا بھی زمین و آسمان میں نہیں۔

{(۱۳) **لولا**}: یہ بھی حرف شرط ہے اس کا استعمال انتفائے ثانی بسبب وجود اول کیلئے ہوتا ہے یعنی چونکہ شرط پائی جاتی ہے لہذا جزاء منفی ہوتی ہے۔جیسے **لَوْ لاَ عَلِيّ" لَهَلَکَ عُمَر**۔ اگر حضرت علیؓ نہ ہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتے۔اس میں وجود حضرت علیؓ کی وجہ سے ہلاکت عمرؓ کا انتفاء ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام

چونکہ یہ قول حضرت عمرؓ کا حضرت علیؓ کی تعریف میں ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جو مناقب حضرت عمرؓ کے بیان کئے وہ بھی ذکر کر دئے جائیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب وفات پا گئے اور انہیں تخت پر لٹایا گیا تو لوگ ارد گرد جمع ہو گئے اور ان کی تعریف کرنے اور دعا دینے لگے میں بھی ان میں شامل تھا کہ اچانک ایک آدمی نے پیچھے سے میرے مونڈھے پر اپنا ہاتھ رکھا تو میں گھبرا گیا میں نے دیکھا تو وہ حضرت علیؓ تھے، انہوں نے حضرت علیؓ کیلئے دعائے رحمت کی اور پھر فرمایا اے عمر تم نے کوئی شخص ایسا نہ چھوڑا جس کے اعمال ایسے ہوں کہ ویسے اعمال پر مجھے اللہ سے ملنا پسند ہو خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ اللہ آپ کو آپکے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ملائے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اکثر آنحضرت ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ آپ نے فرمایا ابوبکر و عمر آئے اور میں اندر گیا، اور ابوبکر و عمر اندر گئے اور میں نکلا اور ابوبکر و عمر نکلے، اس لئے میں امید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالی آپ کو آپکے ان دونوں ساتھیوں کے ساتھ کر دے گا (مسلم) معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ سے غایت درجے کی محبت رکھتے تھے اور ان کو خود سے افضل سمجھتے تھے اب خدا ناس کرے ان لوگوں کا جو ان دونوں بھائیوں میں جھگڑا بتاتے ہیں۔ یاد رہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ''عمر'' رکھا تھا (جلاء العیون از باقر مجلسی)۔

{(۱۴) **لام مفتوحہ**}: یہ جملہ کی تاکید کیلئے آتا ہے اسم فعل دونوں پر داخل ہو سکتا ہے اس کو لام ابتدائی بھی کہتے ہیں جیسے لَزَیْد'' اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو البتہ زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

{(۱۵) **ما**}: یہ مادام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس کو''ما ظرفیہ مصوریہ'' بھی کہتے ہیں''جب تک'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِیْرُ اَیْ اَقُوْمُ وَقْتَ جُلُوْسِ الْاَمِیْرِ میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھا رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

{عبارت}: شانزدہم حروف عطف وآن دہ است واو وفا وثم وحتی واما واو وام ولا وبل ولکن۔

ترجمہ: سولھویں قسم حروف عطف اور وہ دس ہیں: واو، ثم، حتی، اما، او، ام، لا، بل، لٰکِنْ۔

{تشریح}: اس عبارت میں مصنفؒ حرف عطف کو بیان کر رہے ہیں اس میں چونکہ ہم نے کچھ تفصیل کرنی ہے اس لئے اسے آخر میں الگ سے ذکر کر رہے ہیں۔

{حروف عطف}: عطف کا لغوی معنی ہے مائل کرنا یہ حروف بھی معطوف کو حکم اور اعراب میں معطوف الیہ کی طرف مائل کر دیتا ہے اس لئے انہیں حروف عطف کہتے ہیں۔ یہ حروف اپنے مابعد کو ماقبل سے لفظی ومعنوی دونوں حکموں میں جمع کر دیتا ہے۔

{تعداد ومعانی}: کل دس ہیں:

(۱) واو: مطلق جمع کیلئے آتا ہے یہ قریبا نحویوں کے نزدیک اجماعی مسئلہ ہے اس میں ترتیب ضروری نہیں۔ جیسے جَاءَ زَیْد'' وَّ عَمْرو'' آیا زید اور عمر۔ یہاں واو مطلق جمع کیلئے ہے یعنی آنے کی نسبت میں دونوں کو جمع کر دیا ہے یہ الگ بات ہے کہ ان کا آنا ایک ساتھ تھا یا ایک کے بعد یا عمرو پہلے آیا اور زید اس کے بعد۔ قرآن میں ہے **وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلَ**۔ چونکہ ترتیب ضروری نہیں اس لئے ابراہیم واسمٰعیل علیہما السلام کے درمیان فاصلہ لایا گیا۔

(۲) فا: ترتیب وتعقیب کیلئے آتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَیْد'' فَعَمْرو'' تو مطلب یہ ہے کہ پہلے زید آیا پھر اس کے فورا بعد عمرو۔ فا اگر جملے پر آئے تو وہاں فا سبب کیلئے ہوگا۔ جیسے زَنٰی فَرُجِمَ۔

(۳) حتی: غایت وانتہاء کیلئے آتا ہے۔ جیسے اَکَلْتُ السَّمَکَةَ حَتّٰی رَأْسَهُ۔

(۴) ثم: ترتیب مع تراخی کیلئے آتا ہے۔ جیسے جَاءَ زَیْد'' ثُمَّ عَمْرو'' یعنی آیا زید اس کے تھوڑی دیر بعد عمرو۔

(۵) لا: یہ بھی ترتیب کیلئے ہے۔

(۶) او: احد الشیئین کیلئے آتا ہے جیسے لَبِثْنَا یَوْماً اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ یعنی دونوں میں سے کوئی ایک ہے یا پورا دن رہے یا بعض۔ تخییر اور اباحت کیلئے بھی آتا ہے اور شک کیلئے بھی۔

(۷) ام: طلب التعیین کیلئے آتا ہے جیسے اَ زَیْد" عِنْدَکَ اَمْ عَمْرو "یعنی آپ کو معلوم تو ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک ہے لیکن کون ہے یہ معلوم نہیں اسی کی تعیین کیلئے ام آتا ہے۔

(۸) لکن: نہی یا نفی کے بعد اس سے عطف کیا جاتا ہے جیسے مَاضَرَبْتُ زَیْداً لٰکِنْ عَمْرواً نہیں مارا میں نے زید کو لیکن عمرو کو۔

(۹) بل: نفی یا نہی کے بعد ہو تو ماقبل کی تقریر کر کے اس کی نقیض کو مابعد میں ثابت کرے گا جیسے مَاقَامَ زَیْد" بَلْ عَمْرو "نہیں کھڑا ہوا زید بلکہ عمرو مطلب یہ کہ زید سے قیام کی نفی ہے عمرو کیلئے ثبوت ہے۔

الحمد للہ آج مورخہ 23 جمادی الاخری 1437ھ بمطابق 23 مارچ 2016 بروز چہار شنبہ وقت 3:06 بعد از ظہر درجہ ثالثہ میں کتاب کی تکمیل سے فراغت حاصل ہوئی۔

مشکل نحوی تراکیب

قرآن پر نحوی اشکالات کے جوابات

نوٹ: یہ سوال و جواب فرضی ہیں البتہ اس کا پسِ منظر مبنی بر حقیقت ہے۔

استاذ محترم الحمد للہ ادارے کے ماحول اور اساتذہ کی صحبت میں رہ کے دین کو سیکھنے اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ و ترویج کا جذبہ دل میں خوب بھرا اور یہی جذبہ لیکر گاؤں پہنچا وہاں درس و تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا بعض حضرات کے کہنے پر ہم اپنے علاقے کے عیسائیوں کے پاس بھی دین کی دعوت کی نسبت سے گئے تو ایک عیسائی پادری نے مجھے کہا کہ بیٹا آپ تو تازہ تازہ نحو پڑھ کر آئے ہیں جس قرآن کی دعوت آپ دے رہے ہیں اس میں تو نحوی غلطیاں ہیں اللہ کا کلام تو غلطیوں سے پاک ہے اور واقعی اس نے چند آیات ایسی بتلائی جس میں نحو کے ان قواعد کی خلاف ورزی ہے جو آپ نے ہمیں نحو میر میں

پڑھائے تھے وہ اشکال میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں براہ کرم ان کو حل فرمادیں۔ اللہ آپ کو اس کا بہترین بدلہ دے گا۔

{اعتراض}: قرآن میں **وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ** میں **ہ** ضمیر راجع ہے جمع کی طرف جبکہ جان جمع ہے تو اس کے مطابق **ھم** ضمیر ہونی چاہئے تھی؟۔

{جواب}: عزیزم یہاں جان جمع نہیں بلکہ جنس یا اسم جمع ہے جس کیلئے واحد کی ضمیر آتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے **اولا یذکر الانسان انا خلقنہ من قبل و لم یک شیاء** {سورہ مریم 67}۔

{دوسرا جواب}: یہ ہے کہ یہاں جان سے مراد جنوں کا باوا آدم ہے اور ظاہر ہے کہ وہ واحد ہے۔

{تیسرا جواب} فلسفہ کی زبان میں اس کا جواب یہ ہے کہ وحدت عام ہے خواہ حقیقیہ ہو یا اعتباریہ کیونکہ ہر موجود گو وہ کثیر ہو کسی نہ کسی اعتبار سے ایک ہوتا ہے جیسے انسان اس کے افراد بے شمار ہیں مگر انسانیت کے اعتبار سے سب ایک ہیں۔

{اعتراض}: **سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلٰنِ** یہاں **الثقلان** تثنیہ ہے مگر اس کیلئے ضمیر **لکم** آئی ہے حالانکہ اس کی جگہ **لکما** آنا چاہئے تھا۔

{جواب}: یہاں ثقلان سے مراد جنس سے جن وانس فرد مراد نہیں، بلکہ دونوں جماعتیں اور ان کے افراد مراد ہیں اور وہ جمع ہیں جیسا کہ دیگر مقامات پر فرمایا **فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ** نیز فرمایا **هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ** یہاں **خصمان** اگرچہ لفظا تثنیہ ہے مگر معنی جمع ہے کیونکہ اس سے ہر دو فریق فریق مسلم وفریق کافر جس کے تحت کئی افراد ہیں مراد ہے۔ نیز تثنیہ واحد کے بجائے جمع کے زیادہ قریب ہے دو افراد کی اکھٹے نماز کو جماعت کہا جاتا ہے انفرادی نماز نہیں اس لئے جمع کی ضمیر لائے دیکھو قرآن میں ہے **اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا** ذکر دو خواتین کا ہے مگر ان کے دل کیلئے قلوب جمع لائے ہیں۔

{اعتراض}: **وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الجاهلية يريد الله ليذهب عنكم**

الرجس اهل البیت ویطھر کم تطھیرا یہاں خطاب امہات المومنین سے ہے اس لئے عنکم مذکر کی ضمیر جمع کے بجائے عنکن آنی چاہئے تھی۔

{جواب}: یہاں اھل کا لفظ دراصل ذکر کیا ہے جو عزیز وا قارب کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے چونکہ بظاہر اھل کا لفظ جمع مذکر ہے اسلئے ضمیر میں بھی اسی کی رعایت رکھی گئی ہے جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى اِذْ رَاٰى نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْا اِنِّيْ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْ اٰتِيْكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى یہاں اہل سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی ہیں اس کے باوجود اہل کے ظاہر کی رعایت کرتے ہوئے صیغہ جمع مذکر کے لائے گئے ہیں۔ قَالُوْا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللہ و برکاتہ علیکم اھل البیت یہاں پر بھی خطاب حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کو ہے مگر ضمیر اہل بیت کی رعایت کرتے ہوئے جمع مذکر کی لائے ہیں۔

{اعتراض}: استاذ محترم آپ نے ہمیں پڑھایا ہے کہ معطوف، معطوف علیہ بیک وقت پانچ چیزوں میں یکسانیت ہونا ضروری ہے اس میں ایک افراد، تثنیہ، جمع بھی ہے اب قرآن میں ہے وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ۔ یہاں الصابرین کا عطف الموفون پر ہے جو کہ مرفوع ہے تو الصابرین کو بھی الصابرون مرفوع ہونا چاہئے تھا جبکہ یہ منصوب ہے؟۔

{جواب}: یہاں الصابرین، الموفون پر معطوف نہیں بلکہ یہ امدح فعل محذوف کا مفعول بہ ہے ای اَمْدَحُ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ۔

{اعتراض}: قرآن میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا اس میں الصابئون کا عطف اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل پر ہو رہا ہے لہذا یہ اس کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہونا چاہئے تھا مگر یہ تو حالت رفعی میں ہے؟۔

{جواب}: اگر قرآن میں نحوی غلطی ہوتی تو دوسرے مقام پر بھی ہوتی جیسا کہ یہی مضمون ایک اور مقام پر یوں بیان ہوا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اِنَّ اللہ یفصل بینھم یوم القیامۃ یہاں یہ

منصوب ہے۔دراصل جس آیت پرآپ کو اشکال ہوا وہاں الصابئین کا عطف اِنَّ پرنہیں ہورہا بلکہ دراصل یہ دو جملوں کا مجموعہ ہے پہلا جملہ ان الذین آمنوا ہے اور مفلحون محذوف اس کی خبر ہے۔آگے والذین ھادوا میں واو عاطفہ نہیں بلکہ استینافیہ ہے اور یہ مبتداء ہے اورآگے واو عاطفہ ہے اور الصابئون کا عطف ھادوا پر ہورہا ہے۔اورآگے مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ الآیۃ اس کی خبر ہے اور تقدیری عبارت یوں ہوگی

وَالْيَهُوْدُ وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصَارٰى الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ مِنْهُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

{اعتراض}: قرآن میں ہے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَائَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ

یہاں بنورھم کی ضمیر کا اعادہ استوقد پر ہورہا ہے اور یہ واحد کا صیغہ ہے ضمیر بھی واحد تو بِنُوْرِهِمْ کی جگہ بِنُوْرِهٖ ہونا چاہئے تھا۔واحد پر جمع کی ضمیر کا اعادہ کیسے ممکن ہے؟

{جواب}: جہالت ہے دراصل یہاں ''تشبیہ تمثیلیہ'' کا بیان ہے جس میں ایک حالت کو دوسری حالت سے تشبیہ دی جاتی ہے تو یہاں بھی منافقین کی حالت کی تشبیہ اس شخص کے ساتھ دی جارہی ہے جو آگ جلائے اور اللہ اس کو بجھادے تو وہ اس آگ سے کوئی فائدہ نہ اٹھاسکے یہاں بنورھم میں ھم ضمیر جمع مشبہ کی حالت کی رعایت رکھتے ہوئے لائے گئی ہے اور وہ منافقین ہیں نہ کہ مشبہ بہ جو کہ آگ جلانے والا ہے کیونکہ تشبیہ تمثیلیہ میں مقصود مشبہ ہوتا ہے مشبہ بہ نہیں ہوتا۔بنورھم کی ضمیر کا اعادہ مثلھم پر ہے پس اب معنی یہ ہوا کہ ان منافقین کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو آگ جلائے اور بجھ جائے کوئی انتفاء حاصل نہ کرسکے اسی طرح ان منافقین کا نور بھی اللہ نے چھین لیا ہے اب یہ نورایمان سے استفادہ حاصل نہیں کرسکتے۔

مثل المنافقین فی عدم استفادتھم من الایمان کمثل رجل استوقد نارا فلما اضائت ما حولہ ذھب اللہ بنارہ فلم یستفد منھا و کذالک المنافقون ذھب اللہ بنورھم فلم یستفیدوا من الایمان۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مشکل تراکیب

{سوال}:اَنَّ زَیْد" کَرِیْمٍ اس میں ابتداء کلام میں ہونے کے باوجود اَنَّ بفتح ہمزہ جبکہ بکسر ہمزہ ہونا چاہئے تھا اس کا اسم مرفوع اور خبر مجرور ہے یہ کیسی ترکیب ہے؟

{جواب}: یہ دراصل جملہ فعلیہ ہے اسمیہ نہیں اَنَّ فعل ماضی انین سے ہے بمعنی رونا زید اس کا فاعل ہے آگے ک برائے تشبیہ حرف جر اور ریم ہرن کے بچے کو کہتے ہیں یعنی زید ہرن کے بچے کی مانند رویا۔

{سوال}:یُوْسَفِ زُلَیْخَا اس میں یوسف غیر منصرف ہے اس پر کسرہ کیسے آسکتا ہے؟

{جواب}: دراصل اس کے شروع میں حرف ندا محذوف ہے اور یوسف منادی مرخم ہے آخری لفظ کو حذف کردیا یوس ہوگیا آگے ف امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے وفا سے اور زلیخا مفعول بہ ہے یعنی اے یوسف زلیخا سے وفاداری کر۔

{سوال}:قَالَ رَجل" تَحتَ الشَّجَرَةِ فَانْتَقَضَ وُضُوْئُہُ اس کا ترجمہ بنتا ہے کہ آدمی نے درخت کے نیچے کلام کیا اور اس کا وضو ٹوٹ گیا کلام تو کہیں ناقص وضوء نہیں پھر یہ کیا ہے؟

{جواب}: یہاں قال، قولا کلام سے نہیں بلکہ قیلولۃ سے ہے دوپہر کے وقت کچھ دیر آرام کرنا اور ظاہر ہے کہ وہ آدمی درخت کے نیچے سویا تو وضوء ٹوٹ گیا کیونکہ نیند ناقض وضوء ہے۔

{سوال}:عَلٰی مُوْسٰی عَلَی فِرْعَوْنَ اس کی ترکیب کیا ہے؟

{جواب}: پہلا علی فعل ماضی ہے دوسرا حرف جر ہے۔

{نکتہ:} نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی ایک عبارت "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لما یرضی بہ رَسُوْلُ اللّٰہِ (مشکوۃ، ج2،ص334) اس میں رفع، نصب، جر تینوں اعراب استعمال ہوئے ہیں۔

{سوال}:النار فی الشتاء خیر من اللہ و رسولہ (استغفر اللہ)

{جواب}: آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یہاں ''من'' قسم کے معنی میں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الحمد للہ آج مورخہ 4 جمادی الاخری 1438ھ بمطابق 4 مارچ 2017 بروز شنبہ بوقت اشراق نظر ثانی سے فراغت ہوئی اللہ پاک اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے ۔آمین۔

مصنف کی دیگر مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف و رسائل

(۱) مناظرہ کوہاٹ: 2012 میں کوہاٹ میں جشن عید میلاد النبی ﷺ پر ہونے والے مناظرے کی مکمل روئیداد

(۲) الاربعین فی مناقب امیر المومنین: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مناقب وفضائل پر چالیس مستند احادیث کا مجموعہ

(۳) تحریک آزادی اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی

(۴) دفاع اہل السنۃ والجماعۃ (غیر مطبوعہ)

دار العلوم دیوبند کی تقاریظ سے مزین اس کتاب میں علمائے اہل السنۃ والجماعۃ پر ہونے والے تمام اعتراضات کے انتہائی مفصل ومدلل جوابات دئے گئے ہیں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب جو جلد ہی زیور طبع سے آراستہ ہونے والی ہے۔

(۵) الاربعین فی مناقب الخلفاء الراشدین (غیر مطبوعہ): خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کے مناقب پر چالیس احادیث کا مجموعہ

(٦) آزار ابراہیم علیہ السلام کے والد تھے اور ایمان ابوین مصطفیٰ (غیر مطبوعہ) آزر وایمان وکفر والدین مصطفیٰ ﷺ پر تحقیقی مقالہ اور اشکالات کے مدلل جوابات

مزید تفصیلات کیلئے

Facebook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi
sajidkhannaqshbandi.blogspot.com
kalahazrat@gmail.com